احکامِ دعوتِ طعام

طبعِ نو

اسلامی بھائی بہنوں کے نام!

کھانے پینے کی سُنّتیں



مکتبہ نوریہ رضویہ ○ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

احکامِ دعوتِ طعام

طبِ نبوی

اسلامی بھائی بہنوں کے نام!

کھانے پینے کی سُنتیں

تصنیف:- انیس احمد نوری

مکتبہ نوریہ رضویہ ○ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

MASOOD FAISAL JHANDIR L...
Acc No 096520

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق مُصنّف محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــ احکام دعوتِ طعام۔ کھانے پینے کی سُنّتیں
مُصنّف ـــــــ انیس احمد نوری
بفیضِ رُوحانی ـــــــ شہزادۂ اعلیحضرت مفتیِ اعظم ہند آلِ رحمٰن مصطفٰے رضا خاں
موضُوع ـــــــ اصلاحِ تہذیب و معاشرہ
حُسنِ تزئین ـــــــ انیس احمد نوری
تصحیح ـــــــ " " "
ناشر ـــــــ محمد عرف محمد یُوسف
کتابت ـــــــ محمد عرف نُور محمد نور قلم سکھر
قیمت ـــــــ ۶۶/- روپے
خورد سائز ـــــــ
درمیانہ سائز ـــــــ
درمیانہ سائز جلی قلم ـــــــ ۳۶/..

نوٹ:۔ اس کتاب کی کتابت کی تصیح بہت احتیاط سے کی گئی ہے۔ اگر کہیں غلطی نظر آئے تو قارئینِ کرام مطلع فرمائیں۔ شُکریہ۔

ناشر انیس احمد نُوری

خصُوصی رعایت سے خرید کر مُفت تقسیم کرنے کے لئے مکتبۂ نُوریہ رضویہ سکھّر سے رجُوع فرمائیں۔

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

انتساب!

اُس محبوبِ خدا کے نام جس نے اور علاوہ کڑوڑوں احسانوں کے
زندگی گزارنے کا طریقہ سکھایا

انتساب اُس عظیم ہستی کے نام جس نے کھانے پینے تک کے سلیقہ سے آشنا کیا۔

انتساب اُن شمع کے پروانوں کے نام جنہوں نے اپنے ہادی کے افعال واعمال کو سجانے کیواسطے اپنی جان درُوح پیش کی

انتساب اُن قلم کاروں کے نام جنہُوں نے اُنھیں محفوظ کیا جسکا اللہ عزوجل اور اُس کے رسُول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمع کرنا محبوب و مطلوب تھا

انتساب اُن علماء کی مجتہد جماعت کے نام جنہُوں نے اعمال و افعال و گفتار کے اسرار و رموز کی گہرائیوں سے رُوشناس کیا

انتساب علماء کی اُس جماعت کے نام جنہوں نے اِن بکھرے ہوئے اَنمول موتیوں کی مختلف اقسام کو ترتیب سے لڑیوں میں پرویا

انتساب اُن دنیاداروں کے نام جنہوں نے دین کی اشاعت کو اپنی روزی کا ذریعہ بنایا

انتساب اُن مبلغوں کے نام جنہوں نے اپنے وعظوں کے ذریعہ دین کی آگاہی کو اپنا شعار بنایا

انتساب اُن مدرسین کے نام جنہوں نے مساجد و درسگاہوں کے حلقوں، اسلامی مجلسوں میں دین کی شمع روشن کرنا، روشن رکھنا اپنی زندگی کا مقصد جانا

انتساب اُن میلاد خواں مرد اور خواتین کے نام جو محافل اور مجالسِ شرعیہ میں اِن سُنّتوں کو بیان کر کے ہمارے اسلامی بھائی بہنوں کو رُوحانی غذا مہیا کریں

انتساب اُن طلبہ و طالبات کے نام جو اسکول و کالج وغیرہ میں اپنے ساتھیوں کو ان اَنمول اسلامی اصُولوں سے واقف کرنے میں معاون و مددگار ثابت ہوں

ناچیز انیس احمد نوری عفی عنہ
مکتبہ نوریہ رضویہ پان منڈی گھنٹہ گھر سکھر

فہرست کتاب کھانے پینے کی سُنّتیں و احکام دعوتِ طعام

اسلامی بھائی بہنوں کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

حمد ہے اُس ذات کریم کو جس نے ہمیں ایسا اپنی مثال آپ قناعت کا پیکر ـــــ رسُول عنایت فرمایا کہ وہ محبوب خدا ساری خدائی کا بادشاہ ہو کر ہفتوں۔ مہینوں کچھ نہ کھا، پی کر جہاں یہ دنیا پر ظاہر فرمائے کہ مجھے کھانے، پینے کی حاجت نہیں بلکہ ساری خدائی کو میری حاجت ہے، وہاں اس شفیق مہربان رسُول نے یہ بھی روشن فرمایا کہ اگر میں پیتا ہوں تو اسلئے کہ اُمتیوں کو پینے کا **طریقہ** آجائے ـــــ اور اگر کھاتا ہوں تو اسلئے کہ غلاموں کو کھانے کا **سلیقہ** آجائے ـــــ

مگر افسوس! صد افسوس، ہمارے اسلامی بھائی! اسلامی کتابوں میں مشکل الفاظ ہونے کی وجہ سے مذہبی کتابوں کو ہاتھ لگانا بھی پسند نہیں کرتے ـــــ جس کے سبب یہ کتاب عام زبان میں لکھنے کی کوشش کی ہے تاکہ عوام بخوبی کھانے پینے کی سُنّتوں پر عمل کے فوائد و حکمت ـــــ اور احکامات سے واقف ہوں ـــــ اور یہ کہ کُنبہ کے گھروں میں کھانے پینے سے متعلق کیا کیا خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں؟ اور دعوتوں میں مرد اور خواتین، میزبان سے کس کس طرح پیش آتے ہیں؟ ـــــ یا میزبان سے کیا کیا کوتاہیاں ظاہر ہوتی ہیں؟ ـــــ اور اسلام نے ان کے کیا اصُول بیان فرمائے ہیں؟ ـــــ ہالوں میں دعوت کا تقدس کس طرح پائمال ہوتا ہے؟ ـــــ تکلف کب جائز اور کب ناجائز؟ ـــــ کثرت خوری اور دیگر کھانے پینے میں بد احتیاطی کے نقصانات اور علاج بالغذاء ـــــ کس چیز کے بعد کس چیز کو نہ کھانا، پینا چاہیئے؟ ـــــ آج کیا پکے گا کا حل؟ ـــــ نیز عقیقہ کا سستا آسان حل ـــــ گھروں میں بولے جانے والے کفریہ کلمات اور کھانے پینے میں چھتّر ۷۵، حرام اشیاء ـــــ محبوب خدا کی محبوب غذائیں۔ احکام دعوتِ طعام ـــــ علاج گناہ میں نیکوں کو کھانا کھلانا ـــــ توبہ کا اسلامی طریقہ نیز تنگدستی کے اسباب ۱۱۹ وغیرہ سے اپنے اسلامی بھائیوں کو آگاہ کرنے میں آپکے **انیس** نے مخلصانہ کوشش کی ہے ـــــ لہٰذا مطالعہ فرمائیں اور جہاں غلطی پائیں مطلع فرمائیں ـــــ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احکام اسلام پر عملِ خلوص کی توفیق رفیق عطا فرمائے آمین ـــــ

انیس احمد نوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ابتدائیہ

اے عزیز جان کہ ذریعہ عبادت بھی عبادت میں داخل ہے۔ اور زادِ راہ بھی راہ ہی میں شامل ہے تو راہِ دین میں جس چیز کی ضرورت ہے۔ وہ بھی دین میں سے ہے۔ اور راہِ دین میں کھانا کھانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ خدا کا دیدار سب سالکوں کا مقصود و مطلوب ہے۔ اُسکا تخم علم و عمل ہے۔ اور علم و عمل پر ہمیشگی بدن سلامت رہے بغیر محال ہے۔ اور بدن کی سلامتی کھانے، پینے کے بغیر ممکن نہیں۔ لہٰذا راہِ دین کیلئے کھانا کھانے کی ضرورت ہے۔ تو یہ بھی دین میں سے ہوگا۔ اسی لئے حق تعالیٰ نے فرمایا۔
کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحاً۔ حلال و طیب کھانا کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔

کھانے اور اچھا کام کرنے کو اس آیۂ مبارکہ میں حق سُبحانہ تعالیٰ نے ایک ساتھ بیان فرمایا تو جو کوئی اِس نیّت سے کھانا کھاتا ہے کہ مجھے علم و عمل کی قوّت اور آخرت کی راہ چلنے کی قدرت حاصل ہو اس کا کھانا بھی عبادت ہوگا۔ اِسی لئے رسُولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ مُسلمان کو ہر چیز پر ثواب مِلتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس لقمہ پر بھی جو وہ اپنے مُنہ میں رکھے یا اپنے اہل و عیال کے مُنہ میں رکھّے۔ اور یہ اس لئے فرمایا کہ ان سب کاموں سے راہِ آخرت ہی مُسلمان کو مقصود ہوتی ہے۔ اور کھانا کھانا راہِ دین سے ہے۔ اُسکی عَلامت یہ ہے کہ آدمی حرص سے نہ کھائے بلکہ کسبِ حلال سے بقدرِ ضرورت کھائے اور کھانا کھانے کے آداب ملحوظ رکھے۔

(امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

کھانا کھانا، فرض، واجب اور کب سُنّت ہے

فرض بھوک کی وجہ سے جان کے خطرہ پر اتنا کھانا کہ جان بچ سکے۔ کھانا فرض ہے۔ خواہ حلال دستیاب نہ ہونے پر حرام شے ہی ہو۔ (شراب، مردار، سڑا گوشت، حرام جانور، چوری کر کے کھانا وغیرہ۔ البتہ چوری کا تاوان دینا پڑیگا۔ حد نہیں لگے گی۔ یعنی ہاتھ نہیں کٹیں گے۔) یاد رہے یہ رعایت اِس وجہ سے ہے کہ ہلاکت سے بچنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقہ مسلمانوں کو ایسی تنگدستی، قحط وغیرہ سے محفوظ فرمائے آمین۔

واجب نماز، روزہ میں صحیح ادائیگی، بھوک کی وجہ سے نہ ہونے پر حلال شے کا کھانا واجب ہے۔ (روزہ کیلئے سحری کھانا)

سُنّت دینی یا دنیاوی مشاغل، ذریعہ معاش، صحت کی خاطر تہائی پیٹ کھانا سُنّت ہے۔ اور یہ کہ کھانا کھانے کی ہر سُنّت کی ادائیگی پر مزید ثواب بھی

احتیاط غلبۂ شہوت کے خوف سے کھانے میں کمی کرنا صحت و شِفا یعنی امراض کا علاج بھی۔ **مسئلہ**: کھانا کھانے والے کو یہ نیّت کرنی چاہیئے کہ اسلئے کھاتا ہوں کہ عبادت کی قوّت پیدا ہو کہ اس نیّت سے کھانا بھی ایک قسم کی طاعت ہے۔ کھانے سے اُس کا مقصد تلذّذ و تنعّم نہ ہو کہ یہ بُری صفت ہے۔ قرآنِ مجید میں کفّار کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ کھانے سے اُن کا مقصود تمتع و تنعّم ہوتا ہے۔ اور حدیثِ پاک میں کثرت خوری کفّار کی صِفت بتائی گئی ہے۔

(ردّ المحتار)

کھانا کھانے کی سُنّتیں

(۱) کھانا کھانے کے ارادے سے ہاتھوں کا دھونا۔ (۲) کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر نہ پونچھنا۔ (۳) دعوت میں کھانے سے قبل جوانوں کے پہلے ہی ہاتھ دُھلانا۔ (۴) کھانے کے بعد بوڑھوں کے ہی پہلے ہاتھ دُھلانا۔ (۵) کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھا کر اور داہنا گھٹنا کھڑا کر کے **یا** سرین پر چار زانو بیٹھے۔ **یا** دونوں گھٹنے کھڑے رکھیں۔ (کہ تھوڑا کھانا کفایت کرے۔) (۶) روٹی پر کوئی چیز یعنی نمک دانی، چٹنی کی پیالی یا سالن کی پلیٹ نہ رکھنا۔ (۷) کھانا بِسۡمِ اللّٰهِ الَّذِیۡ لَا یَضُرُّ مَعَ اسۡمِهٖ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ط پڑھ کر شروع کرنا۔ (۸) اگر کھانے میں چند اشخاص شامل ہوں تب بسم اللہ بلند آواز سے کہنا تاکہ بھولے اشخاص بھی پڑھ لیں۔ **اگر** بسم اللہ شروع میں بھول گئے تب یاد آنے پر بِسۡمِ اللّٰهِ فِیۡ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ۔ پڑھیں۔ (۹) داہنے ہاتھ کی تین[۱] انگلی مع انگوٹھے کی مدد سے کھانا۔ (۱۰) کھانے کی ابتدا نمک سے ہی کرنا۔ (حدیثِ پاک میں نمک سے مُراد نمکین شے)۔ (۱۱) ہاتھ یا چھُری کو روٹی سے نہ پونچھنا۔ (۱۲) اگر سامنے پہلے روٹی آجائے تب بغیر انتظار کئے روٹی کھانا شروع کرنا۔ (۱۳) سالن قریب کے کنارے سے کھانا۔ (۱۴) ایک قسم کا

---

[۱] انگوٹھا، اور اول دو انگلیاں۔ روٹی توڑنے میں بھی۔ اگر تیسری انگلی بھی بعض موقعہ پر لگے تب قدرتی طور پر انگوٹھا جدا ہو جاتا ہے۔

کھانا ایک جگہ سے اور اگر طشت، ٹرے وغیرہ میں مختلف قسم کے کھانے ہوں تب مختلف جگہ سے کھانا۔ **مثلاً** کھجور، پھل، میوے، مٹھائی۔ البتہ بے صبری کا مظاہرہ، لالچی ہونے کا ثبوت نہ دے۔ (۱۵) کھانے کو نہ پھونکنا۔ (۱۶) گرم کھانا نہ کھانا۔ (۱۷) کھانا کھاتے وقت باتیں کرنا۔ (زود ہضم اور باتیں نہ کرنا مجوسیوں کی علامت ہے البتہ بیہودہ باتیں نہ کی جائیں۔) (۱۸) ہاتھ سے گرے لقمہ کو اُٹھا کر کھانا۔ (زمین سے اُٹھا کر جھاڑ کر اور دستر خوان سے بغیر جھاڑے ہی کھانا) (۱۹) کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا۔ (۲۰) کھانے کے برتن انگلیوں سے چاٹنا۔ (کہ برتن کو شیطان سے آزاد کرانا اور جہنم کی آگ سے آزاد ہونا ہے) (۲۱) کھانے کی انتہا (اختتام) نمک سے کرنا۔ (بزازیہ ردّ المحتار میں ہے کہ کھانے کی ابتدا نمک سے کیجائے اور ختم بھی نمک پر، اس سے ستر بیماریاں دفع ہوجاتی ہیں) (۲۲) کھانے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھنا، تنہا شخص آہستہ پڑھے۔ اگر چند اشخاص کھانے سے فارغ ہوں تب بُلند آواز سے پڑھنا تاکہ شکرِ خدا میں دوسرے بھی شریک ہوں۔ **دُعا:** اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ فراخی رزق کا سبب بھی۔ اور یہ دُعا سُنّت بھی۔ (۲۳) کھانے کے بعد ہاتھ دھونا۔ (۲۴) کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر لازمی پونچھنا۔ تاکہ کھانے کے اثرات باقی نہ رہیں۔ آنکھ، یا کپڑا، یا تحریر، کاغذ، خراب نہ ہو۔ ترمذی، عالمگیری، بہارِ شریعت، جنتی زیور۔ (۲۵) تر ہاتھ چہرے وغیرہ پر پھیرنا۔ (۲۶) کھانے کے بعد مسواک کرنا۔ ایک غلام آزاد، دُسری حدیث میں ۲ دو غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے، (۲۷) دانتوں کا خلال کرنا۔ (۲۸) دوست احباب یا گھر کے افراد کھانا مِلکر سب ایک ساتھ کھائیں۔ (کہ برکت ہو، تھوڑا کھانا زیادہ کو کفالت کرے، برباد بھی نہ ہو۔)

(۲۹) (۱) مہمان کی ایک دن رات مقدور بھر خاطر داری کرنا۔ (۲) ضیافت تین دن یعنی جو میسر ہو پیش کرے۔ (دعوت شیرازی) (۳) تین دن سے زائد صدقہ ہے مہمان کیلئے یہ حلال نہیں کہ اُس کے یہاں ٹھہرا رہے اور اُسے حرج میں ڈالے (بخاری و مسلم)

(۳۰) میزبان پر پانچ باتیں ضروری ہیں کہ (۱) مہمان کو کھانا کھانے پر اصرار کرتا رہے، (۲) مہمان سے دل خوش کرنے والی باتیں بھی کرتا جائے۔ (۳) مہمان کے سامنے اہلِ خانہ یا خادم پر ناراض نہ ہونا۔ (۴) مہمان اگر تھوڑے ہوں تو میزبان اُن کے ساتھ کھانے پر بیٹھے کہ یہی تقاضۂ محبت ہے اور مہمان زیادہ ہوں تو انکی نگہداشت اور خدمت میں مشغول رہے۔ (۵) مہمانوں کے ساتھ ایسے کو نہ بٹھائے جسکا بیٹھنا اُن پر گراں ہو۔

(۳۱) مہمان کو پانچ باتیں ضروری ہیں۔ (۱) جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھ جائے۔ (۲) جو کچھ اُس کے سامنے پیش کیا جائے اُس پر خوش ہو۔ (۳) کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے میزبان کو تکلیف ہو۔ اس تیسری میں بیشمار باتیں پوشیدہ ہیں اِس کا خاص خیال رہے۔ (۴) میزبان کی بغیر اجازت مہمان نہ اُٹھے۔ (۵) مہمان جب رخصت ہو تو صاحبِ خانہ کے حق میں دعا کرے۔ رزق میں وسعت و فراخی اور آفات و بلیّات سے حِفاظت کی۔ عربی میں مزید مستحب کا ثواب ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ ۝

کھانے کے آداب

(۱) ننگے سر نہ کھانا۔ (۲) تین اُنگلی مع انگوٹھے کی مدد سے کھانا سنّت بھی (پانچ انگلیوں سے کھانا معیوب، گنواروں کا طریقہ) (۳) لقمے چھوٹے چھوٹے، چبا کر کھانا (۴) کھاتے وقت حاضرین کے چہروں کو نہ تکنا۔ (۵) کھانے کے دوران

موت کا ذکر نہ کرنا۔ ورنہ دوسرے مہمانوں پر اُس کا اثر ہوگا اور وہ بھوکے اُٹھ جائیں گے۔ (۶) دعوت وغیرہ میں ابتداء کرنے کا حق بزرگوں کو دینا۔ یہ حسنِ ادب تعظیم اور سُنّتِ صحابہ بھی ہے۔

خلافِ ادب

(۱) پاؤں پھیلا کر کھانا۔ (۲) لیٹ کر کھانا۔ (۳) اِدھر اُدھر دیکھنا۔ (۴) کھاتے ہوؤں کو دیکھنا۔ (۵) اُن کے کھانے پر نظر جمانا۔ (۶) ننگے سر کھانا۔ (۷) پانچوں انگلیوں سے کھانا۔ (۸) بڑے لقمے کھانا۔ (۹) جلدی جلدی کھانا۔ (۱۰) دعوت میں پہلے بزرگوں سے شروع کرنا۔ (۱۱) دروازے پر بیٹھ کر کھانا۔ خیال رہے کہ فقراء و مساکین کو بھی اعزاز و اکرام سے کھلانا چاہیئے۔ اور اگر کسی وقت مجبوری ہے تب بھی دروازے کے باہر اعزاز سے کھلایا جائے۔

اِسراف

اِسراف ضائع کرنے کو کہتے ہیں اور یہ حرام ہے۔ (۱) پھولی رُوٹی کا حصّہ کھانا بقیہ چھوڑ دینا۔ (۲) رُوٹی کے کنارے توڑ کر پھینکنا۔ (۳) گرے لقمے کو اُٹھا کر نہ کھانا اور پھینکنا۔ (۴) سالن بیچ یا کنارے سے کھا کر بقیہ کو ضائع کرنا۔ (۵) اِسراف دَر اسراف یہ کہ بھرے پیٹوں کا اور غیر استعمال شدہ کھانے سے بچا سالن، روٹی، چاول وغیرہ مذہبی اخبار میں لپیٹ کر تیسری یا چوتھی منزل سے نیچ سڑک پر پھینکنا۔ عجلت میں کبھی راہ گیر کے عمامہ، ٹوپی یا کپڑوں کی بھی دعوت کرنا۔ بعض با ادب کھلانے کے خواہشمند حضرات اُسی طرح اخباروں میں کھانا بڑی مقدار میں نالی سے نکلے ہوئے کچرے پر، وہ اپنے طور پر ادب سے رکھتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ ایسا ادب کسی کو بھی عطا نہ فرمائے۔ رزق ہی کیا؟ ہر قابلِ احترام چیز، شخصیت، کا حقیقی ادب، احترام، تعظیم، کی اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرمائے آمین۔

اِجازت

(۱) اتنا پیٹ بھر کھانا کہ روزہ آرام سے ادا ہو۔ (۲) مہمان کا ساتھ دینے کی غرض سے جب کہ معدہ کے خراب ہونیکا اندیشہ نہ ہو

کھانے کے مکروہات

(۱) بائیں ہاتھ کو زمین وغیرہ پر ٹیک کر کھانا۔ (۲) تکیہ وغیرہ پر ٹیک لگاکر کھانا۔ (۳) کرسی وغیرہ پر پیر لٹکا کر کھانا۔ (۴) گرم کھانا، پینا۔ (۵) کھانے کو پھونکنا۔ (۶) کھانے کو بُرا کہنا۔ (۷) پلیٹ وغیرہ روٹی پر رکھنا (۸) راستے یا بازار میں کھانا۔ (۹) بغیر مجبوری چلتے ہوئے کھانا۔ (۱۰) پس خوردہ راستے میں پھینکنا۔ (۱۱) کھاتے ہوئے باتیں نہ کرنا۔ (۱۲) بھوک اور جھوٹ کو ملانا۔ (۱۳) کھانا کھاکر بغیر دھوئے، یا دھوکر ہاتھوں، اور منہ کو، دامن، آستین، دوپٹہ یا بغیر اجازت میزبان کے دسترخوان وغیرہ سے پونچھنا۔ صاف کرنا۔ (۱۴) ہر سُنّت کا ترک۔ (۱۵) بھوک سے پہلے کھانا کھانا۔

برکات سے محرومی، فاقہ، تنگدستی، بیماری کے اسباب۔

یوں تو برکات سے محرومی، فاقہ، تنگدستی، اور بیماری کے اسباب ہزاروں ہیں مگر یہاں صرف کھانے سے متعلق چند عرض کئے جاتے ہیں۔

(۱) بغیر ہاتھ دھوئے کھانا۔ (۲) پھل فروٹ، ڈرائی فروٹ، بغیر دھوئے کھانا۔ (۳) بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا، پینا، (۴) پاؤں لٹکا کر کھانا، پینا۔ (۵) بغیر عذر بائیں ہاتھ سے کھانا، پینا۔ (۶) اوّل آخر بغیر نمک یا نمکین کھانا۔ بیماری وسخت مضر بھی۔ (۷) کھڑے ہوکر کھانا مضرِ صحت اور بیماری بھی۔ (۸) کھڑے کھڑے پانی وغیرہ پینا، دردِ جگر کا مورث بھی۔

(۹) گرم کھانا تکلیف دہ بھی۔ (۱۰) کھانے میں پھونک مارنا یعنی گندی سانس کھانے یا پینے کی شے میں چھوڑنے سے خالص بیماری مضرِ صحت بھی۔ (۱۱) کھانے کے آخر اُنگلیوں اور برتن کو نہ چاٹنا برتن کی مغفرت کی دُعا سے بھی محروم ہونا۔ (۱۲) کھانے کے اختتام پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ نہ پڑھنے سے برکت سے محرومی اور ناشکری کی وجہ سے نحوست بھی، نقصان بھی۔ (۱۳) کھانے کے بعد ہاتھ نہ دھونا، یا دھو کر تولیہ وغیرہ سے نہ پونچھنا۔ رزق کی تنگی کے علاوہ آنکھ کا غذ، کپڑے خراب ہونے کا سبب بھی۔ اور کھانے سے فارغ ہو کر بغیر ہاتھ منہ دھوئے سونے سے شیطان ہاتھ، مُنہ چاٹتا ہے۔ اور مرضِ برص کا باعث بھی۔ (۱۴) کھانا کھا کر یا دھو کر ہاتھوں کا دامن، آستین، دوپٹہ سے پونچھنا برکات سے محرومی۔ (۱۵) منہ، دانت نہ صاف کرنے سے بیشمار بیماریوں کے علاوہ خیر و برکت سے محروم بھی۔ (۱۶) کھانے، پینے کی شے کو ٹھوکر مارنے سے رزق کو ٹھکرانہ، فاقہ، تنگدستی کو دعوت دینا بھی۔ (۱۷) جنابت کا غسل فرض ذمہ ہوتے ہوئے کھانا کھانا۔ (۱۸) بغیر بلائے دعوت میں جانا (۱۹) میّت کے قریب بیٹھ کر کھانا۔ دل کی سختی بھی۔ (۲۰) ننگے سر کھانا۔ (۲۱) اندھیرے میں بغیر عذر کھانا۔ (۲۲) سامنے کھانا ہوتے ہوئے کھانے میں دیر کرنا گویا کھانے کو انتظار کرانا قحط مُسلّط کرانا بھی۔ (۲۳) روٹی سالن حقیر جگہ رکھنا۔ حتّٰی کہ سفر کے دوران۔ ریل، بس میں بھی۔ مجبُوری میں اللہ تعالیٰ سے معافی کی اُمید۔ (۲۴) دروازے میں بیٹھ کر کچھ کھانا، پینا۔ (۲۵) مٹی چینی یا شیشہ کر شکستہ برتن میں کھانا، پینا۔ (۲۶) مہمان کو حقارت سے دیکھنا۔ اور اُسکے آنے سے ناخوش ہونا۔ (۲۷) کھاتے ہوئے صِلۂ رحمی نہ کرنا یعنی دوسروں کا

خیال نہ کرنا۔ (۲۸) پڑوسی کو خاص کر تنگدست پڑوسی کو کھانے میں شریک نہ کرنا یعنی پیالے، پلیٹ میں کھانا نہ بھیج کر۔ (۲۹) تنگدست غریب پڑوسی کے بچّوں وغیرہ کو تلنے، بگھارنے اور بھُوننے کی خوشبو سے بیچین کرنا۔ **حدیث**:- اپنی ہانڈی سے پڑوسی کو ایذا، نہ دو۔ کچھ اُسے بھی دو۔ (۳۰) چارپائی یا بستر پر بغیر دسترخوان بچھائے کھانا، کھانا۔ (۳۱) چارپائی پر خود سرہانے بیٹھنا اور کھانا پائنتی رکھنا (۳۲) دانتوں سے روٹی کُترنا۔ (۳۳) جس برتن میں کھانا کھایا اُسی میں ہاتھ دھونا۔ (۳۴) کھانے کے بعد برتن صاف نہ کرنا۔ اُنگلی سے یا اُس کو یونہی بے قدری کی حالت میں چھوڑنا۔ (۳۵) فقیر کو جھڑکنا۔ (۳۶) دانتوں کو بِلا وجہ کپڑے سے مسواک کیطرح ملنا۔ (۳۷) ہر قسم کی لکڑی سے دانتوں کا خِلال کرنا یعنی پاک وغیرہ کا خیال کئے بغیر استعمال کرنا۔ (۳۸) کھانے پینے کے برتن کھلے رکھنا۔ شیطان اور حشراتُ الارض سے محفوظ نہ کرنا۔ سُنّت طریقوں کے خلاف کے عَلاوہ فاقہ تنگدستی کا باعث بھی۔ (۳۹) فقیروں سے روٹی ٹکڑ خریدنا۔ (۴۰) روٹی ٹکڑ کو خوار رکھنا کہ اُس کی بے ادبی ہو اور پیروں میں آئے۔ (۴۱) بغیر بلائے دعوت میں جانا۔ (۴۲) بغیر عُذر جُوتے پہنے کھانا۔ (۴۳) آڑے۔ ترچھے لیٹے ہوئے کھانا۔ (۴۴) بغیر عُذر پیر پھیلا کر بیٹھے کھانا۔ (۴۵) قحط کی نیّت سے غلّہ روکنا کہ مہنگا ہوگا، جب بیچیں گے۔ ماخذ:- سُنّی بہشتی زیور، جنتی زیور، معدنِ اخلاق، بہارِ شریعت۔

پریشانی کا باعث صرف قسمت ہی نہیں ہوتی

کچھ اپنی لغزشوں کی کارفرمائی بھی ہوتی ہے

چند دیگر تنگدستی کے اسباب بھی مُلاحظہ فرمائیں ـــــ

نحوست و افلاس، فاقہ تنگدستی کے چند دیگر اسباب

نماز قضا کر دینا	قینچی سے موئے زیرِ ناف کاٹنا
نماز میں سُستی یا کاہلی کرنا	بزرگوں کے آگے چلنا
فجر کی نماز پڑھ کر مسجد سے جلد نکل آنا	دروازے پر بیٹھنے کی عادت کرنا
قرآنِ پاک کو بے وضو ہاتھ لگانا	لہسن پیاز کے پوست جلانا
مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا	جوں کو زندہ چھوڑنا
جھوٹ بولنا	پھٹے ہوئے کپڑے کو نہ سینا
جھوٹی قسمیں کھانا	صبح کے وقت سونا
زِنا کرنا	مغرب اور عشاء کے وقت سونا
گناہوں میں مشغول رہنا	برہنہ ہو کر سونا
برہنہ پیشاب کرنا	اولاد پر باوجود مالداری، تنگی کرنا
ننگے سر بیت الخلاء جانا	اہل و عیال سے لڑتے رہنا
نہانے کی جگہ پیشاب کرنا	اولاد کو گالی دینا یا لعنت کرنا
ناخن دانت سے تراشنا	چراغ مُنہ کی پھونک سے بجھانا
کھڑے ہو کر پائجامہ پہننا	بازار میں سب سے پہلے جانا اور بعد میں آنا۔
بایاں پاؤں پہلے پائجامہ میں ڈالنا۔	قبرستان میں ہنسنا
بائیں ہاتھ کی آستین پہلے پہننا	کوڑا کرکٹ گھر میں جمع رکھنا
بیٹھ کر دستار (عمامہ) باندھنا	گانے بجانے میں دِل لگانا
شکستہ کنگھا استعمال کرنا	بغیر حاجت سوال کرنا
ماں باپ کا نام لے کر پکارنا	امانت میں خیانت کرنا
ماں باپ کو ایذاء دینا	شکستہ یا گرہ دار قلم سے لکھنا

- شب میں جھاڑو دینا ـــــ خصُوصاً کپڑے سے جھاڑنا ـــــ
- خشک بالوں میں کنگھا کرنا ـــــ یا کھڑے ہو کر بال کاڑھنا ـــــ
- چالیس روز سے زیادہ زیرِ ناف کے بال رکھنا ـــــ
- بکریوں کے گلے میں گھُس کر چلنا ـــــ خصُوصاً شام کے وقت ـــــ
- صبح ہوتے ہی، خدا و رسُول کا نام لئے ـــــ ذکر کئے بغیر دنیا میں مشغول ہو جانا ـــــ
- بلا وجہ شرعی اپنوں سے تعلقات ختم کر لینا ـــــ
- جنابت کی حالت میں ناخن تراشوانا یا سر منڈانا یا موئے زیرِ ناف وغیرہ صاف کرنا۔
- راستہ میں پیشاب کرنا ـــــ اور بے ستری ہو تو حرام و گناہ بھی ـــــ
- ہمیشہ بے ہُودہ گوئی مسخرہ پن اور ہزلیات (مذاق دِل لگی) میں مصرُوف رہنا ـــــ
- سجدۂ تلاوت نہ کرنا ـــــ یا باوضو ہوتے ہوئے اُس میں دیر لگانا ـــــ
- تلاوتِ قرآن کے دوران آیۃِ سجدہ چھوڑ کر آگے پڑھنا ـــــ
- بلا ضرورت بستر کے پاس پانی کا لوٹا، سلفچی پیشاب کیلئے رکھنا ـــــ
- قرآنِ مجید گھر میں موجود ہوتے ہوئے نہ پڑھنا ـــــ
- صحیح رشتہ ملنے کے باوجود جوان لڑکیوں کو نہ بیاہنا ـــــ
- وضو کرتے وقت دنیا کی باتیں کرنا (اس وقت دعائیں پڑھے یا خاموش رہے) ـــــ
- بلا وجہ شرعی کسی کے تحفہ، ہدیہ، یا نذرانہ کو رد کر دینا ـــــ
- وضو کی جگہ پر پیشاب یا پیشاب کی جگہ پر وضو کرنا ـــــ
- اُستاذ کی عظمت و توقیر میں کمی کرنا ـــــ (نہ کہ معاذ اللہ اس کی توہین ـــــ
- قلم کا تراشہ اِدھر اُدھر ڈالنا کہ پیروں میں آئے ـــــ
- بیتُ الخلاء میں باتیں کرنا ـــــ یا وہاں کسی دینی بات میں غور و تامل کرنا ـــــ
- مُردوں کو چھوٹا استنجا کرتے وقت عام گزرگاہ پر ٹہلنا اور باتیں کرنا ـــــ
- ظلم کرنا ـــــ کسی کو ناحق ایذاء دینا ـــــ اگرچہ جانور کو ـــــ
- گناہوں کے کاموں میں ضد کرنا اور اپنی بات پر اڑ جانا ـــــ

- ماں ، باپ ، اُستاذ ، مُرشد کی مرضی کے خِلاف کام کرنا ـــــــــ
- دروازے کی دہلیز پر تکیہ لگانا یا سَر رکھ کر سونا ـــــــــ
- سبز درخت کاٹ کر اس کی لکڑیاں فروخت کرنا ـــــــــ
- بلاضرورت جانور ذبح کرنے کا پیشہ اختیار کرنا ـــــــــ
- اوندھے جوتے کو دیکھنا اور اُسکو سیدھا نہ کرنا ـــــ دولت بے زوال میں لکھا ہے کہ اگر رات بھر جوتا اوندھا پڑا رہا تو شیطان اُس پر آن کر بیٹھتا ہے ۔ وہ اُس کا تخت ہے ۔
- زکوٰۃ یا صدقات واجبہ مثلاً قربانی وکفارہ قسم وغیرہ کے ادا کرنے میں بُخل کرنا ۔ یا خواہ مخواہ اُنہیں ٹالتے رہنا ـــــــــ
- برہنہ سر بازار میں پھرنا ـــــ (اور عورتوں کا ننگے سر رہنا اور اجنبیوں کے سامنے اسی حالت میں آنا جانا حَرام حَرام حَرام اور سخت گناہ ہے) ـــــ
- دوسرے شخص کا کنگھا عاریۃً مانگ کر استعمال کرنا ۔ (خصوصاً صاف کئے بغیر کہ دوسرے کے بال اُس کے بالوں میں اُلجھیں) ـــــــــ
- سوتے وقت پائجامہ یا تہبند سَر کے نیچے رکھ کر سونا ـــــ (دولت بے زوال میں لکھا ہے کہ اس سے خواب خوفناک نظر آتا ہے ـــــــــ
- منگل اور بدھ کی درمیانی شب یا ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب میں بیوی سے صحبت کرنا اگر اس صحبت میں حمل بھی رہا تو بچّہ بے حیاء اور بد نصیب پیدا ہوگا اور ہمیشہ مفلس اور حریص رہے گا ۔ مولائے کریم اپنا فضل فرمائے غالباً اِسی بنا پر سنیچر اور منگل کے دن ، دُلہن بیاہ کر نہیں لاتے ـــــ بزرگوں اور گھر کی بڑی بوڑھیوں کا یہ عمل یہ فقیر (مفتی محمد خلیل خاں برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اپنے بچپن سے دیکھتا آرہا ہے ـــــ
- حوض یا تالاب یا بہتے پانی میں پیشاب کرنا ۔ اس سے نسیان بھی پیدا ہوتا ہے ـــــ (دولتِ بے زوال میں لکھا ہے کہ پانچ چیزوں سے بھُول پیدا ہوتی ہے ۔ ۱: ـ حوض وغیرہ میں پیشاب کرنا ۔ ۲: ـ قبلہ کیطرف منہ کرکے پیشاب کرنا ۔ ۳: ـ راکھ پر پیشاب کرنا ۴: ـ چوہے کا جھوٹا کھانا ۔ ۵: ـ زندگانی حرام خوری میں گنوانا ۔ بلکہ غور کیجئے تو یہ آخری ایک مستقل بلا وعذاب ہے) ۔

کھانے پینے کی چند حرام اشیاء

(۱) اتنا زیادہ کھانا جس سے فرض عبادات میں کمی آئے، دست آئیں یا جگر خراب ہو یا دیگر بیماریاں پیدا ہوں، حرام ہے

(۲) حرام جانور مثلاً کوّا[۲]، چیل، درندے وغیرہ کا گوشت کھانا ــــ حرام ہے

(۳) حرام جانور تکبیر سے ذِبح کر کے کھانا ــــ حرام ہے

(۴) حَلال جانور غیر شرعی ذِبح کھانا[۱] ــــ حرام ہے

(۵) مُردار یعنی مرا ہوا حلال جانور کا گوشت کھانا ــــ حرام ہے

(۶) شرعی ذِبح شدہ حَلال جانور کا سڑا گوشت کھانا ــــ حرام ہے

(۷) کافر کا اگرچہ تکبیر سے ذبح کردہ (بجز اہل کتاب) گوشت کھانا حرام ہے

(۸) مُرتد یعنی وہ اسلام کا دعویدار جو اپنے باطِل عقائد کی وجہ سے مُسلمان نہ رہا ہو مثلاً گستاخِ رسُول یا حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ کو انبیاءِ سابقین سے افضل جاننے والے کا ذِبح کردہ جانور کا گوشت کھانا ــــ حرام ہے

(۹) غیر ذِبح شدہ زندہ حَلال جانور کے جسم کا کوئی حصّہ یا ٹکڑا مثلاً دُنبہ کی چکّی یا اونٹ کا کوہان کاٹ کر کھانا ــــ حرام ہے

---

[۱]: ۔ ذِبح کرتے ہوئے چار رگوں سے صرف ایک یا دو رگیں کٹنے سے خون بہہ جانے پر موت واقع ہوئی وہ بھی غیر شرعی ذِبح کہلاتا ہے۔ اس کا کھانا بھی حرام ہے۔ گویا چار یا تین رگیں کٹنے سے جانور حلال ہے ورنہ حرام (بہارِ شریعت) [۲]: کوّے سے متعلق حدیث صفحہ نمبر ۳۸ پر مُلاحِظہ فرمائیں۔

(۱۰) چاندی یا سونے کے برتن میں مرد عورت کو کھانا پینا ___ حرام ہے

(۱۱) حلال جائز شے رمضان کے روزہ کی حالت میں جبکہ روزہ یاد بھی ہو ___ اور اضطراری حالت بھی نہ ہو ___ کفارہ لازم اور کھانا پینا ___ حرام ہے

(۱۲) ماہر طبیب حاذق مسلمان حکیم یا ڈاکٹر کے حلال و طیب شے، کھانے پینے سے منع کرنے پر کہ جس کے کھانے سے جان خطرہ میں پڑ جائے۔ پھر مریض کو کھانا، پینا ناجائز ہے اور اگر عظیم نقصان کا اندیشہ ہو تب مریض کو کھانا پینا ___ حرام ہے

حلال جانور کے صحیح ذبح شدہ جسم کا وہ حصہ یا جز، جس کا شریعتِ مطہرہ نے کھانا پینا حرام فرمایا

(۱۳) جگالی کھانا ___ حرام ہے

(۱۴) جما، یا بہتا خون (بجز کلیجی، تلی اور وہ خون جو گوشت میں ہو۔) نجس ہے اور کھانا پینا ___ حرام ہے

(۱۵) پیشاب نجس ہے۔ اور پینا ___ حرام ہے

(۱۶) منی۔ نجس ہے اور پینا ___ حرام ہے

(۱۷) پاخانہ۔ نجس ہے۔ اور کھانا ___ حرام ہے

(۱۸) سینگ کھانا ___ حرام ہے

(۱۹) کُھر کھانا ___ حرام ہے

(۲۰) دانت کھانا ___ حرام ہے

(۲۱) جس ہڈی سے ضرر پہنچے اُس کا کھانا ___ حرام ہے

(۲۲) بال حدِ ضرر تک کھانا ــــــــــ حرام ہے
(۲۳) سخت پٹھّہ (جس سے معدہ کو ہاضمہ میں دقّت پیش آئے) حدِ ضرر تک کھانا ــــــــــ حرام ہے

حَلال جَانور کے وہ اجزاء جنکو بعض عُلماء حرام اور بعض مکروہ تحریمی یعنی قریبِ حرام فرماتے ہیں۔

(۲۴) عضوِ تناسل کھانا ــــــــــ قریب حرام ہے
(۲۵) کپورے کھانا ــــــــــ قریب حرام ہے
(۲۶) مادہ جانور کے پیشاب کا مقام کھانا ــــــــــ قریب حرام ہے
(۲۷) پاخانہ کا مقام کھانا ــــــــــ قریب حرام ہے
(۲۸) معدہ یعنی چھوٹی اوجھ، مثانہ کھانا ــــــــــ قریب حرام ہے
(۲۹) پتہ نجس اور کھانا یا پینا ــــــــــ قریب حرام ہے
(۳۰) غدود کھانا ــــــــــ قریب حرام ہے
(۳۱) فرج کھانا ــــــــــ قریب حرام ہے
(۳۲) پیشاب کی نالی کھانا ــــ؟ ــــــــــ قریب حرام ہے
(۳۳) پاخانہ خارج ہونے تک کی نالی کھانا ــــ؟ــ قریب حرام ہے
(۳۴) اوجھ اور اس کے اندر کا چار خانہ (جسمیں پاخانہ ہوتا
(۳۵) ہے) اُس کا کھانا ــــ؟ ــــــــــ قریب حرام ہے
(۳۶) حرام مغز کھانا ــــ؟ ــــــــــ قریب حرام ہے

اوجھڑی اور اس جیسی اشیاء پر قدرے تفصیل ۴۱ ص میں مُلاحظہ فرمائیں ــــــــــ

(۳۷) جو مچھلی بغیر مارے اپنے آپ مَر کر پانی کی سطح پر اُلٹ گئی اُسکا کھانا[1] ——— حرام ہے

(۳۸) مچھلی کے سِوا دریا، سمندر کے تمام جانور کھانا ——— حرام ہے

دانتوں یا زبان کی جڑ کو ——— دماغ یا دیگر اعصاب کو نقصان پہنچانے والی نسوار یا ناس کا کھانا یا سُونگھنا قریب حرام ہے

(۴۰) شراب بنانے کی اُجرت کے عوض یعنی تبادلہ سے حاصِل کردہ شے کھانا، پینا[2] ——— حرام ہے

(۴۱) شراب کی فروخت کی رقم سے کوئی شے خرید کر کھانا پینا ——— حرام ہے

(۴۲) سُودی اضافی رقم کے عوض کوئی چیز لے کر کھانا ——— حرام ہے

(۴۳) چوری کر کے کھانا پینا ——— حرام ہے

(۴۴) چوری سے حاصل کردہ رقم کے عوض شے کھانا پینا ——— حرام ہے

(۴۵) ڈاکہ یا زبردستی چھینی دولت کے عوض کوئی چیز کھانی پینی ——— حرام ہے

(۴۶) جوئے کی حاصِل کردہ رقم کے عوض کسی چیز کا کھانا پینا ——— حرام ہے

---

[1] پانی کی گرمی یا سردی سے مچھلیاں مرگئیں، یا جال میں پھنس کر مرگئیں، یا کوئی ایسی دوا یا چیز ڈالی جس سے مچھلیاں مرگئیں، یا دریائی لہروں نے مچھلیوں کو کنارے پر ڈال دیا اور وہ مرگئیں، ان سب صُورتوں میں مری ہوئی مچھلیاں کھانا حلال ہیں۔

[2] شراب بنانے کی اجرت، چوری کی رقم، ڈاکے کی رقم، سُود کی رقم، (نمبر ۴۰ تا ۴۶) اِن روپوں کے عوض اشیاء کی حلت و حرمت کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر زرِ حرام پر خریدتے وقت عقد و نقد دونوں کا اجتماع ہوا ہے تو عوض میں خریدی ہوئی اشیاء بھی حرام ہونگی۔ مثلاً زید کے پاس حرام کمائی کا روپیہ ہے۔ زید نے غلّہ خریدا اور خریدتے وقت دکاندار کے آگے حرام کمائی کا روپیہ ڈالدیا اور کہا اِسکے عوض دیدو۔ یا زرِ حرام دکھاتے ہوئے کہا کہ اِس کے عوض غلّہ دو پھر ادائیگی میں وہی زرِ حرام دیا تو غلّہ بھی حرام ہوا اور اس کا کھانا بھی حرام۔ اور اگر زرِ حرام پر عقد و نقد کا اجتماع نہیں ہوا تو غلّہ حلال ہے۔ مثلاً زید نے زرِ حرام دکھا کر کہا کہ اِس کے عوض غلّہ دو مگر ادائیگی کے وقت وہ روپیہ نہیں دیا بلکہ دوسرا حلال روپیہ دیا۔ اَب غلّہ حلال ہے۔ ہاں اگر غلّہ چوری کیا۔ یا رشوت میں ملا، یا پھل فروٹ کا ٹوکرا یا پیٹی یا شربت کی بوتلیں وغیرہ رشوت میں ملیں، یا غلّہ وغیرہ چھینا تو ان سب کا کھانا پینا حرام ہے۔ اسی طرح کی دیگر اشیاء کا استعمال بھی حرام ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

۴۷ شرط (دو طرفہ) کی جیتی رقم کے عوض شے کھانا، پینا ــــــ حرام ہے

۴۸ لاٹری جس میں سب سے لیکر ایک فرد کو یا چند افراد کو رقم ملتی ہے، اِس رقم کے عوض کوئی چیز کھانی، پینی ــــــ حرام ہے

۴۹ مُعمّہ جسمیں سب سے فیس لے کر ایک کو یا چند کو رقم ملتی ہے، اِس کے عوض کسی شے کا کھانا پینا ــــــ حرام ہے

۵۰ جھوٹ بولکر حاصِل کردہ رقم کے بدلے کسی شے کا کھانا، حرام ہے

۵۱ چکلوں، ہَسپتالوں، کلبوں، ہوٹلوں، قحبہ خانوں میں۔ یا نجی طور پر زنا یا اغلام سے حاصِل کردہ رقم کے عوض کسی شے کا کھانا پینا ــــــ حرام ہے

۵۲ کسی مُسلمان یا ذِمّی کافر کا مال غصب کردہ کے عوض سے کھانا پینا ــــــ حرام ہے

۵۳ صاحبِ نصاب کو زکوٰۃ سے یا زکوٰۃ لے کر اُس کے عوض کوئی شے کھانا پینا ــــــ حرام ہے

۵۴ مسکین سیّد کو غیر اضطراری حالت میں زکوٰۃ مانگ کر اُس کے عوض کوئی چیز کھانی پینی ــــــ حرام ہے

۵۵ ایسی کتاب لکھنی، چھاپنی یا فروخت کرنی جس سے اسلام کو کمزوری اور مُسلمان کو گمراہ، بے دین مُرتد بننے میں مددگار ثابت ہو اس کی رقم سے کھانا پینا ــــــ حرام ہے

۵۶ اور ایسی ہی گمراہ کتاب پر ایوارڈ دینا، لینا و نیز انعام سے کھانا پینا ــــــ حرام ہے

۵۷ حکومت نے عوام کی جس مشکل کو دُور کرنے کی غرض سے کسی کو رکھا اور اسے اُس کی ڈیوٹی کی تنخواہ بھی ملے پھر بھی کثیر رقم عوام سے لیکر کام کرنا اِس رقم کے بدلے کوئی چیز کھانا۔ حرام ہے

۵۸ — جس حرام پیشے سے روکنے کی غرض سے حکومت جس عملے یا فرد کو رکھے اور اس کو اس ڈیوٹی کی تنخواہ بھی ملے پھر بھی وہ شخص کثیر رقم کے عوض مثلاً زنا کے اڈے جاری رکھے، شراب بنانے، فروخت کرنے، پینے، پلانے میں کسی بھی طرح کی مدد کرے، یا نقلی شے کو اصلی بتا کر یا ضرر دینے والی شے کی ملاوٹ کر کے فروخت کرنے والے کو تحفظ فراہم کرے، اس طرح کی دونوں کمائی یعنی تنخواہ اور رشوت سے حاصل کردہ رقم کے عوض کھانا پینا — حرام ہے

۵۹ — نقلی شے کو اصلی بتا کر یا ضرر دینے والی شے کی ملاوٹ کر کے فروخت سے حاصل کردہ رقم کے عوض کوئی شے کھانا پینا۔ حرام ہے

۶۰ — کسی مُسلمان یا مسلم ریاست کو نقصان پہنچانے کے لئے ناجائز مخبری سے حاصل کردہ رقم کے عوض کوئی چیز کھانی۔ حرام ہے

۶۱ — کسی مُسلمان یا مُسلمانوں کو ناجائز ہلاک مثلاً ہتھوڑا گروپ بم کے دھماکوں یا فائرنگ کرنے سے حاصل کردہ رقم کے عوض کسی شے کا کھانا پینا — اشد حرام ہے

۶۲ — اسلامی حکومت کے سربراہ کو گستاخ رسُول حضرات کی کفریہ عبارات دکھانے کے یا اُن کی نشاندہی کرنے کے باوجود گستاخ رسُول افراد سے اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اختیارات سے اُن کی اس عظیم دلیری پر کچھ قدم نہ اٹھانا، بلکہ اُن کو اپنا مشیر بنانا، اُن کو عوام میں عزّت دینا یہ سب حرکات اشد حرام و قریب کفر کے علاوہ اِسکا اسلام اور بانیٔ اسلام سے بے پرواہی و عدم غیرت پر ہر ہر سانس لینا اور سلطنتِ اسلامی کی سربراہی کی تنخواہ سے کھانا پینا تک — حرام ہے

تاوقتیکہ اس کے پاس گستاخِ رسُول کی عدمِ گردن کُشی کا کوئی معقول جواز نہ ہو۔[1]

(۶۳) شراب بنانا، پلانا، پینا ـــــ حرام ہے
(۶۴) گانجا بمقدارِ نشہ پینا[2] ـــــ حرام ہے
(۶۵) بھنگ بقدرِ نشہ پینا ـــــ حرام ہے
(۶۶) چرس بقدرِ نشہ پینا ـــــ حرام ہے
(۶۷) اسپرٹ ناپاک بھی ہے اور ـــــ پینا ـــــ حرام ہے
(۶۸) مٹی کا تیل ـــــ بقدرِ ضرر پینا ـــــ حرام ہے
(۶۹) ہیروئن کھانا پینا ـــــ حرام ہے
(۷۰) افیون بقدرِ نشہ و ضرر کھانا ـــــ حرام ہے

حکیم ڈاکٹر کے بغیر مشورہ سے کھانا مثلاً

(۷۱) سنکھیا بغیر اصلاح کئے بقدرِ ضرر کھانا ـــــ حرام ہے
(۷۲) زہر بقدرِ ضرر کھانا ـــــ حرام ہے
(۷۳) نیلا تھوتھا بقدرِ ضرر کھانا ـــــ حرام ہے
(۷۴) جمال گوٹا بقدرِ ضرر کھانا ـــــ حرام ہے
(۷۵) جس قدر مٹی سے ضرر پہنچے کھانا ـــــ حرام ہے

---

[1]: گستاخِ رسول کی چند کفریہ عبارات آخر میں مطالعہ فرمائیں۔ (صفحہ نمبر ۲۹۲ پر)

[2]: نمبر ۶۴ تا ۷۰ کا اقلِ قلیل کھانا پینا۔ نشہ آئے یا نہ آئے بعض علماء مثل شراب حرام فرماتے ہیں۔

حرام لقمہ

اگر یہ ثابت کیا جائے کہ جس طرح سُود کو منافع اور پرو فٹ کا نام دیکر ہم حرام کو حلال کرتے ہیں اسی طرح دیگر حرام بھی ہم کس کس طرح حلال سمجھ کر کھاتے پیتے ہیں تب یقیناً ان چند حرام پر ہی ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ آج کل جب ہم حلال رزق کو بھی جھوٹ وغیرہ کے ذریعہ حرام کر کے ہی کھانے کے عادی ہو چکے ہیں تو آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ پھر ہم حرام کو کس شوق و رغبت سے کھاتے پیتے ہوں گے؟ حد تو یہ ہے کہ رشوت اور غبن تک کو ہم حق حلال بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل تک کہہ گزرتے ہیں۔

رشوت سے تم امیر بنے اور غبن سے ہم ◆ ہم دونوں کی کمائی رہی حق حلال کی
کافی تھا عمر بھر کو چلتے چلن سے ہم ◆ اللہ نے تو اپنے کرم سے بہت دیا

الکحل یعنی شراب کا انگریزی ادویات میں ہونا۔ اور گھن کھانے والی اوجھڑی کو قصابوں کا ہودی میں اس طرح دھونا کہ جیسے پاخانے کو پاخانہ سے دھویا جا رہا ہے، پھر اس دھونے کو یہ کہنا کہ ہم پاخانہ دھو کر کھاتے ہیں اور یہ کہ پھر اس کو بٹ کا نام دیا جانا کس کو نہیں معلوم۔؟ ــــ کبوروں کے متعلق بچے تک جانتے ہیں کہ یہ کیا ہیں ــــ مگر جب حرام منہ کو لگ جائے پھر کس طرح چھوٹ سکتا ہے۔؟

رات دِن کا مشاہدہ ہے کہ حرام لقمہ حرام کام کرانے سے بھی نہیں چوکتا حتیٰ کہ زِنا، اغلام سے تجاوز کر کے قتل و غارت گری کرنا، کرانا تک پیشہ اختیار کراتا ہے۔ کبھی حکومت کے اشاروں پر ہتھوڑا گروپ کا کام انجام دیتا ہے ــــ تو کبھی حکومت ان سے بموں کے دھماکوں کا کام لیتی ہے ــــ تو کبھی ٹوپی چادر تبدیل کر کے منہ پر ڈھاٹے باندھ کر بے گناہوں کے مجمع پر فائرنگ سے عوام کو شہید و زخمی کر کے ملک و قوم کے غداروں کو خوش کرتے اور "لگا کے آگ چلے آپ ہی بجھانے کو" کا پاٹ ادا کر کے پھر چند ہمدردانہ بیان و "مگرمچھ کے آنسو بہا کر" عوام کی ہمدردیوں اور چرب زبانی سے لیڈر بنتے ہیں ــــ تو کبھی کھربوں روپیہ کا اسلحہ (اوجھڑی کیمپ) تباہ کرتے ہیں ــــ یاد رکھیں! ایسے اشخاص خود تو کتّے سے بدتر موت مرتے ہی ہیں

اپنے ساتھ دوسروں کے بھی بیڑا غرق کے سبب بنتے ہیں۔ بلکہ حرام کما، کھانے والے اپنی دنیا و آخرت دونوں تباہ کرتے ہیں ____ ایسے اشخاص دنیا میں تو بے چینی، بے قراری، اضطراری کماتے ہی ہیں، مگر آخرت میں بھی عذابِ علیم کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں ____ کچھ عرصہ پہلے حرام کی دولت کفار و مشرکین کے پاس ہوا کرتی تھی مگر اب ایسی دولت پر انعام کا اعلان کیا جائے تو نام کے مسلمان ٹرافی حاصل کرنے پر کم اور پھنسنے پر زیادہ ذور دیتے دکھائی دیں گے۔

اللہ ربّ العزّت نے حق حلال کی کمائی پر انعام و اکرام اور حرام کما، کھانے پر عذاب و سزا سُنا کر بار بار آگاہ فرمایا۔ پھر بھی حرام کمائی کو اللہ کا کرم اور حق حلال کی کمائی کہنا اور خاص کر رشوت کو اپنا حق جتا کر حاصل کرنا شریعت و صاحبِ شریعت پر جرائت و دلیری ہے۔ اور یہ دلیری ____

لے کے رشوت پھنس گیا ہے دے کے رشوت چھوٹ جا

____ والے اصول نے پیدا کی ہے۔ ایسی کمائی کھا کر غوث و قطب پیدا نہیں ہونگے، بلکہ لڑاؤ اور حکوت کرو والے ذہن پیدا ہونگے ____

نہیں گنجائش کھانا مال حرام اسلام کے اندر
گوارا ہو نہیں سکتا یہ کام اسلام کے اندر

جب کہ اسلام اور بانیٔ اسلام پر مَر مٹنے والے، بہادر، متقی، پرہیزگار، نیک صالح، اور فرمانبردار اولاد حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ____

- پیمبر جس عمل کا حکم دے کرنے پر جھک جاؤ
- پیمبر روک دے جس کام سے فی الفور رُک جاؤ
- مسلمانوں کے حصے میں فقط اکلِ حلال آئے
- کمی بیشی کی صورت ہو تو رازق کا خیال آئے

حرام کھانے سے یہی نہیں کہ صِرف ہلاکو، چنگیز خاں یا ہندو نواز کانگریسی ہی ذہن پیدا ہوں گے، بلکہ

حرام خور کی عبادت مقبول نہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں۔ اگر نماز پڑھتے پڑھتے

کمان کی طرح جھک جاؤ اور روزے رکھتے رکھتے چلّہ تانت یا تیر کی طرح دُبلے ہوجاؤ تو بھی اللہ تعالیٰ تمھارے یہ اعمال قبول نہ کریگا۔ جب تک حرام سے نہ بچو ——

صبر، خودداری، دلیری، حق پرستی اب کہاں؟
رکھ لیا اچھّا سا اِک نام اور مُسلماں ہوگئے

مسئلہ:۔ جو اشیاء نجس ہیں ان کا کھانا، پینا بھی حرام ہے۔ ایسی شے اگرچہ قلیل بھی حلال اشیاء میں شامل کی جاتے، یا حلال اشیاء کیساتھ پکائی جائے تب وہ حلال اشیاء بھی کھانا پینا حرام ہیں۔ مثلاً شراب یا پیشاب وغیرہ کا ایک قطرہ شربت یا سیمن میں یا کسی کھانے کی شے میں ہو —— یا قربانی کی کلیجی یا کھیری کے ساتھ کپورے پکائے گئے یہ تمام کھانے پینے کی اشیاء نجس و ناپاک اور اِنکا کھانا پینا۔ ناجائز و حرام ہے۔ اسی طرح آنت، اوجھڑی کھانے سے بھی پرہیز چاہیئے۔

توبہ اور کفّارہ توبہ سے قبل آئندہ حرام اشیاء نہ کھانے کا عہد اور اگر اللہ تعالیٰ کے بندوں کا مجرم ہو تو اُنکے حقوق ادا کرے یا معاف کرالے یا کسی کی چغلی، غیبت کی ہو تو اُس سے اُسکی معافی چاہے تاکہ آخرت میں مقبول نیکیوں سے بھی محروم نہ ہو —— اعلانیہ گناہ کی اعلانیہ توبہ اور خفیہ کی خفیہ توبہ کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے آئندہ گناہ نہ کرنیکا عہد پچھلے گناہوں پر شرمندگی و ندامت کے ساتھ معافی کی التجا اور اللہ تواب الرحیم سے توبہ قبولیت کی اُمید رکھے۔ **توبہ کا طریقہ**:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے غلاموں کو توبہ کی قبولیت کا طریقہ اس آیتِ مبارک میں یُوں ارشاد فرمایا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿النساء ۶۴﴾

اور اگر جب[1] وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ تو اے محبوب! تمھارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں، اور رسول اُنکی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

---

[1] اس آیت میں ظلم، ظالم، زماں میں کسی قسم کی قید نہیں۔ ہر قسم کا مجرم، ہر زمانے میں خواہ کسی کا جرم کرے، تمھارے آستانہ پر آجائے، اور جاؤک میں یہ قید نہیں کہ مدینہ مطہرہ میں ہی آئے بلکہ اُنکی طرف توجہ کرنا یہ بھی اُنکی بارگاہ میں حاضری ہے۔ اگر مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہو جائے تو زہے نصیب۔ ﴿کنزالایمان، و تفسیر نور العرفان﴾

کوّا کھانا حرام

جس طرح گستاخِ رسول فرقے نے مسلمانوں میں حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں سیکڑوں بڑی بڑی گالیاں لکھ لکھ کر چھاپ چھاپ کر انتشار پیدا کیا اسی طرح بیشمار مسائل میں اُلجھا کر مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے سبب بنے چنانچہ گستاخِ رسول فرقے کے ایک بڑے عالم نے فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۹۶ میں مشہور و معروف کوّا کھانا ثواب لکھا ہے۔ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے سُرخی یہ لکھی کہ "حلال کوّا"۔

تقریباً اسّی سال علمائے اہلسنّت نے مسلمانوں کو دلائل کی روشنی میں باور کرایا کہ کوّا کھانا جائز نہیں اس کا کھانا حرام ہے ـــــــ اس عرصے گستاخِ رسول فرقے کے علماء یا جو لوگ ان علماؤں سے بہت مانوس تھے صرف وہی کوّا شوق سے کھاتے رہے اور کوّا خور کہلانے پر فخر محسوس کرتے رہے۔ مگر ۶ اگست ۱۹۷۶ء نوائے وقت اخبار میں ایک سُرخی چھپی کہ علماء (دیوبند) آج شب کوّا حرام یا حلال پر غور کریں گے۔ چنانچہ ۷ اگست ۱۹۷۶ء کو گروپ فوٹو بلکہ محفل میں کوّا کھاتے ہوئے فوٹو چھپوایا تاکہ اُن کے اپنے فرقے کے افراد اور لاعلم مسلمان بھی اِس کو کھانے میں عار محسوس نہ کریں ـــــــ اور شب کے فیصلے سے بھی آگاہ کیا کہ فیصلہ کوّے کے حلال کا ہوا ہے۔

یہ عاجز یہاں سُنن ابن ماجہ شریف کی ۲ دو حدیثیں تحریر کرتا ہے تاکہ قارئین خود اندازہ لگالیں کہ کوّا کھانا حرام ہے یا کوّا کھانا ثواب؟

سنن ابن ماجه باب ۴۳۷ - الغُراب

حدیث ۱۰۳۶:- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ النَّيْسَابُوْرِيُّ ثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيْلٍ ثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنْ يَّاْكُلُ الْغُرَابَ وَقَدْ سَمَّاهُ

باب ۴۳۷ الغراب حدیث نمبر ۱۰۳۶

احمد بن الازہر، ہیثم بن جمیل، شریک ہشام، عُروہ ابن عمر نے فرمایا کہ کوئی شخص ایسا بھی ہے جو کوّا کھائے؟ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اِس کا نام فاسق

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسِقاً وَاللّٰہِ مَاھُوَ مِنَ الطَّیِّبَاتِ۔
سنن ابن ملجہ جلد دوم ص ۲۹۴

رکھا ہے۔ خدا کی قسم یہ پاک چیزوں میں سے نہیں ہے۔
(سنن ابن ماجہ جلد دوم صفحہ ۲۹۴)

سانپ، بچھو، چوہا، کوّا۔ بدکار فاسق ہیں

حدیث ۱۰۳۷:۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا الْاَنْصَارِیُّ ثَنَا الْمَسْعُوْدِیُّ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَیَّۃُ فَاسِقَۃٌ وَالْعَقْرَبُ فَاسِقٌ وَالْفَارَۃُ فَاسِقٌ وَالْغُرَابُ فَاسِقٌ فَقِیْلَ لِلْقَاسِمِ اَیُوْکَلُ الْغُرَابُ قَالَ مَنْ یَّاکُلُ بَعْدَ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسِقاً۔ سنن ابن ملجہ جلد دوم ص ۲۹۳

محمد بن بشار انصاری مسعودی عبد الرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق نے اپنے والد قاسم بن ابوبکر صدیق سے روایت کی اور قاسم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سانپ فاسق ہے بچھو فاسق ہے چوہا فاسق ہے، اور **کوّا فاسق ہے** —— کسی نے قاسم سے دریافت کیا کوّا کھایا جا سکتا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے **فاسق** قرار دیا ہے تو اُس کے بعد اسے کون کھا سکتا ہے ——؟

اِس حدیثِ پاک میں کوّے کو سانپ بچھو، چوہے کے ساتھ ہی ذکر کیا ہے اگر فاسق بدکار کے معنیٰ حلال کے ہیں تب تو سانپ، بچھو، چوہے کے ساتھ کوّا کھانا بقول گستاخ رسُول کے ثواب ہوگا۔ اور اگر سانپ بچھو، چوہے کا کھانا حرام ہے تب کوّا کھانا بھی حرام ہوگا۔

گستاخِ رسُول کی عیّاری

گستاخِ رسُول! امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ امام اعظم نے عق عق کو حلال کہا ہے اور ساتھ ہی پھر عق عق کو خود ہی دیسی بتلاتے ہیں جبکہ

عق عق جنگلی پرندہ ہے۔ منتخب اللغات اور غیاث اللغات کے صـ۳۳۲ صـ۳۴۷ میں دشتی لکھاہے دشتی کے معنی جنگلی کے ہیں۔ فتاوٰی عالمگیری صـ۲۹ جلد ۵ میں جہاں عق عق کو حلال لکھاہے۔ اُس کی چند سطر بعد ہی غراب القبع کو خبیث الطبع لکھاہے۔ قرآن مجید نے پارہ ۹ رکوع ۹ آیت یُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ میں ہر خبیث چیز کو حرام قرار دیاہے۔ تفصیل کیلئے ماہنامہ رضائے مصطفٰے ذیقعدہ ۱۴۰۶ھ صفحہ نمبر ۶۔ اور ۷ مطالعہ فرمائیں۔ حدیث میں کوّے کو خبیث کہالہٰذا کوّا بھی حرام ہوا۔

نیاز کو شرک[1] بتاتے یہ ہیں کوّے شوق[2] سے کھاتے یہ ہیں
امام حُسین کے نام کا شربت صاف حرام[3] فرماتے یہ ہیں
بتوں کے نام کی کھیلیں بتاشے خود جائز ٹھہرا[4]تے یہ ہیں
گیارہویں کی نیاز کا کھانا شرک بتاکے کھلاتے یہ ہیں
گویا اہلِ سُنّت پر بس
شرک کا ڈنڈا گھماتے یہ ہیں

انیس احمد نوری

۱ے نیاز کو شرک سرحد کے مسلمانوں کے قاتل اسمٰعیل دہلوی نے تقویت الایمان میں لکھا۔ اولیاء اور انبیاء کرام سے مدد لینے کو گستاخ رسول شرک بتاکر ہندوؤں اور یہودی امریکیوں سے امداد لیتے نہیں شرماتے بالکل اسی طرح اپنے بزرگوں کی فاتحہ دلاتے نہیں شرماتے، چنانچہ انکے ہی اخبار میں "حافظ یعت اللہ رکن جمعیۃ العلماء ہند (کانگریسی)۔ اور حضرت بابا خضر محمد سابق سرپرست جمعیۃ العلماء ہند کانپور نے مہاتما گاندھی کی روح کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے قرآنِ کریم کی آیتیں اُن (گاندھی) کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر پڑھیں اور اُنکی روح کو بخشدیں۔" اخبار سیاست کانپور یکم فروری ۱۹۵۷ء

۲ے جب فتاوٰی رشیدیہ صـ۲۹۶ میں مشہور و معروف کوّا کھانا ثواب لکھا۔ رشید احمد کے خلیفہ اور سوانح نگار عاشق الٰہی میرٹھی تحریر فرماتے ہیں کہ۔۔۔ "جس زمانے میں آپنے (فتاوٰی رشیدیہ میں) دیسی کوّے کی حلت (حلال) کا فتوٰی دیا۔ اور اس پر جہلا میں شور غوغا اُٹھا ہے تو آپنے بارہا فرمایا کہ۔ "مجھ کو کیا خبر تھی کہ اس میں حق تعالٰی نے اسقدر اجر رکھا تھا۔" (تذکرۃ الرشید حصہ دوم صـ۶۲) ۔۔۔ یعنی یہ گستاخِ رسول اگر سُور کو حلال کرتے تب اور زیادہ شور غوغا ہوتا۔ جسکی وجہ سے اور بھی زیادہ اجر حاصل ہوتا۔ ایسی دلیل پر لاحول ولا قوۃ ۔۔۔ صبح، دوپہر، شام، شب کو درس کے بہانے اور ریل گاڑی، بس تک میں مسلمانوں کے معمولات کو شرک بدعت کہتے نہیں تھکتے۔ گویا یہ "کوّا خور" کوّے کیطرح ہر وقت کائیں کائیں کرتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے عوام الناس میں یہ مقولہ عام بولا جاتا ہے۔ "مُلّا چُپ نہ باشد"

۳ے شربت اور سبیلِ امام حُسین حرام فتاوٰی رشیدیہ۔ ۴ے بتوں کے نام کی کھیلیں بتاشے لینا کھانا جائز۔ فتاوٰی رشیدیہ

مٹھائی محفلِ میلاد کی یہ کس طرح کھلائے ◆ کہ اس کمبخت کو چسکا تو کوّے کی غذا کا ہے

از:- علامہ مولینا مفتی محمد شریف الحق امجدی جامعہ اشرفیہ مبارکپور

خبردار! اوجھڑی اور کپورے مت کھائیے

اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ تحریمی کا ارتکاب ناجائز اور گناہ۔ دُرمختار میں ہے۔ "ہر مکروہ تحریمی استحقاقِ جہنم کا سبب ہونے میں حرام کے مثل ہے"۔ اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ نے اپنے فتاویٰ میں بدلائل ثابت فرمایا کہ اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا مکروہ تحریمی یعنی قریب حرام ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں سات چیزوں کی ممانعت وارد ہے۔ نر اور مادہ کی شرمگاہیں۔ کپورے غدود۔ مثانہ۔ پتہ اور خون۔

حدیث شریف:- شامی میں حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان چیزوں سے کراہت فرمائی۔ علامہ شامی حدیث مذکور کے نقل کے بعد فرماتے ہیں۔ کہ امام اعظم نے فرمایا۔ خون حرام قطعی ہے اور بقیہ چھ مکروہ ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔ تم پر مُردار اور خون حرام کیا گیا۔ تو چونکہ خون کو نص شامل ہے اس لئے وہ حرام قطعی ہے۔ خون کے علاوہ بقیہ چیزوں کے مکروہ ہونے کی علت یہ ہے کہ اُن سے گھن آتی ہے اور یہ ناپسند ہیں۔ اور کسی چیز کا گھناؤنا ہونا کراہت کا سبب ہے اس لئے اللہ عزوجل نے فرمایا "یہ نبی ان پر گندی چیزیں حرام کرتے ہیں"۔ (زیلعی) بدائع آخر کتاب الذبائح میں ہے کہ جو مجاہد سے مروی ہے اس سے مُراد مکروہ تحریمی ہے۔ (انتہیٰ) اِس عبارت سے ظاہر ہوگیا کہ ہر گندی گھناؤنی چیز مکروہ تحریمی ہے۔ اِن چیزوں کے مکروہ ہونیکی علت انکا خبیث گندا گھناؤنا ہوتا ہے۔ لہٰذا جو چیز بھی اِن کی طرح گندی گھناؤنی ہوگی مکروہ تحریمی ہوگی۔ غور کیجئے! عضو تناسل کیوں خبیث ہے؟ اِس وجہ سے کہ یہ نجاست کی گزرگاہ ہے۔ اور اوجھڑی اور آنتیں گزرگاہ ہی نہیں مخزن ہیں۔ مثانہ کیوں خبیث ہے اس لئے کہ یہ مخزنِ بول (پیشاب) ہے۔ تو اوجھڑی اور آنتیں لید کے

مخزن ہونے کی وجہ سے ضرور مثانہ کی طرح خبیث اور ذکر و فرج سے خباثت میں زائد ہونے کی وجہ سے ناجائز و مکروہ تحریمی ہوں گی۔

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے نہایت واضح غیر مبہم الفاظ میں دونوں باتوں کی تصریح کی ہے کہ یہ اوجھڑی اور آنتیں، مثانہ و ذکر و فرج کی طرح مکروہ ہیں۔ اور یہ بھی کہ یہ مکروہ تحریمی ہیں۔ عامۂ کتب میں انہیں سات پر اکتفا فرمایا۔ مگر بہت سی کتب میں ان پر اضافہ بھی ہے۔ مثلاً حرام مغز، وہ پٹھے جو دونوں شانوں تک کھنچے ہوتے ہیں۔ اس سے مستفاد ہوا کہ کراہت انہیں سات میں منحصر نہیں۔ بلکہ علّتِ کراہت کے پائے جانے کے بعد دوسری چیزیں بھی مکروہ ہوں گی۔

اور ظاہر ہے کہ ان ساتوں چیزوں میں علّتِ کراہت ان کا خبیث ہونا ہے۔ یعنی گھناؤنا پن اور ہر گھناؤنی چیز بنصِ قرآن حرام ارشاد ہے۔ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَآئِثَ اور خبائث کی تفسیر میں عارف باللہ ملا احمد جیون قدس سرہٗ فرماتے ہیں مایستخبث کالدم۔ جس سے گھن کی جائے۔ المنجد میں خبائث کے معنیٰ ہیں۔ ماکانت العرب تستقذرہ ولا تاکلہ۔ جس سے عرب گھن کرتے تھے اور کھاتے نہ تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

بشکریہ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ۔ ۱۴۰۸ھ

استاد شاگرد سے: بادام، پستہ، اخروٹ کا چھلکا پھینکدیا جاتا ہے اور اس کی گری، مینگ کھائی جاتی ہے۔ بتاؤ وہ کون سی چیز ہے جس کا چھلکا یعنی کوڑ کھایا جاتا ہے اور اس کی مینگ، گری، گودا پھینکدیا جاتا ہے۔؟

شاگرد:- جناب! کافر، نیچ قوم بھنگی وغیرہ آنت اور اوجھڑی کی مینگ، گری، گودا پھینک دیتے ہیں۔ اور اس کا چھلکا، کوڑ یعنی آنت اُوجھڑی کھاتے ہیں۔

پانی پینے کی سُنّتیں

(۱) پانی قُدرتی ٹھنڈا ـــ یا ـــ مصنوعی خوشگوار پینا ـــ
(۲) مٹّی کے برتن ـــ یا ـــ لکڑی کے پیالے ـــ یا ـــ دونوں ہاتھوں کے لَپ سے
ـــ دیگر دھاتوں کے برتن سے بھی جواز یعنی اجازت کیلئے آقا نے نوشِ جان کیا
(۳) بیٹھ کر ـــ (۴) آبِ زم زم اور برتن میں وضو کا بچا ہُوا پانی کھڑے ہو کر
(۵) دیکھ کر ـــ کہ کچرا، تلچھٹ، گاد، مچھّر، چیونٹی، کیڑا وغیرہ نہ ہو
(۶) کچر اگر اکر ہی پینا ـــ کہ حدیث میں پھُونکنا سخت منع اور مکرُوہ ہے ـــ
(۷) بسم اللہ شریف پڑھ کر ـــ (۸) سیدھے ہاتھ سے ـــ
(۹) تین سانس میں ـــ ورنہ ہر گھونٹ پر سانس لے کر پینا ـــ
(۱۰) سانس مُنہ کے سامنے سے برتن کو ہٹا کر لینا ـــ
(۱۱) پانی چوس کر پینا ـــ (۱۲) بعد پینے کے الحمدُ للہ صحیح ادا کرنا
(۱۳) پانی پلانے والا خود آخر میں پیئے ـــ

زم کھجور کو ٹھنڈے پانی میں حل کر کے پینا ـــ شہد کو ٹھنڈے پانی میں حل کر کے پینا ـــ ستّو ٹھنڈے پانی میں حل کر کے پینا بھی سُنّت ہے ـــ

نوٹ: ـــ اِن تمام سُنّتوں پر عمل پانی کی مثل پر بھی ہے.
مثلاً ـــ دُودھ ـــ لسّی ـــ جُوس ـــ مشروبات ـــ سوڈا لیمن
ٹھادل ـــ چائے ـــ کافی ـــ سُوپ یخنی وغیرہ اور ـــ دَوا ـــ کو ملا کر سُنّتوں کی پابندی کے ساتھ اللہ شافی کا اضافہ کر کے پینا چاہیئے ـــ

یہاں پانی پینے کی سُنّتوں پر چند احادیث نقل کی جاتی ہیں ـــ مزید حدیثیں دیگر مضامین میں مُلاحظہ فرمائیں ـــ اِسی طرح مکروہات بھی ـــ

پانی پینے سے متعلق احادیث

داہنے ہاتھ سے پینا

حدیث: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھانا کھائے تو داہنے ہاتھ سے کھائے اور پانی پیئے تو داہنے ہاتھ سے پیئے۔

حدیث: ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھائے۔ اور داہنے ہاتھ سے پیئے۔ اور داہنے ہاتھ سے لے اور داہنے ہاتھ سے دے۔ کیونکہ شیطان بائیں سے کھاتا ہے۔ بائیں سے پیتا ہے۔ اور بائیں سے لیتا ہے۔ اور بائیں سے دیتا ہے۔

بھول کر کھڑے ہو کر پینے پر قے کر دے

حدیث: صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کھڑے ہو کر ہرگز کوئی شخص پانی نہ پیئے اور جو بھول کر ایسا کر گزرے وہ قے کر دے۔

حدیث: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔

پھونکنا منع، کچرا گرا دو، سانس پانی سے منہ جدا کر کے لو

حدیث: ترمذی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا۔ ایک صحابی نے عرض کی کہ برتن میں کبھی کوڑا دکھائی دیتا ہے۔ فرمایا اُسے گرا دو اُس نے عرض کی ایک سانس میں سیراب نہیں ہوتا ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا برتن کو منہ سے جدا کر کے سانس لو۔

بسم اللہ و حمد اور تین سانس

حدیث: ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سانس میں پانی نہ پیو۔ جیسے اونٹ پیتا ہے۔ بلکہ ۲ دو اور تین سانس میں پیو تو بسم اللہ پڑھ لو۔ اور جب برتن کو منہ سے ہٹاؤ تو اللہ کی حمد کرو!

پانی چوس کر پینا

حدیث: دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، پانی چوس کر پیو۔ کہ یہ خوشگوار اور زود ہضم ہے۔ اور بیماری سے بچاؤ ہے۔

کھانے پینے کے بعد حمد بیان کرنا

حدیث: صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اُس بندے سے راضی ہوتا ہے کہ جب لقمہ کھاتا ہے تو اُس پر اللہ کی حمد کرتا ہے اور پانی پیتا ہے تو اُس پر اُس کی حمد کرتا ہے۔

دونوں ہاتھوں کے لپ سے پانی پینا

حدیث: ابنِ ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاتھوں کو دھوؤ اور اُن میں پانی پیو، کہ ہاتھ سے زیادہ پاکیزہ کوئی برتن نہیں۔ "بقیہ کھانے پینے سے متعلق احادیث دیگر مضامین میں مطالعہ فرمائیں۔"

پانی پینا فرض

پیاس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو تب کسی چیز کو پی کر اپنے کو ہلاکت سے بچانا فرض ہے۔ پانی دور، دور تک دستیاب نہیں۔ اور شراب موجود ہے۔ اور معلوم ہے کہ اس کے پینے سے جان بچ جائیگی۔ تب اتنی پی لے جس سے جان کی ہلاکت کا اندیشہ جاتا رہے۔ (بہار شریعت)

نوٹ: بسم اللہ پڑھ کر شراب پینا اور زنا کرنا کفر ہے۔ **مسئلہ:** کھانے پینے پر دوا اور علاج کو قیاس نہ کیا جائے، یعنی حالتِ اضطرار میں مُردار اور شراب کو کھانے پینے کا حکم ہے مگر دوا کے طور پر شراب جائز نہیں کیونکہ مُردار کا گوشت اور شراب یقینی

طور پر بھوک اور پیاس کا دفعیہ ہے۔ اور دوا کے طور پر شراب پینے میں یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ مرض کا ازالہ ہی ہو جائے گا۔ (ردُّ المحتار)

افضل

پانی کے ہر گھونٹ پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھنا۔ اور اگر ایک ہی مجلس میں مختلف قسم کی کھانے، پینے کی اشیاء ہوں تو ہر شے کھانے، پینے سے پہلے بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا۔ کہ ہر شے کا ضرر جدا ہے۔ اسی طرح ہر شے کے آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ: مشک کے دہانے میں مُنہ لگا کر پانی پینا مکروہ ہے۔ کیا معلوم کوئی مضر چیز اُس کے حلق میں چلی جائے۔ (عالمگیری) اسی طرح لوٹے کی ٹونٹی سے پانی پینا۔ مگر جب لوٹے کو دیکھ لیا ہو کہ اس میں کوئی چیز تو نہیں۔ صراحی کو مُنہ لگا کر پانی پینے کا بھی یہی حکم ہے۔ یہی حکم بڑے اور نلکے کی ٹونٹی کو مُنہ لگا کر پینے کا ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: جنبی یا بے وضو، ہاتھ دھوئے بغیر اگر پاک پانی میں اُنگلی یا ہاتھ کا کوئی حصّہ بھی ڈالدے تو وہ پانی وضو یا غسل کیلئے تو استعمال ہو ہی نہیں سکتا بلکہ اس پانی کا پینا بھی مکروہ ہو جاتا ہے۔ عموماً روزمرہ یا دعوتوں میں جب پانی سے بھرے جگ کا دستہ پکڑ کر اٹھاتے ہیں۔ تو انگوٹھا جگ میں داخل کر کے اُٹھانا پڑتا ہے۔ اس طرح جُنبی یا بے وضو یا بے دُھلا ہاتھ پانی کو لگنے سے تمام پانی وضو اور غسل کے قابل نہیں رہتا اور پینا مکروہ۔

پانی پینے کے فوائد

تین سانس میں پانی پینا پیاس کو خوب بجھاتا ہے۔ اور کھانا خوب ہضم کرتا ہے۔ اور خوب تندرست رکھتا ہے، کھانا ہضم ہونے کے بعد پانی پیا جائے تو معدہ میں حرارت پیدا کرتا ہے، اور بدن کو فربہ کرتا ہے۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی بیان کردہ سُنتوں پر عمل کرتے ہوئے پانی پیا جائے۔ **حدیث:** مسلم و احمد، و ترمذی نے ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساقی (جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہے۔) وہ سب کے آخر میں پیئے گا۔ **حدیث:** دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا پانی کو چوس کر پیو، کہ یہ خوش گوار اور زود ہضم ہے اور بیماری سے بچاؤ ہے۔

پانی دیکھ کر، بیٹھ کر، دَاہنے ہاتھ سے، تین سَانس میں، چُوس کر، پینے کے بعد الحمدُللہ پڑھنا، ہر بار سانس برتن سے مُنہ ہٹا کر لیا جائے، اگر پانی میں کچرا ہو تب اُس کو پھُونک کر نہ ہٹایا جائے، بلکہ کچرا گرا دیا جائے۔ **حدیث:** ابوداؤد اور ابنِ مَاجہ نے۔ ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برتن میں سَانس لینے اور پھُونکنے سے منع فرمایا ہے۔

پانی پینے کے نقصانات

اطبّاء کا کہنا ہے کہ ایک سَانس میں پانی پینے سے سینے میں درد پیدا ہوتا ہے۔ کھڑے ہو کر یا لیٹ کر پانی پینے سے معدہ کمزور ہوتا ہے، اور کھانے سے قبل پانی پینا معدہ کی حرارت کو بجھا دیتا ہے۔ حمام کے بعد پانی پینا منع ہے، نیز مجامعت کے بعد پانی ہرگز نہیں پینا چاہیئے، اس سے رَعشہ کا مرض پیدا ہوتا ہے، میوہ جات کھانے کے بعد بھی پانی نہ پینا چاہیئے کہ مُنہ اور زبان میں زخم پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے! بارش کا پانی، چشمہ کا پانی، جھیل کا پانی، تالاب کا پانی، دریا کا پانی، کنویں کا پانی، برف وغیرہ کے پانیوں میں زم، زم شریف کے بعد بارش کا پانی افضل و بہتر ہے۔ مندرجہ بالا میں سے کسی ایک کا پانی پیا جائے۔ اور ان میں کسی دو پانیوں کو ملا کر ہرگز، ہرگز نہ پیا جائے، کہ اُس سے سخت امراض پیدا ہوتے ہیں۔

گڑھ، مٹھائی، پھل، فروٹ، خصوصاً خربوزہ، تربوز، سیب، انگور، ڈرائی فروٹ، (بادام پستے وغیرہ) چاول، گھی، تیل کی چکنی اشیاء تلی، بغیر تلی اور اچار، کھانے کے بعد پانی کا پرہیز لازمی، اور ان کے کھانے کے بعد نمک کھانا ضروری، ورنہ اچار، تیل، کھٹائی، کی چیزرات کو ایسی بولے گی کہ اُس کی آواز ڈاکٹر یا حکیم کے مطب تک جائے گی ———

اگر خون کم بنے، بلغم زیادہ
تو کھا، گاجر، چنے، شلغم زیادہ

نوٹ: سُنّت نمبر ۱۰ اور نمبر ۲۱ میں کھانے کے آخر میں پانی پینے کے عظیم نقصانات بھی مختصر عرض کئے جائیں گے۔

مگر اس مرحلے پر اور بھی کچھ عرض کرنا ہے

پانی کب پینا چاہیئے

لہٰذا یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ پانی کب پینا بہتر ہے، بعض[۱] حضرات پانی کھانے کے شروع میں ہی پیتے ہیں اور پھر کھانے کے بعد بھی نہیں پیتے۔ اور بعض[۲] شروع میں اور کھانے کے آخر میں پانی پیتے ہیں۔ اور بعض[۳] حضرات کھانے کے شروع اور کھانے کے دوران پانی بالکل نہیں پیتے۔ صرف کھانے کے آخر میں پانی پیتے ہیں۔ اور عُذر یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر کھانے کے درمیان پانی پی لیں تو پھر کھانا نہیں کھایا جاتا۔ ایک قابلِ رحم وہ حضرات ہیں خصوصاً اسکول، کالج میں پڑھنے والے بچّے کہ ساری شب پیاسے رہنے کے باوجود **ناشتہ** میں روٹی تلی ہوئی، یا پراٹھا چائے سے کھاتے ہیں جس کی وجہ سے پانی اوّل، درمیان اور آخر میں بھی نہیں پیتے۔ عُذر یہ بیان کرتے ہیں کہ چکنی روٹی پر پانی نہیں پیا جاتا۔ اِسی طرح چائے کے درمیان اور آخر میں پانی نہیں پیا جاتا۔ جہاں تک پانی کے اصُول بیان کرتے ہیں وہ تقریباً ٹھیک ہیں۔ **مگر** کیا حکیم، ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ چکنی روٹی چائے سے ضرور کھاؤ؟ اس پر گھر کے سَربراہ حضرات جواب عنایت کرتے ہیں کہ اسکول میں دماغ کے کام سے واسطہ ہے لہٰذا دماغ تر رہے۔ اس وجہ سے اس قسم کا ناشتہ کرایا جاتا ہے۔ اور تائید میں سیکڑوں غریب، امیر گھرانوں کی مثالیں بھی پیش کرتے ہیں۔ کہ ان کے بچّے بھی ایسا ہی ناشتہ کرتے ہیں۔ گویا ان تعلیم کے دیوانوں کے نزدیک تمام شب اور صبح تک پیاسے اور خشکی لانے والے ناشتہ میں بھی پانی سے محروم رکھنے کا نام دماغ کی تری ہے۔

افراط و تفریط

اِسی کا نام ہے۔ کہ پانی کھانا کھانے کے اوّل، درمیان، آخر میں بھی نہیں پیا جائے۔ اور جب پانی پینے پر اُتریں گے تو مٹھائی، فروٹ چکنی اشیاء پر پانی بغیر بسم اللہ پڑھے، کھڑے کھڑے ہی ایک ہی سانس میں غٹ، غٹ بجائے پینے کے پیٹ میں اُنڈیلتے ہیں۔ اور پھر خود پر مزید ظلم یہ کرتے ہیں کہ، نزلہ پہنچانے والی اشیاء پر پانی پی کر نمک یا نمکین شے بھی نہیں کھاتے۔ جبکہ **حکمت کا اصول** یہ ہے کہ کھانے کے شروع میں پانی پینا بہتر ہے۔ خصُوصاً، چاول، مٹھائی، فروٹ، چائے وغیرہ کے۔ اور کھانا کھانے کے درمیان میں ضروری، آخر میں پانی پینا بیماری۔ حکیموں

کے بادشاہ حضرت **لقمان علیہ السلام** ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ کھانے کے اوّل پانی پینا دوا، درمیان میں شفاء، آخر میں پانی پینا **وبال**۔ کہ معدے کی حرارت بجھ جاتی ہے۔ جس کے سبب معدے کو کھانا ہضم کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔ البتہ کھانا کھانے کے ایک گھنٹہ بعد حقیقی پیاس لگتی ہے۔ کہ معدے کی حرارت سے کھانا پکتا ہے۔ جس کے سبب پانی کے اسٹاک میں کمی آجاتی ہے۔ علامت پیاس محسوس ہونا۔ اُسوقت پانی پینا ضرورت کے تحت ضروری ہے۔

اگر یہ مرض عام ہے تو بدپرہیزی بھی عام ہے

کھانے کے آخر میں پانی پینے کی عادت سے دائمی قبض رہے گا۔ اگر قبض نہیں ہوا تب دائمی نزلہ، سر کا درد رہے گا۔ لہٰذا بچنا ضروری ہے۔

کنگے کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
نزلہ، زکام، کھانسی، قومی نشاں ہمارا!

قبض اور نزلہ تمام مرضوں کی ماں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹروں، حکیموں کے مطب میں اکثر مریض پیٹ، سر درد، نزلہ، زکام اور کھانسی کے پائے جاتے ہیں، اور کم علمی، بے عملی، بدپرہیزی کی وجہ سے باوجود علاج کے ڈاکٹروں، حکیموں سے شاکی ہوتے ہیں کہ نزلہ، زکام، سر درد میں کمی نہیں آئی، آپکے علاج اور دواء سے پاخانہ مزیدار نہیں ہُوا۔ گویا بدپرہیز پاخانے میں بھی مزا تلاش کرتے ہیں

بدعمل بیمار کو اَمرت بھی زہر آمیز ہے
سچ کہا ہے سو دواؤں کی دوا پرہیز ہے

ایک وہ وقت تھا کہ ہمارے آقاؤ مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر کھانا نمک سے شروع کرو اور نمک پر اختتام کرو

مصرعہ:۔ خدا رحمت کرے اُن عاشقانِ پاک طینت پر

کہ صحابہ نے اپنے ہادی کے اس حکم پر بھی دل کی گہرائی یعنی خوش دلی سے عمل کیا تو یہ

اے یاد رہے! کہ فروٹ، چائے، کھٹی میٹھی شے کے درمیان اور نہ آخر میں پانی پینا چاہیئے۔

امراض کہیں دیکھنے، سُننے میں نہیں آئے ـــــــ

مصرعہ:۔ یہ کہنے سے بھی لیکن باز ہرگز رہ نہیں سکتے

کہ آج ہم نے اپنے ہادی کے بتائے ہوئے اصُولوں کو چھوڑا تو تمام دنیا کے امراض طوفان کی طرح ہم پر اُمڈے پڑے ہیں۔ اور ہم ہر مرض کو سینے سے چمٹائے ہوئے ہیں۔ خاص کر نزلہ، زکام، کھانسی، سَر درد کو۔ اگر قبض ختم کرنے پر توجہ نہ دیگئی تب نزلہ، سر درد[1] کے علاوہ کثرتِ احتلام جیسی مُوذی بیماری اور اس کے بعد جریان (پیشاب کے بعد اول آخر گاڑھا قطرہ وغیرہ) اور جریان کی انتہا، ٹی بی کی ابتدا ہے۔ ٹی بی کا دوسرا نام تپِ دق بھی ہے۔

تپِ دق سے اگر چاہے رہائی

بدل پانی کے گنّا چوس بھائی

اور ان تمام امراض کی ماں قبض، جو کہ اکثر کھانے کے آخر میں پانی پینے سے پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبُوب کے ہر حکم پر عمل کرنے میں بے شمار فائدے ہمارے ہی حق میں ہیں۔

مصرعہ:۔ ہماری عقل پر پردے پڑے ہیں اسکو کیا کہیئے

ٹھنڈا پانی

جس طرح غصّہ کی حالت میں ٹھنڈے پانی کے وضوء سے غصّہ ٹھنڈا پڑتا ہے، اِسی طرح جب دِل بیٹھنے اور دل ڈوبنے لگے تو بھی ٹھنڈا پانی پینے سے دل قوت پاتا ہے۔ بلکہ جب کوئی بیہوش ہوتا ہے اُس وقت بھی ٹھنڈا پانی ہی اُسے ہوش میں لانے میں مدد دیتا ہے۔

حدیث: ترمذی نے زہری سے روایت کی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پینے کی وہ چیز زیادہ پسند تھی جو شیریں اور ٹھنڈی ہو۔ **حدیث:** صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ "حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک انصاری کے گھر باسی پانی پینے کیلئے طلب فرمایا"۔ پینے کی حاجت میں قدرتی ٹھنڈا پانی ہو تو بہتر ورنہ مصنوعی ٹھنڈا، اِس قدر کہ خوشگوار لگے۔ ورنہ سخت ٹھنڈا پانی بھی اپنا اثر ضرور دکھلائے گا، کم از کم مندرجہ بالا نزلہ، زکام، کھانسی، دانت کا درد،

[1] ا ے:۔ کبھی اتفاق سے دردِ سر فکرات، شب بیداری، اور قیلولہ بھی نہ کرنے سے ہوتا ہے۔

کان کا درد، گلے کا درد، گلے لگے گا، اور سخت میٹھے سے شوگر، فالج، رعشہ، ہاٹ فیل جیسی مُوزی بیماریاں، یا اِن سے دو تین اور کم از کم کوئی ایک تو ضرور پیدا ہوگی۔ جو حضرات چائے عادت کی وجہ سے یا شروب کے طور پر پیتے ہیں اُن کو بھی میٹھے کی احتیاط تو لازمی کرنی چاہیے۔ سخت میٹھے، ٹھنڈے کے نقصانات کا علاج بھی اوّل، آخر نمک یا نمکین ہی ہے۔

ہوا کے مقابل پانی پینا

سردیوں میں مٹکے کا ٹھنڈا پانی ہوا کے مقابل اور گرمیوں میں برف وغیرہ کا ٹھنڈا پانی پنکھے وغیرہ کی ہوا کے سامنے ہو کر پینے سے بچا جائے۔ کہ پانی کی برودت، ٹھنڈک ہوا سے متاثر ہو کر نزلے کے مرکز تالوے یا حلق کے ذریعہ نزلہ کو مدد دیسکتی ہے۔ خاص کر گلے کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اور یوں بھی نہ چاہیے کہ پانی صحیح طور پر پیا بھی نہیں جاتا۔ اور ہوا، اور پانی کا پھندا بھی ممکن ہے۔ دُھلے، کورے مٹکے کے ایک دن، یا ایک شب کے ٹھنڈے پانی سے بھی پرہیز چاہیئے کہ کورے مٹکے کے ایک دو مرتبہ کے پانی سے کوئی دوسرا کام لیا جائے۔ ٹھنڈے اور کورے مٹکے کی خوشبو، سخت بیماری میں مُبتلا کریگی۔ خصُوصًا دمے والے مریض کو سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

اِسی طرح پانی پی کر لیٹنا نہیں چاہیئے۔ کہ پلٹ کر دماغ کو چڑھ کر نزلہ بناتا ہے یہ احتیاط قے کے مرض میں اَشد ضروری ہے۔ ورنہ پانی یا دوا کھا، پی کر لیٹنے سے فوراً قے اُلٹی کے ذریعہ دوا باہر آجائیگی۔ لٰہذا پانی وغیرہ پینے کے بعد چند منٹ بیٹھنا بھی ضروری ہے

جگ سے پانی نکالنا

دعوت میں جگ وغیرہ سے ٹنکی یا ڈرام کا پانی نکالنا جب کہ جگ کو اندر، باہر سے دھولیا گیا ہو۔ دُرست ہے۔ ٹنکی سے پانی نکالنے والے جگ کو پاک جگہ رکھیں ـــ کہ زمین پر رکھنے کو کوئی بھی تہذیب یافتہ پسند نہیں کرتا جسطرح زمین اور اُس کی مٹی، تھوک، بلغم، اور پسینہ اگرچہ پاک ہیں مگر کوئی کھانے پینے میں استعمال نہیں کرتا۔ جب کہ زمین خود بھی پاک ہے۔ اور اس سے طہارتِ اصغر، وضو، طہارتِ اکبر غسل بھی تیمم کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ سوائے

اُس زمین کے حصّہ کے جس پر پیشاب یا پاخانہ کیا گیا ہو۔ کہ زمین خشک ہونے پر جگہ پاک ہے، نماز پڑھ سکتے ہیں مگر تیمم نہیں کر سکتے۔

برتن ٹب میں دھونا

ہوٹل یا دعوت کے دوران کھانے کے استعمال شدہ برتن پانی کے ٹب میں ڈالکر نکالنا پھر کپڑے سے پونچھ کر برتن استعمال کرنا۔ یہ عمل جائز ہے۔ کہ جو سالن ابھی کھایا گیا وہ ہی برتن کو لگا ہوتا ہے اور خود برتن پلیٹ، پیالے وغیرہ بھی پاک ہی استعمال ہوتے ہیں۔ دعوت میں ہر طرح کے اشخاص ہوتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ برتن پانی کی دھار سے ہی دھوئے جائیں، تاکہ کسی کو کراہت نہ ہو۔ یہ احتیاط گھر کے برتن دھونے میں بھی چاہیئے۔

صفائی کا کام کرتے ہوئے بھی صفائی چاہیئے

اور یہ کہ راکھ، کوئلے چکنائی سے آلودہ ہاتھ سے گلاس کا کنارہ پکڑنا، پھر مٹکے سے پانی نکالکر برتن دھونا، گو کہ احتیاط سے ہی یہ سب کام کئے جائیں، مگر یہ سب دیکھنے کے باوجود اُس مٹکے کا پانی پینا تو کیا؟ پہلے کا کھایا پیا بھی نکالنے میں مدد دیگا۔ لہٰذا صفائی کا کام کرتے ہوئے بھی صفائی چاہیئے اور جس صافی سے برتن صاف کئے جائیں وہ بھی گندی نہ ہو، ورنہ وہ اپنی گندگی سے برتنوں کو بھی گندہ کریگی۔ اور جس پانی اور صافی سے برتن صاف کئے جائیں وہ پاک ہی ہو۔ ورنہ اُس کی مثال ایسی ہوگی کہ بارش کی چھینٹوں سے بچنے کی خاطر پرنالے کے نیچے کھڑا ہونا۔ کہ سالن وغیرہ کے برتن پاک ہی ہوتے ہیں۔ صِرف چکنائی وغیرہ صاف کرنے کی غرض سے دھوئے جاتے ہیں۔ جب کہ ناپاک پانی یا ناپاک صافی سے برتن دھونے صاف کرنے سے اِن پاک برتنوں کو ناپاک کرنا ہوگا۔ اللہ ربُّ العزّت کا ارشاد ہے کہ طیّب، طیّبوں کیلئے اور خبیث خبیثوں کیلئے۔ چونکہ نجس شئے خبیث ہوتی ہے یوں بھی ایسے عمل سے بچنا ضروری ہے۔ اور یوں بھی صفائی کا کام کرتے ہوئے صفائی چاہیئے کہ حضور علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ صفائی نصف ایمان ہے۔

پانی پینا کب مضر ہے

ماخوذ: ترجمہ طبِّ یوسفی

اگر تندرستی درکار ہے تو اچھّی تدبیر پر عمل کرنا، اور مُضر اُمور سے بچنا چاہیئے —— چنانچہ کھانے کے بعد پانی نہ پینا چاہیئے، کیونکہ معدے کی طاقت کمزور ہوتی ہے —— کھانے کے ڈیڑھ گھنٹے بعد پانی پینا چاہیئے —— کھانے کے درمیان بھی پانی نہ پینا چاہیئے، کیونکہ اس سے بھی ہاضمہ کی قوّت خراب ہو جاتی ہے، اور انجام کو تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے، **لیکن اگر** معدہ گرم ہو تو کھانے کے بیچ میں پانی پینا درست ہے —— مُباشرت کے بعد پانی نہ پینا چاہیئے، بلکہ کسی قدر ٹھہر کر پینا چاہیئے، کیونکہ مُباشرت کرتے ہی پانی پی لینے سے بہُت سے مرض پیدا ہوتے ہیں —— نہار منھ پانی نہ پینا چاہیئے کیونکہ وہ بھی مضر ہے —— حمام کے اندر سرد پانی پینا بھی مرض اور درد میں مُبتلا کرتا ہے اور حمام سے نکلتے ہی پانی نہ پئیں، بلکہ کچھ توقف کریں —— میووں کے کھانے کے بعد بھی پانی پینا مُضر ہے، اس سے رطوبتیں بڑھ جاتی ہیں جنسے مختلف قسم کے مرض لاحق ہوتے ہیں —— مسہلوں یعنی دستوں کے بعد بھی پانی پینا تکلیف دہ امراض کا سبب ہو جاتا ہے —— رات کے وقت زیادہ پانی پینا کمزور کرتا ہے —— گرم پانی پینے کی عادت سے رفتہ رفتہ دق پیدا ہو جاتی ہے۔ —— گرم اور سرد پانی ملا کر پینا درد میں مُبتلا کرتا ہے —— کھاری اور گدلے پانی سے بھی احتراز کرنا چاہیئے —— زیادہ دانائی کی بات یہ ہے کہ کنوئیں اور چشمے کا پانی بھی نہ استعمال کریں، کیونکہ دونوں قسم کے پانی غلیظ ہونے سے بَری نہیں، اسی وجہ سے بدن کو مرضوں سے آشنا کرتا ہے —— دریا اور کنوئیں کا پانی ملا کر نہ پینا چاہیئے، کیونکہ وہ انتڑیوں میں نفخ اور دردِ دل پیدا کرتا ہے —— جب پانی کی ضرورت ہو تو نہروں کا پانی لینا چاہیئے، جس کو سورج اور ہوا نے صاف کیا ہو اُس پانی میں سے خود پیئے، اور دوستوں کو بھی دیں۔

◎ —— جس میں آٹھ صفتیں ہوں وہ پانی ہر دانا کے نزدیک بہترین ہے۔

اوّل یہ کہ پانی پتھر پر بہتا ہو ـــــ **دوم** بُلندی سے نشیب کی جانب آتا ہو۔ ـــــ **سوم** اُس کا وزن ہلکا ہو ـــــ **چہارم** بہُت تیز ہوا کی طرح بہتا ہو۔ **پنجم** کثیر مقدار میں ہو، تاکہ خرابی پیدا کرنے والی چیزوں کا اثر اس پر نہ پڑتا ہو ـــــ **ششم** شیریں اور خوشگوار ہو ـــــ **ہفتم** بہُت دور دراز جگہ سے بہتا ہوا آتا ہو ـــــ **ہشتم** جانب شمال سے آتا ہو پس ایسا پانی صحت کو برقرار رکھ سکتا ہے ـــــ

تندرستی کے زمانے میں بیماریوں سے بچنے کے واسطے چاہیئے کہ زیادہ دودھ پینے کی عادت نہ رکھیں ورنہ مرض برص کے لاحق ہونیکا اندیشہ ہے، اور جو شخص گوشت بریاں کے ہمراہ کھائیگا اس کی زندگی موت سے تبدیل ہو جائیگی۔ ـــــ اگر سردی غالب ہو تو شہد خوب کھائیں، خدا کا فرمان ہے کہ شہد میں شفا ہے ـــــ رنگترہ کا زیادہ عرق پینا ضُعفِ جگر پیدا کرتا ہے ـــــ شراب پینے سے بے عزّتی اور بے حیائی لاحق ہوتی ہے، حالانکہ شراب خوری کے فوائد سے شرم وحیاء کے فوائد بدرجہا بہتر ہیں ـــــ زیادہ پانی پینے کی عادت بہُت جلد لاغر اور کمزور کر دیتی ہے ـــــ

مسئلہ:۔ جو پانی گرم ملک میں ـــــ گرم موسم میں ـــــ سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کے برتن میں دھوپ میں گرم ہو گیا تو جب تک گرم ہے اسے کسی طرح استعمال نہ کرنا چاہیئے ـــــ یہاں تک کہ اگر اُس سے کپڑا بھیگ گیا تو جب تک ٹھنڈا نہ ہو جائے اس کے پہننے سے بھی بچیں کہ اس پانی کے استعمال میں برص (سفید داغ) کا اندیشہ ہے **مگر** پھر بھی اگر وضو یا غسل کر لیا تو ہو جائیگا۔ ـــــ ▭ بہار شریعت ▭ ـــــ یاد رہے ایسا پانی کھانے پینے میں بہُت مضر ہے۔

کھانے پینے کے مختلف اشعار

کھانا

جو بزمِ دید میں ناگاہ میں غش کھا کے گر جاؤں
خدارا مجھکو تو اے "دردِ دل" اٹھ کر اٹھا لینا

کوئی ٹھوکر ہو، یا خونِ جگر ہو، غم ہو، غصہ ہو
تمھاری دید کے بھوکے کو جو مل جائے کھا لینا

خوان

انکے دیدار کے بھوکوں کو جو پایا "کمزور"
ٹھوکریں راہ کی بولیں، "ہمیں کھاتے جاؤ"

غم کے نقمے، خونِ دل کی مے، ٹھیس کے کباب
کیا تکلف سے سجا رہتا ہے خوانِ عاشقی

مہمان

دلِ بیتاب ٹوٹا تھا، وہ آ کر ہو گئے رخصت
جو گھر قابل ٹھہرنے کے نہ ہو مہمان کیا ٹھہرے

ارے نالے تھم ذرا، کہ ہے "دل" میں خیالِ "شاہ"
کمبخت کر نہ شور، کہ مہمان گھر میں ہے

دانہ

پہلے آیا رزق پھر ہم رزق کے آنے کے بعد
پہلے دانہ اٹھ گیا، پھر ہم اٹھے دانہ کے بعد

○

امت تشنہ لب کوثر کی، کوثر تشنہ لب اس کا
بجھا کر پیاس امت کی، بجھے گی پیاس کوثر کی

آبِ کوثر

کنارے حوض ہم ہوں "شربتِ دیدار" ہو حافظ
وہ ہوں گے اور، جنکی رال ٹپکے آبِ کوثر پر

ہم کو بھوکے بھی یاد آئی نہ حافظ اپنی پیاس
اپنے ساقی کو کنارے حوضِ کوثر دیکھ کر

شربتِ دیدار

پیاسا ہوں دمِ نزع اترتا نہیں پانی
تم "شربتِ دیدار" پلا کیوں نہیں دیتے

مرنے کا مزہ چکھنے کو مرتا ہوں میں تم پر
مرنے کا مزہ مجھکو چکھا کیوں نہیں دیتے

پیاسے

تمھاری دید کے دیدے ہیں پیالے
اسی شربت سے بھر دو دونوں کالے

یارب غمِ حضرت کے سوا کچھ نہیں درکار
وہ کھانے ہے مرنا ہمیں، جو کھا کے پیا ہیں

جام

پی لیا کرتے اسی میں بھر کے ہم خونِ جگر
جامِ دل بھی پھوٹی قسمت سے ملا پھوٹا ہوا

○

وہ آب دیدہ بیٹھے ہیں بیدم کی لاش پر ◆ اب پانی لیکے آئے ہیں جب پیاس مر گئی
بیدم وارثی

زندگی بھر کھائے غم، غصہ پیا ◆ اسلئے ہیں کھاتے پیتے گھر کے فرد
انیس احمد نوری

آنری مجسٹریٹ قاضی حافظ خلیل الدین حسن حافظ پیلی بھیتی کی نعتوں سے انتخاب ——

کثرتِ خوری

بے تحاشا کھانے والا اب بڑا بے چین ہے
ہاضمے کے واسطے اُس کو چورن چاہئیے

حدیث:۔ ترمذی، ابنِ ماجہ نے مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں میں نے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ بُرا کوئی برتن نہیں بھرا۔ ابنِ آدم کو چند لقمے کافی ہیں جو اُس کی پیٹھ (کمر) کو سیدھا کریں۔ اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو تہائی پیٹ کھانے کیلئے اور تہائی پانی کے لئے اور تہائی سانس کے لئے"۔

عُلماء فرماتے ہیں کہ ــــ تہائی پیٹ کھانے سے تندرستی خوب قائم رہتی ہے ــــ حافظہ تیز ہوتا ہے ــــ فہم تیز ہو جاتی ہے ــــ نیند کم آتی ہے۔ سانس کی آمد و رفت میں آسانی رہتی ہے ــــ نماز میں اونگھ نہیں آنے پاتی۔ اور فرماتے ہیں کہ کھانا زندگی کے لئے ہو، زندگی کھانے کے لئے نہ ہو ــــ کھانے پر سوار ہونا عقلمندی ــــ اور کھانے کو اپنے اوپر سوار کرنا بیوقوفی ہے۔

کثرتِ خوری مضرِ صحت

حدیثِ پاک میں کثرت خوری کفّار کی صِفت بتائی ہے ــــ اور یہ کہ کثرت خور پر غذا سواری کرتی ہے ــــ جبکہ قلیل خوراک والا غذا پر سواری کرتا ہے ــــ کثرت خوری توانائی میں مدد نہیں دیتی ــــ انرجی نہیں بناتی ــــ البتہ جسم پر بوجھ بن کر سُست، کاہل، آرام طلب ضرور بناتی ہے ــــ زیادہ کھانے سے مختلف امراض جنم لیتے ہیں ــــ بدہضمی فسادِ غذا سے ریاح، ہیضہ کا مرض ہر وقت حملے کا عادی ہو جاتا ہے ــــ کثرت خوری سے کھانے میں لذّت بھی حاصل نہیں ہوتی ــــ

اور مطالعہ میں دِل نہیں لگتا ـــــ اور اُس کی اولاد بھی کُند ذہن پیدا ہوتی ہے ـــــ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کے دِل میں حکمت بھی نازل نہیں ہوتی ـــــ زیادہ کھانے والے کو دوسروں پر شفقت نہیں رہتی ـــــ اور دوسرے لوگ تو نماز کے وقت مسجد کا رُخ کرتے ہیں اور کثرت خور بیتُ الخلاء کی طرف دوڑتا ہے ـــــ اور یہ کہ موٹے ہونے کے سبب اٹھنے بیٹھنے میں کراہت محسُوس کرتا ہے ـــــ رفاعِ حاجت کے وقت قدمچوں پر بیٹھنا تو دشوار ہوتا ہی ہے، مگر بڑے استنجہ کی جگہ تک ہاتھ بدقت بھی نہیں پہنچتا ـــــ اور اگر پہنچا بھی تو آخری حصّہ کی نجاست دُھلنے سے رِہ جاتی ہے اس کو اپنا جسم بارِ گذرتا ہے ـــــ فراخی ہو یا تنگدستی ـــــ

دس گز کی شلوار ٹخنوں تک نہیں آتی
فراقِ قوم میں گُھل گُھل کے ہو گئے ھاتھی

اکبر الٰہ آبادی

ارشاد حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کم بولنا حکمت ـــــ کم کھانا صحت
کم سونا عبادت ـــــ کم آمیزی عافیت

ہے۔" خصُوصاً مصنّف حضرات کے لئے۔ ورنہ لوگوں کی مُلاقات اور دُعا و سَلام میں وقت پورا ہوگا ـــــ سڈول، تندرست، صحت مند جسم بنانے کیلئے اگر والدین بچّے کو صُبح کی سیر، ورزش، غسل کے بعد وقت پر کھانے کی عادت اور حسد سے پرہیز کی تعلیم پر خاص خیال رکھیں کہ حسد سے بچّہ میں چڑچڑا پن آتا ہے ـــــ بچّہ دل ہی دل میں کُڑھتا ہے ـــــ اُس پر گوشت نہیں چڑھتا ـــــ قد نہیں بڑھتا ـــــ کمزوری دائمی رہتی ہے ـــــ سڈول جسم، تندرستُ، صحت مند، اور خوبصُورتی کے لئے سَستہ نسخہ۔ شعر

شہر کی گندی ہوا سے تم کو ڈرنا چاہیئے ◆ روز صبح و شام باہر سیر کرنا چاہیئے

کہ بچے بطنِ مادر سے جواں پیدا نہیں ہوتے ◆ بنائے جاتے ہیں، سب پہلواں پیدا نہیں ہوتے

ورنہ خالی کثرت خوری صحت کی تباہی کے ساتھ ساتھ چستی خوبصُورتی کو بھی لے ڈوبے گی ـــــ کثرت خور ہر جگہ مُنہ مارنے کی وجہ سے آہستہ آہستہ ہر

حرام کو اپنے لئے حلال سمجھنے لگتا ہے ـــــ پھر حرام کھانے سے ذہنیت تخریبی بنا لیتا ہے ـــــ کثرتِ خوری کی وجہ سے خودداری تو رہتی ہی نہیں ـــــ طعنے، طنز پھبتے، سُن سُن کر غیرت بھی رُخصت ہو جاتی ہے ـــــ غرض کہ کثرتِ خوری حرص کو قریب ـــــ غنا کو دُور کرتی ہے ـــــ

ڈکار تک کھانا

چھریرے وسڈول بدن کے واسطے بھی قلیل خوراک ضروری ہے۔ قائدِ اہلسنّت حضرت علّامہ شاہ احمد نورانی صدیقی اور مفتی اعظم سندھ حضرت مفتی محمد حُسین صاحب قادری و دیگر علماء اہلِ سُنّت کی قلیل غذا ضربُ المثل ہے ـــــ جس کی وجہ سے ماشاء اللہ صحت بھی قابلِ رشک ہے۔ خدمتِ دین۔ خدمتِ خلق میں دن رات مصروف رہنے کے باوجود سُستی، کاہلی اُن کے قریب سے نہیں گذرتی ـــــ آپ خود مشاہدہ کر سکتے ہیں ـــــ

اکثر علمائے اہلسنّت ڈکار تک کھانے کو بہت بُرا سمجھتے ہیں ـــــ اور کہتے ہیں کہ لوگ کھانے سے جب تک ہاتھ نہیں رُکتے جب تک ڈکار نہ آجائے ـــــ جب کہ انیس احمد کا مشاہدہ یہ ہے کہ ڈکار سے پہلے جتنا کھا چکے ہوتے ہیں جب تک اتنا ہی ڈکار کے بعد بھی نہ کھالیں تب تک کھانے سے ہاتھ نہیں رُکتے ـــــ اِس ناچیز نے دعوتوں کے دوران تو ایسا ہی محسوس کیا ہے، مگر لوگ اپنے گھروں پر کتنا کھاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم کثرتِ خوری کی دلیل۔ شعر

شکم کو کر بُلند اتنا کہ ہر تقسیم سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری غذا کیا ہے

اس شعر پر عمل کرنیوالے اِس حدیثِ پاک کو پیشِ نظر رکھیں ـــــ

حدیث:۔ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کی ڈکار کی آواز سُنی۔ فرمایا اپنی ڈکار کم کر۔ اِس لئے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا جو دنیا میں زیادہ پیٹ بھرتا ہے۔

کھانا اسٹاک کی نیت سے بھی نہ کھایا جائے۔ جس طرح اونٹ اپنے کوہان میں آئندہ کے لئے پانی اسٹاک یعنی جمع کرلیتا ہے اور ضرورت پر وہاں سے ضرورت پوری کرتا ہے ـــــ اسٹاک کی نیّت سے زیادہ کھانے سے بھی ایسی بدہضمی ہوجاتی ہے کہ صحت کے لینے کے دینے پڑجاتے ہیں کہ اگلا، پچھلا کھایا، پیا بھی نکل جاتا ہے ـــــــــــــــــــــــــــ

بدہضمی میں گر چاہے افاقہ
دو۲ اِک وقت کا کرلے تو فاقہ

اسٹاک کی نیت سے کھایا جائے یا حرص و مقابلہ کی نیت سے کھایا جائے یہ سب انسانیت کے دشمن شیطانی دھوکے، کہلاتے ہیں۔ ہمارے لئے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہی بہتر ہے۔ کہ اگر زیادہ ہی کھانا مقصود ہو تو تہائی پیٹ کھانے کے لئے، تہائی پیٹ پانی کے لئے، اور تہائی پیٹ سانس کے لئے ـــــــــــــــــــــــــــ

اسقدر کھانا برا ہے جس سے بیماری لگے
اسقدر فاقہ بُرا ہے جس سے کمزوری بڑھے

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام فرمودات پر عمل زندگی کے ہر شعبے میں ہمارے لئے پناہ گاہ ہے۔ لہٰذا ضروری ہے ـــــ اور یوں بھی کہ

نہیں آئیں جو بھیڑیں گلہ بانوں کی پناہوں میں
سحر کو ہڈیاں اُن کی مِلا کرتی ہیں راہوں میں

جسم وصحت کی محافظت

کھانا جب ہی کھایا جائے جب بھوک کی وجہ سے کھانے کی خواہش ہو ـــ کہ ایسی حالت میں جو بھی کھایا جائیگا جلد مضم ہوگا ـــــ اور کھانا توانائی بھی لائے گا ـــــ خوش دلی سے کھانا صحت و خوبصورتی میں اضافہ لاتا ہے۔ بشرطِ کہ اتنا کھایا جائے کہ کچھ بھوک باقی رہے اور ہر کھانا اپنے صحیح وقت پر کھایا

جائے ۔۔۔ بھوک میں اَدھ پکا کھانا بھی لذیز لگتا ہے ۔۔۔ اور خوب پیٹ بھر کھانے سے لذیز اور قیمتی کھانے میں بھی عیب و نقص نظر آتے ہیں ۔۔۔ ایسے ہی موقعہ پر یہ محاورہ بولا جاتا ہے کہ "یہ سب پیٹ بھرے کی باتیں ہیں" ۔۔۔

نعمت ہوئی سوا تو ہوئی شکر میں کمی
مقدار جتنی بڑھ گئی، قدر اتنی گھٹ گئی!

حدیث :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "اے لوگو! رات کو کھانا کھایا کرو کہ رات کا کھانا ترک کرنے سے بڑھاپا لاتا ہے"۔ یعنی رات کو خواہ تھوڑا ہی کھایا جائے۔ کھاؤ ضرور ۔۔۔ شب کو نہ کھانے کی عادت اچھی نہیں۔

حدیث :۔ بستان میں حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا۔ جو شخص بدن اور صحت کی محافظت کا خواہشمند ہو اُسے چاہیئے کہ صبح کے وقت کھایا کرے اور عشاء کے وقت کھایا کرے ۔۔۔ اور خود کو قرض سے آزاد رکھے ۔۔۔ اور ننگے پاؤں نہ پھرا کرے ۔۔۔ اور عورت سے مُجامعت کم کیا کرے"۔

تکلّف کرنا جائز و ناجائز

- جب کوئی شخص مُلاقات کو آئے تو جو کچھ حاضر ہو اُس کے سامنے لا کر رکھ دے۔ اگر اپنے اہل و عیال کی ضرورت کے مطابق ہو تو کچھ تکلف نہ کرے۔ بلکہ اسے عیال کے لئے رکھ چھوڑے۔
- ایک شخص نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کی دعوت کی آپ نے فرمایا، تین شرائط سے تیرے گھر آؤں گا ایک یہ کہ بازار سے کچھ نہ لائے دوسری یہ کہ جو کچھ گھر میں ہو اُس میں سے کچھ (اس کو حقیر جان کر) پھیر نہ لے جا۔ تیسری یہ کہ اپنے اہل و عیال کا پورا حصّہ بچا۔
- حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا ہے، لوگ جو ایک دوسرے سے چھوٹ گئے ہیں تکلّف کے سبب چھوٹ گئے ہیں ــــ اگر درمیان سے تکلّف اُٹھ جائے تو بے دھڑک ایک دوسرے سے مل سکتا ہے۔
- ایک دوست نے ایک بزرگ سے تکلّف کیا انہوں نے فرمایا تم جب اکیلے ہوتے ہو تو ایسا نہیں کھاتے اور میں بھی اکیلے میں ایسا نہیں کھاتا۔ تو جب ہم اور تم اکٹھے ہوں تو یہ تکلّف کرنا کیوں چاہیئے؟ یا تم تکلّف ختم کر دو یا میں آنا موقوف کر دوں۔
- حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کہتے ہیں۔ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے ہمیں فرمایا ہے کہ تکلّف نہ کرنا ــــ اور جو کچھ حاضر ہو اس سے بھی دریغ نہ کرنا۔
- صحابہ رِضوانُ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین روٹی کا ٹکڑا اور خُشک چھوہارے ایک دوسرے کے سامنے لاتے اور فرماتے ہم نہیں جانتے کہ وہ

شخص بڑا گنہگار ہے جو ماحضر کو ناچیز جان کر سامنے نہ لائے
یا وہ شخص جس کے سامنے حاضر کریں اور وہ اُسے حقیر جانے۔

◎ حضرت یونس علیہ السّلام روٹی کا ٹکڑا اور جو ترکاری ہوتے دہی دوستوں کے سامنے رکھتے۔ اور فرماتے اگر حق سُبحانہٗ وتعالیٰ تکلّف کرنے والوں پر لعنت نہ کرتا تو میں تکلّف کرتا۔

◎ جب مہمان خاطرداری میں دو چیزوں کا اختیار دے تو میزبان آسان چیز اختیار کرے۔ (یعنی پریشانی میں مبتلا نہ ہو) اسلیے کہ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم بھی ہر کام میں ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

(امام غزالی کیمیائے سعادت)

تکلّف میں اِفراط و تفریط

اِس مضمون میں بتانا یہ مقصود ہے کہ کوئی شخص بھوک کی خواہش ہونے پر بھی تکلّف سے کام لے یہ تکلّف بُرا ہے۔ اِسی طرح کسی سے اِتنا بے تکلّف بھی نہ ہو جائے کہ اپنی دعوت اُس پر زبردستی مُسلط کرے۔ شریعتِ مطہرہ کی رُو سے یہ دونوں طریقے غلط ہیں۔ قارئین! پہلے تکلّف میں تفریط (حد سے گھٹنا) مُلاحظہ فرمائیں۔

اِفراط کسی پر اپنی دعوت زبردستی مُسلّط کرنے کے بھی عجیب عجیب فن، گر، طریقے ایجاد ہو گئے ہیں۔ یہ طریقے کالج یا صِرف یونیورسٹی کی تربیت گاہوں سے ہی نہیں حاصل ہوتے، بلکہ غیر مہذب صُحبت سے بھی حاصل ہوتے ہیں۔ ایسے زبردستی کے مہمانوں کو اگر ایسے ہی میزبانوں سے سابقہ پڑ جائے تو پھر وہ منظر دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک مکالمہ ظریفانہ طبیعتوں کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

احمد یار خاں نے غلام اللہ خان سے کہا۔ آئیے چائے پیجیۓ۔

✿ غلامُ اللہ خاں نے کہا۔ چائے کھانے کے بعد ہی پیتا ہوں۔

احمد یار خاں نے کہا کھانا بھی کھائیے گا۔ فرمائیے کیا کھانا پسند فرمائیں گے۔

غلام اللہ خاں نے کہا۔ چرغہ، تکّہ اور کچھ کباب بھی کھا ہی لیں گے۔ اور درمیان کھانے کے اگر فرج یا برف کا پانی نہ ہو تو لیمن کی ٹھنڈی بوتلیں ہی پی لیں گے۔

احمد یار خاں نے دریافت کیا۔ فرمائیے تکّہ کباب میں گوشت بڑے کا پسند فرمائیں گے یا چھوٹے کا ــــــ؟

غلام اللہ خاں نے کہا۔ گوشت بکرے کا نہ ہو تو ہرن، مرغے یا تیتر کا ہی سہی۔

احمد یار خاں نے دریافت کیا۔ یہ بھی فرمائیں کہ اسٹیل کے برتنوں میں تناول فرمائیں گے یا خاص کے برتنوں میں ــــــ؟

غلام اللہ خاں نے کہا۔ میں سچّی چینی کے ہی برتنوں میں کھاتا ہوں۔

احمد یار خاں نے دریافت کیا۔ تو یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ برتن سادہ ہوں یا پھولدار ــــــ؟

غلام اللہ خاں نے کہا۔ پھولدار میں ہی کھائیں گے۔

احمد یار خاں نے کہا برتن پاکستانی ہوں یا ولایتی ــــــ؟

غلام اللہ خاں نے کہا۔ ولایتی برتنوں میں نفاست ہوتی ہے اس وجہ سے میں ولایتی برتنوں میں ہی کھاتا ہوں۔

احمد یار خاں نے کہا۔ ولایتی برتن تو نہیں ہیں، اور میں مہمان کی پسند کے خلاف کوئی کام کرتا نہیں ــــــ

اے ذوق تکلّف بھی شرافت کا نشاں ہے
وہ لوگ بُرے ہیں جو تکلّف نہیں کرتے

قارئین! آپ نے مطالعہ فرمایا کہ ایسی بے تکلفی بھی نہیں کرنی چاہئیے جیسا کہ مکالمے سے ظاہر ہے۔ اور نہ بھوک ہوتے ہوئے تکلف سے کام لینا چاہئیے۔

تفریط بعض حضرات سے کھانے کو دریافت کیا جاتا ہے تو فرماتے ہیں کہ بسم اللہ پڑھو۔ خیال رہے! جواب میں بسم اللہ پڑھو کہنے سے علمائے کرام منع فرماتے ہیں۔ اور اگر کھانا مقصود نہ ہو تو جواب میں برکت کی دُعا، یا صاف اِنکار کا جملہ کہنے کی تاکید فرماتے ہیں۔

آج کے دور میں جب کہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرنا اکثر کے علم میں نہیں اور اگر علم ہو بھی تو عمل نہیں ہے۔ اور کچھ بھول کا بھی دخل ہے۔ جسکی وجہ سے کھانے سے قبل بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی۔ لہٰذا آج کے حالات میں جواب میں بسم اللہ پڑھو کہنا مناسب ہے کہ جو حضرات بسم اللہ پڑھنا بھول گئے ہوں گے اُن کے یاد دلانے سے وہ بھی بسم اللہ پڑھ لیں گے۔ مگر علماء کا فرمان اپنی جگہ وزن رکھتا ہے کہ جواب میں منع صاف لفظوں میں ہی ہونا چاہئیے۔ اور ایسا بھی نہ ہو کہ کھانے کی خواہش ہوتے ہوئے بھی کہے کہ ابھی کھا کر آیا ہوں۔ یا پیٹ بھرا ہوا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بھوک اور جھوٹ یکجا نہ کرو۔ **حدیث**:۔ ابنِ ماجہ نے اسما بنتِ یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ "کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا حاضر لایا گیا حضور علیہ السلام نے ہم پر پیش فرمایا۔ ہم نے کہا ہمیں خواہش نہیں ہے۔ فرمایا بھوک اور جھوٹ دونوں چیزوں کو ایک جگہ جمع نہ کرو"۔

یعنی بھوک کے وقت کوئی کھانا کھلائے تو کھالے۔ یہ نہ کہے ابھی بھوک نہیں ہے۔ کہ کھانا بھی نہ کھانا اور جھوٹ بھی بولنا، دنیا اور آخرت دونوں کا خسارہ ہے۔ بعض تکلف کرنے والے ایسا بھی کیا کرتے ہیں۔

حدیثِ پاک پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ دنیا میں بعض مرتبہ یہ نکلتا ہے کہ جھوٹ بولنے کے سبب ایک دو وقت مزید فاقے کا بھی سابقہ پڑتا ہے پھر ضمیر جھوٹ پر ملامت کرتا ہے۔ کہ فلاں شخص نے کھانے پر بہت اصرار کیا اور میں نے جھوٹ بول دیا کہ پیٹ بھرا ہوا ہے۔ اور اگر میں اس وقت کھانا کھالیتا

تو اِس وقت اِتنا ضعف، نقاہت اور کمزوری جسم میں پیدا نہ ہوتی ______

اے ذوقِ تکلّف میں ہے تکلیف سراسر
وہ لوگ ہیں اچھے جو تکلّف نہیں کرتے

کربلا میں جھاڑو

حکایت:۔ دعوت ہیں، گورنر، وزیر، کمشنر، حاکم، اسی طرح عالم، پیر، یا بزرگ کے ہمراہ بعض ندیدے بھی ساتھ ہو لیتے ہیں۔ یہ ندیدے یہ بھی خبر رکھتے ہیں کہ کس کی دعوت کہاں اور کب ہوگی۔ ایسے ندیدے ہر ملک، ہر شہر میں جانے پہچانے جاتے ہیں۔ اِن مخصوص ہستیوں سے لوگ بخوبی واقف بھی ہوتے ہیں۔ اِن میں تو بعض میزبان پر دھونس، رعب ڈالنے اور طرح طرح کی فرمائش کرنے کا بھی فن رکھتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ایسے فنکار میزبان پر ساری محفل سے زیادہ بھاری یعنی گراں گزرتے ہیں۔ گویا اِن کو کھلا کر فارغ ہو گئے تو تمام محفل کو کھلا کر فارغ ہو گئے۔ چنانچہ یہاں ایک شرمندہ ندیدے کا واقعہ پیشِ خدمت ہے۔ کہ جب وہ صاحب علماء و مشائخ کے ہمراہ مہمان خانے میں داخل ہو گئے۔ تو دسترخوان سے الگ رہے۔ میزبان نے کئی اقسام کے کھانے چنے۔ اتنے کھانوں سے تھوڑا تھوڑا ہی کھایا جاتا ہے۔ لہٰذا جس کھانے سے مہمان ہاتھ اُٹھاتا اور دوسرے کھانے میں مشغول ہوتا تو وہ زبردستی کے ندیدے مہمان صاحب پس خوردہ کھانے یعنی بچے ہوئے کھانے کو مکّہ مدینہ میں جھاڑو لگادوں کہہ کر کھانے میں مشغول ہو جاتے اِس طرح تمام اقسام کے کھانے تمام حضرات کے آگے سے صاف کرتے۔ جس میزبان نے تمام ہی کھانے اپنے معزز مہمانوں کی دلجوئی کی خاطر اُن کے سامنے رکھے تھے اور اپنے گھر کے افراد کیواسطے یہ نیت کی کہ جو کچھ مہمانوں سے بچے گا وہ گھر والے کھائیں گے۔ تو ظاہر ہے کہ زبردستی کے مہمان کی یہ حرکت اُس میزبان پر گراں گزرے گی۔ چنانچہ ایسے ہی موقعہ پر میزبان نے ان سے پلیٹ صاف کرنے پر دریافت کیا کہ یہ کیا کر رہے ہو۔ تو وہ صاحب فرمانے لگے کہ یہ مکّہ میں جھاڑو لگا رہا ہوں۔ پھر دوسرے

برتن کی صفائی پر دریافت کیا تو فرمایا کہ مسجدِ نبوی میں جھاڑو دے رہا ہوں۔ اسی طرح مختلف مقامات کے نام لیتے رہے۔ میزبان نے جب دیکھا کہ گھر والوں کیواسطے کچھ نہیں چھوڑا تو جل کر نمک کی پلیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے میزبان نے کہا کہ لیجئے کربلا میں بھی جھاڑو لگا دیجئے۔ اس طرح آئندہ جھاڑو دینے کا سلسلہ بند ہوا۔

حدیث :- صحیح بخاری و مسلم میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری جن کی کنیت ابو شعیب تھی انہوں نے اپنے غلام سے کہا کہ اتنا کھانا پکاؤ جو پانچ شخصوں کو کفایت کرے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مع چار اصحاب کے دعوت کروں گا۔ تھوڑا سا کھانا تیار کیا اور حضور علیہ السلام کو بلانے آئے۔ ایک صحابی حضور کے ساتھ ہو لئے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابو شعیب! ہمارے ساتھ یہ شخص چلا آیا اگر تم چاہو اسے اجازت دو اور چاہو تو نہ اجازت دو۔ انہوں نے عرض کی میں نے ان کو اجازت دی:

اسی طرح اور نہ ایسا بے تکلف ہو جائے کہ محفل میں کوئی شے کھانے کی پلیٹ میں یا کاغذ وغیرہ کا منہ کھلا تھیلا میزبان ہر شخص کے آگے اس لئے بڑھاتا ہے کہ ہر ہر شخص تھوڑی چیز اس میں سے کھانے کے لئے لے۔ تو اب ایسے حضرات کی کثرت پیدا ہوتی جا رہی ہے کہ برائے تکلف پہلی بار مہمان کہتا ہے کہ آپ کھائیے۔ جب میزبان کہتا ہے کہ آپ کچھ تو لیں۔ تب مہمان وہ پلیٹ یا تھیلا ہاتھ میں لے کر خود ہی کھانے لگتا ہے۔ اور پوری محفل اس کا منہ تکتی رہ جاتی ہے۔ یہ عمل اکثر وہ حضرات کرتے ہیں جو پہلی بار کے ملاقاتی ہوں۔ اور دکان پر گاہک کی حیثیت سے ہوں، یا کسی محفل میں کسی کے ساتھ آئے ہوں۔ بہر حال جو صاحب بھی دانستہ یا نادانستہ ایسا کریں کسی طور بھی مناسب نہیں:

اور یہ کہ جس طرح کسی بیوہ خاتون سے دوسری شادی کی جائے اور اس کے ساتھ پچھلے شوہر سے کوئی بچہ بھی ساتھ آئے اس کو حقارت سے دیکھا جاتا ہے یا کم از کم اتنا ضرور ہوتا ہے کہ سسرال والے وہ عزت نہیں دیتے جو بعد کے پیدا

ہونے والے بچے کو دیتے ہیں۔ اسی طرح کبھی لحاظ، مروت میں دوست! دوست کے گھر والوں کی بھی دعوت کرتا ہے۔ تب اس کے ساتھ اگرچہ ایک اس کا چھوٹا بھائی کھانے کی محفل میں جائے۔ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی برتاؤ ہوگا۔ کہ حقارت کی نظریں اُس کا پیچھا کریں گیں۔ اور ایک کا جانا سارے گھر کی دعوت شمار ہوگی ـــــــ

لہٰذا گھر کے سربراہ کو چاہیئے کہ اپنے اسی لڑکے کو اُس محفل میں جانے دے جو صاحبِ محفل کا دوست ہو۔ دوسرے بچّوں کو نہ جانے دے۔ اور اگر بھیجنا مقصود ہو تب دیگر افراد کے ساتھ صاحبِ محفل کو دینے کی غرض سے کوئی تحفہ ضرور ساتھ کرے۔

ارشاداتِ صوفیہ

زندگی کو برقرار رکھنے کیلئے کھانا، پینا ضروری ہے ــــ لیکن شرط یہ ہے کہ اُس میں مُبالغہ نہ کرے۔ اور دن رات اِسی فکر میں سرگرداں نہ رہے ـــــ سالک کیلئے زیادہ کھانے سے زیادہ کوئی چیز مُضر نہیں۔

ایک دن لوگوں نے حضرت سُلطانُ العارفین سرکار **بایزید** بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ بھُوکے کی اتنی تعریف کیوں کرتے ہیں ـــــ؟ ـــ تو انہوں نے فرمایا ـ اس لئے کہ فرعون بھوکا ہوتا تو کبھی اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا نعرہ نہ لگاتا ـــــــ اور اگر قارون بھُوکا ہوتا تو ہرگز باغی نہ ہوتا ـــــــ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں زیادہ کھانے کی مذمّت فرمائی ہے، اور اسے کفّار کا عمل بتایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًی لَّھُمْ ـ کفار دُنیا سے فائدہ اٹھاکر اسطرح کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھاتے ہیں۔ اور آگ اُنکا ٹھکانہ ہے۔ (سُورۃ محمد آیت نمبر ۱۲)

کھانا کھانے کا ادب یہ ہے کہ جب کھائے تو تنہا نہ کھائے ــــ بلکہ اپنے کھانے میں ایثار کرے ـــــ اور دوسرے بھائی کو اُس میں شریک کرے ـــــ دسترخوان پر بیٹھے تو پہلے بِسمِ اللہ کہے ــــ اور دسترخوان پر کوئی ایسی چیز نہ کھائے اور نہ رکھے جسے دیکھ کر ساتھی کراہت کریں ـــــ اور لقمہ شروع نمکین چیز سے کرے ـــــ اور اپنے ساتھی کے ساتھ انصاف کرے ـــــ یعنی یہ کوشش نہ کرے کہ ساری اچھّی اچھّی چیزیں میں کھا جاؤں۔ اور میرا ساتھی محروم رہ جائے ـــــــ

لوگوں نے ایک مرتبہ حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ــــ
اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ سورۃ نحل آیت نمبر ۹۰ ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ عدل و احسان کرنیکا حکم دیتا ہے
کا مفہوم دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ عدل یہ ہے کہ اپنے رفیق کے لقمے میں رفیق سے انصاف کرے ــــ اور احسان یہ ہے کہ لقمہ میں رفیق کا زیادہ حق سمجھے ــــ

حضرت **داتا** گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میرے شیخ! (حضرت ابو الفضل الختلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے مجھ سے فرمایا کہ میں اس مدعی پر تعجب کرتا ہوں جو کہے کہ میں تارک الدنیا ہوں، اور لقمہ کی فکر میں رہے ــــ اور فرمایا کہ اپنا کھانا کھائے اور دوسرے کے لقمے پر نظر نہ کرے ــــ کھانے کے دوران زیادہ پانی نہ پیئے ــــ البتہ جب پوری پیاس لگ رہی ہو تو مضائقہ نہیں ــــ کھانہ کھائے تو کم کھائے ــــ خوب چبا کر کھائے جلدی نہ کرے ــــ ورنہ بدہضمی کا اندیشہ ہے ــــ جب کھانے سے فارغ ہو تو ہاتھ دھوئے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے۔

صوفیہ کو چاہیئے!

صوفیہ کو چاہیئے کہ درویش کی دعوت رد نہ کریں ــــ اور دنیادار کی دعوت قبول نہ کریں ــــ نہ ان کے گھر جائیں ــــ نہ اُن سے کچھ مانگیں ــــ کہ ایسا کرنے سے فقر رسوا ہوتا ہے ــــ اور اہلِ طریقت کی اس میں توہین ہے ــــ کیونکہ دنیادار محرم نہیں ہیں ــــ ایسا شخص! جو فقر کو غنا سے افضل سمجھتا ہو دنیادار نہیں ہے چاہے وہ بادشاہ کیوں نہ ہو ــــ اور جو فقر کی عظمت کا منکر ہو وہ دنیادار ہے چاہے بظاہر وہ ننگا بھوکا ہو ــــ کھانے کا ایک **ادب** یہ ہے کہ جب دعوت میں جائے تو کھانے ــــ **یا** ــــ نہ کھانے میں **تکلف** نہ کرے ــــ دعوت میں یہ بات ضرور ملحوظ رکھ کر محرم (عزیز دوست) کے ہاں دعوت میں جائے ــــ اور اپنے ساتھیوں کو بھی لے جائے اگر اُن کو مدعو کیا جائے۔ اور یہ بھی لحاظ چاہیئے کہ جو محرم طریق (ہم مسلک، ہم خیال) نہ ہوں ــــ اُن کے گھر دعوت میں شریک نہیں ہونا چاہیئے ــــ

ــــ ماہنامہ فیض الرسول بھارت جولائی ۱۹۸۸ء

سُنّتوں پر عمل کیوں ضروری ہے؟

جسطرح کہ ہمارے جسم کو نورِ نظر کی ضرورت ہے۔ اندھا انسان گویا مجبورِ محض ہے۔ پھر نورِ نظر نور ہونے کے باوجود ایک دوسری خارجی روشنی کا حاجتمند ہے کہ ہماری آنکھ اندھیرے میں کام نہیں کرسکتی۔ غرضیکہ اندرونی اور بیرونی ۲ دو نور ملکر ہماری حاجت پوری کرتے ہیں اور اس دُنیا کی چیزیں دکھاتے ہیں۔ اسی طرح ہماری رُوح و قلب کو نورِ عقل کی ضرورت ہے۔ دیوانہ و پاگل آدمی اپنی کسی قوت سے صحیح کام نہیں لے سکتا۔ پھر نورِ عقل اگرچہ نور ہے لیکن اسکیلئے بھی نورِ نبوّت از بس ضروری ہے بے نورِ نبوّت انسانی عقل باعثِ کفر و طغیان ہے۔ انسان عقل سے مشین، انجن، بجلی بنا سکتا ہے ہوا و پانی پر راج اور قبضہ کرسکتا ہے۔ مگر ایمان و عرفان تیار نہیں کرسکتا۔ اگر ایمان کیلئے محض عقلِ انسانی کافی ہوتی تو عُقلا یونان میں کوئی بے دین نہ ہوتا۔ مولانا روم فرماتے ہیں ــــــــــــ

چند خوانی حکمت یونانیاں　　　حکمت ایمانیاں راہم بخواں

لہٰذا ضروری ہے کہ عاقل اسلامی اور ایمانی باتوں میں اپنی عقل پر اعتماد نہ کرے بلکہ بارگاہِ انبیاء و اولیاء میں اپنی ناقص و ناکارہ عقل بالائے طاق رکھ کر طفلِ مکتب بنکر حاضر ہو تاکہ وہاں کا فیض پاسکے دیکھ ڈول کوئیں سے پانی لاتا ہی جو خالی ہو کر جاتا ہے عقل قرباں کُن بہ پیشِ مصطفٰے۔ یہ طریقہ نہایت ہی بہتر اور سہل تھا اور ہے۔ اِس پر صحابہ کرام اور بزرگانِ دین عامل رہے جس سے انہوں نے بارگاہِ مصطفوی سے جو فیوض و برکات حاصل کئے وہ دُنیا کو معلوم ہے۔ لیکن موجودہ زمانہ کے مُسلمان اپنی عقل و دانش پر ایسے نازاں ہوئے کہ ہر دینی حکم میں عقل کو دخل دینے لگے۔ کہ جو عقل میں آجائے وہ ٹھیک ورنہ اس میں تامل ہے چاہیئے تو تھا کہ اگر کسی دینی حکم کی حکمت عقل سے سمجھ میں آجاتی تو خدا کا شکر کرتے اگر سمجھ میں نہ آتی تو بلا چون و چرا قبول کرتے اور یہی اسلام کے معنی ہیں۔ مگر افسوس ایسا نہیں ہو رہا ہے ــــــــ ماخوذ حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی

مجھے خیال پیدا ہوا کہ بقدر وسعت کھانا کھانے کی سُنتوں کی مختصر تشریح اور عقلی حکمتیں بیان کروں تاکہ مخلصین کو سرور ہو اور مخالف قبول کرنے پر مجبور ہو۔ اللہ تعالیٰ حق بولنے حق ملنے کی توفیق دے اور میری اس ناچیز خدمت کو قبول فرما کر اسے صدقہ جاریہ اور میرے گناہوں کا کفارہ بنائے۔ آمین ــــــــــ از: انیس احمد نوری سکھر

کھانے سے قبل دونوں ہاتھ گٹّوں تک دھونا

سُنّت ۱:- کھانے سے قبل اللہ تعالیٰ کے محبوبِ اعظم کو ہاتھوں کا دھونا بہت پسند ہے۔ اور یہ سابقہ رسُولوں کی سُنّت بھی ہے۔ **حدیث:** طبرانی ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے راوی کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا "کھانے سے قبل اور بعد میں وضو کرنا (ہاتھ منہ دھونا) محتاجی کو دور کرتا ہے اور یہ مُرسلین کی سُنّتوں میں سے ہے۔"

حدیث: ابنِ ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے کہ فرمایا "جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے گھر میں خیر زیادہ کرے تو جب کھانا حاضِر کیا جائے وضو کرے اور جب اٹھایا جائے اُسوقت وضو کرے۔" یعنی ہاتھ مُنہ دھولے۔

اگر وضو تھا یا ہاتھ دھلے ہوئے تھے تو خاص کھانے کے ارادہ سے دوبارہ ہاتھوں کو دھونا سُنّت ہے۔ اور اگر پہلے جو دھلے ہوئے تھے اس میں نماز وغیرہ کی نیّت کے علاوہ کھانے کی نیت بھی تھی تب ایسی صُورت میں دوبارہ ہاتھوں کو دھونے کی ضرورت نہیں اُسمیں ہاتھ دھونے اور مختلف نیّتوں کا جُدا جُدا ثواب اللہ ربُّ العزّت عنایت فرمائے گا۔ ہاتھوں کو دھونے کے بعد اگر ریاح خارج ہوا۔ ایسی حالت میں ہاتھ بے دھلے ہی ہوجاتے ہیں۔ یہ کھانے سے قبل یا کھانے کے دوران ہی نہیں بلکہ وضو غسل کے دوران بھی یہی مسئلہ ہے کہ طہارتِ اصغر جاتا رہتا ہے۔ یعنی غسل رہتا ہے اور وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ **سُنّت** یہ ہے کہ قبل طُعام اور بعد طُعام دونوں ہاتھ گٹّوں تک دُھوئے جائیں۔ بعض حضرات صِرف ایک ہاتھ یا فقط اُنگلیاں دھولیتے ہیں۔ بلکہ صرف چٹکی دھونے پر کفایت کرتے ہیں۔ اس سے سُنّت ادا نہیں ہوتی۔ "عالمگیری"۔

مستحب یہ ہے کہ ہاتھ دھوتے وقت خود اپنے ہاتھ سے پانی ڈالے دوسرے سے اس میں مدد نہ لے یعنی اس کا وہی حکم ہے جو وضو کا (عالمگیری)

حدیث:- مطالبُ المومنین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مروی

ہے کہ فرمایا۔ اگر کسی کو غسل (جنابت) کی حاجت ہو تو وہ کُلّی کئے بغیر کھانا نہ کھائے کہ اس میں محتاجی (فقر و فاقہ) کا اندیشہ ہے۔

کھانے سے قبل ہاتھ دھو کر نہ پونچھنا

سُنّت ٢:۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر نہ پونچھنا سُنّت ہے۔ کہ جس کپڑے سے ہاتھ پونچھے جائیں گے اُس کپڑے کو بھی اِسی پانی نے پاک کیا۔ اور وہ کپڑا اس ہاتھ کے پانی سے افضل نہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو جو کھانا کھانا ہے وہ بھی اِسی پانی سے تیار کیا پھر یہ کہ اِس پانی کو پینا بھی ہے۔ پھر ہاتھ کے پانی سے نفرت کیوں؟ حدیثِ پاک میں تر ہاتھ کو جھٹکنا شیطان کا پنکھا فرمایا ہے۔ یہ اعتراض کہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونا اور پھر ہاتھوں کا پونچھنا بھی سُنّت ہے آخر کیوں؟ تو عرض ہے کہ اُس کے بعد چونکہ کھانا پینا ختم اور پھر ممکن ہے کہ آنکھ وغیرہ میں خارش ہو اور اچانک ہاتھ آنکھ کو لگے جس سے تکلیف پہنچے۔ یا کپڑوں پر، کاغذ یا تحریر پر، آلودہ ہاتھ لگ کر نقصان پہنچائے۔

پرنسپل ڈگری کالج سکھر جناب پروفیسر ڈاکٹر **محمد مسعود احمد صاحب** فرماتے ہیں کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ تھی کہ کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے ـــــ کھانے سے قبل ہاتھ دھو کر نہ پونچھتے ـــــ اِس سُنّت کی حکمت ایک عزیز نے سمجھائی فرمایا کہ ایک سرجن ہاتھ دھو کر سیدھے آپریشن تھیٹر میں تشریف لے گئے، جب اُن سے پوچھا کہ ہاتھ دھو کر کیوں نہ پونچھے؟ ـــــ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہر چیز پر جراثیم موجود ہیں، تولئے پر بھی جراثیم ہوتے ہیں، اگر پونچھ لیتا تو عین ممکن تھا کہ جراثیم منتقل ہو کر میرے ہاتھ پر آتے اور پھر مریض کے زخم میں منتقل ہو جاتے ـــــ

حقیقت تو یہ ہے کہ فائدے میں وہی رہے جنہوں نے آنکھیں بند کر کے سُنّت پر عمل کیا جنہوں نے آنکھیں کھولیں اور عقل کو کام پر لگایا نقصان میں رہے، جو بات آنکھ والوں اور عقل والوں کو چودہ سو برس بعد سمجھ میں آئی وہی بات دِل والوں کو اُسی وقت سمجھ میں آگئی تھی۔

۔۔۔۔ علامہ اقبال نے کیسی دل لگتی بات کہہ دی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انسانی مسائل کو بہت ہی مختصر کر دیا"۔۔۔۔ یعنی جو بات صدیوں میں سمجھ میں آسکتی تھی، منٹوں سکنڈوں میں سمجھا دی ۔۔۔۔ اسی لئے تو بزرگ کہتے تھے کہ شرعی معاملات میں عقل کو کام میں نہ لاؤ، دل کو کام میں لاؤ۔۔۔ اس کا مقصد یہ نہ تھا کہ بات عقل کے مطابق نہیں ۔۔۔۔ بلکہ مقصد یہ تھا کہ عقل سے سمجھنے میں وقت اور دولت دونوں کا ضیاع ہے اور اس مختصر زندگی میں یہ ضیاع نہایت نامعقول بات ہے ۔۔۔۔ کھانے کے آداب میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا، ۔۔۔۔

فَسَمِّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ مِمَّا یَلِیْکَ ۔۔۔۔ بسم اللہ پڑھو اور جو کچھ سامنے رکھا ہوا ہو اس کو داہنے ہاتھ سے کھاؤ ۔۔۔۔

تہذیبِ جدید میں اس سُنّت کا کیسے مذاق اڑایا جا رہا ہے ؟

اغیار نہیں ہم خود مجرم ہیں ۔۔۔۔ کیسی بسم اللہ؟ کس کی بسم اللہ! ۔۔۔۔ بیٹھے بیٹھے کھڑے ہو گئے ۔۔۔۔ اور اس پر فخر محسوس کرتے ہیں ۔۔۔۔ اور کھڑے ہو کر چلتے پھرتے کھاتے پیتے ہیں، کس کا داہنا ہاتھ اور کیسا داہنا ہاتھ؟ ۔۔۔۔ اپنے آگے سے؟ ۔۔۔۔ سب کے آگے سے ۔۔۔۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

سُنّت ۳ :۔ دعوت میں کھانے سے قبل جوانوں کے پہلے ہاتھ دھلانا۔
سُنّت ۴ :۔ دعوت میں کھانے کے بعد بوڑھوں کے پہلے ہاتھ دھلائے جائیں۔

ضروری وضاحت :۔ انشاءاللہ تعالیٰ دعوت کے احکام سُنّت نمبر ۲۹ ۔ ۳۰ ۔ اور سُنّت ۳۱ میں بیان ہوں گے۔

کھانا کھانے سے قبل پہلے جوانوں کے ہاتھ اور ان کے بعد بوڑھوں، بزرگوں، عُلماء، مشائخ کے ہاتھ دھلانے میں ممکن ہے یہ حکمت ہو کہ جوان! مہمان خانہ میں بزرگوں کا انتظار کر کے ثواب حاصل کریں، اور بزرگوں کو انتظار نہ کرنے دینے پر مزید ثواب، و نیز جب بزرگ کھانا کھانے کی ابتداء کریں تب ہی جوان کھانا شروع کر کے مزید در مزید ثواب حاصل کریں۔

اور اسی طرح کھانا کھانے کے بعد پہلے بزرگوں کے ہاتھ دھلانے میں ممکن ہے

یہ حکمت ہو کہ بزرگ حضرات اطمینان سے کھاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ تقریباً آخر میں ہی کھا کر فارغ ہوں گے۔ ان کا ساتھ دینے کی غرض سے دیگر حضرات بھی کچھ نہ کچھ کھاتے رہیں۔ اور اگر کچھ نہ بھی کھائیں صرف بزرگوں کے کھانے سے فراغت کے انتظار میں بیٹھنا گویا اس حدیث پاک پر ہی عمل کرنا ہے۔ **حدیث:۔** ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "کھانے پر سے اٹھنے کی ممانعت کی ہے۔ جب تک کھانا اُٹھا نہ لیا جائے"۔ اسی طرح دیگر احادیث سے بھی پہلے اُٹھنے کی ممانعت ملتی ہے۔ اور اگر کھانا کھانے کے بعد پہلے جوانوں کے ہاتھ دُھلائے جائیں یا جوان! بزرگوں کے اُٹھنے کا انتظار کئے بغیر ہی اُٹھ جائیں تب بزرگ کھاتے ہوئے خفت و شرمندگی محسوس کریں گے۔ یا خفت سے بچنے کی غرض سے بزرگوں کو بھوکے پیٹ ہی کھانے سے اُٹھنا پڑے۔ لہٰذا بزرگوں کے پہلے ہاتھ دھلانے میں ممکن ہے یہ بھید، یہ راز ہو کہ جب تک بزرگوں کے ہاتھ نہ دھل جائیں۔ تب تک بزرگوں کا ساتھ دینے کی غرض سے دوسرے حضرات چاہے کچھ کھا کر یا انتظار کر کے ثواب کمائیں۔

بیٹھ کر کھانا کھانا

سُنّت ٥:۔ کھانے کے واسطے جوتے اُتار کر بیٹھنا۔ **حدیث:۔** حاکم نے ابو عبس بن جبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ ارشاد فرمایا کھانے کے وقت جوتے اُتار لو کہ یہ سُنّتِ جمیلہ (اچھا طریقہ) ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت میں ہے کہ کھانا رکھا جائے تو جوتے اُتار لو کہ اس میں تمہارے پاؤں کیلئے راحت ہے۔

کھانا کھانے کے لئے بیٹھنے کے تین طریقے ہیں۔ ان میں سے کسی بھی طریقے پر بیٹھا جا سکتا ہے۔ (١) سرین پر بیٹھے۔ یعنی چار زانو یا جس طرح پیڑی یا پٹڑی پر بیٹھا جاتا ہے۔ (٢) دونوں گھٹنے کھڑے رکھیں۔ کہ تھوڑا کھانا کفایت کرے۔ (٣) بایاں پاؤں بچھا کر دایاں پیر کھڑا کر کے بیٹھا جائے۔ یاد رہے کہ بایاں ہاتھ زمین پر ٹیک کر یا گم تکیہ وغیرہ سے ٹیک لگا کر بغیر عذر مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت)

اچھی طرح داہنا زانو اٹھا کر بائیں پسلی دبا کر بیٹھے تکیہ لگا کر نہ کھائے اس لئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔ کہ میں بندہ ہوں اور بندوں کی طرح بیٹھتا اور بندوں کے طریقوں سے کھاتا ہوں۔

اور یہ کہ جب تک بھوک نہ ہو کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔ کھانے سے پہلے جو چیزیں سُنّت ہیں اُن میں سے بہترین سُنّت بھوک ہے۔ اس لئے کہ بھوک سے پہلے کھانا مکروہ بھی ہے۔ اور مذموم بھی۔ جو کوئی کھانا شروع کرتے وقت بھی بھوکا ہو اور کھانے سے ہاتھ کھینچتے وقت بھی بھوکا رہتا ہو وہ ہرگز طبیب کا محتاج نہ ہو گا۔ (امام غزالی)

کرسی پر پیر لٹکا کر کھانا کھانا نصاریٰ یعنی عیسائیوں کا طریقہ۔ غرور کی علامت۔ اور بیماری کا سبب بھی ہے۔ اور مسلمان فرش وغیرہ پر بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ مسلمانوں کا ہر کام سلف صالحین کے طریقوں پر ہونا چاہیئے۔ نہ کہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے طریقہ پر۔ اگر کوئی عُذر، مجبوری ہے تب کرسی پر بغیر پاؤں لٹکائے یعنی چار زانو۔ یا سیدھا پیر لٹکا کر بایاں پیر بچھا کر یا بایاں لٹکا کر اور دایاں بچھا کر بیٹھے۔ البتہ اُس وقت بھی غرور، تکبر دل میں نہ آنے پائے۔ اور کمر کرسی سے ٹیک لگا کر بھی نہ کھائیں۔ اور دعوت میں اس کا خاص خیال رکھیں کہ کرسی پر ہرگز نہ کھائیں۔ ورنہ نئی نسل یا آپ سے چھوٹوں پر اس بدعملی سے بُرا اثر پڑیگا۔ اور اس غیر سُنّت عمل کو وہ بزرگوں کا عمل جانتے ہوئے خود بھی کریں گے۔ اور پھر وہ اپنے چھوٹوں کو بھی یہی عمل بزرگوں کا بتا کر ترغیب دیں گے۔

لٹکے ہوئے پیر کی ران پر دوسرا پیر رکھ کر بیٹھنا

جسطرح ٹیک لگا کر کھانا مکروہ ہے اسی طرح ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر کھانا نہ کھایا جائے۔ یہ جو عوام میں ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھنے کو حرام کہا جاتا ہے۔ ممکن ہو کہ غرور و تکبر رعونت کی وجہ سے حرام کہا جاتا ہو۔ دراصل غرور و تکبر رعونت حرام ہے، خواہ ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر ہو یا بغیر ٹانگ رکھے تکبر ہو۔ البتہ چار زانو بیٹھنے میں ایک پیر دوسرے پیر کی ران پر آجائے جسطرح مشائخِ عظام و علمائے کرام بعض وقت بیٹھتے ہیں مگر ان سے غرور کے برعکس عاجزی ظاہر ہوتی ہے حدیث پاک میں جو ٹانگ پر ٹانگ رکھنے کو منع کیا ہے۔ دراصل حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام اکثر تہبند استعمال فرماتے، چونکہ

لیٹے ہوئے ایک گھٹنا کھڑا کر کے اُس پر دوسرا پیر رکھنے سے پیشاب، پاخانے کے مقام سامنے والوں پر بے پردہ ہو جاتے ہیں۔ اور بالکل اسی طرح ایک ٹانگ لٹکا کر اور اُس کی ران پر دوسری ٹانگ کا پیر رکھ کر بیٹھنے سے بھی شرمگاہ کی بے پردگی ہوتی ہے۔ غرور و تکبّر کے علاوہ بے پردگی بھی جُدا حرام ہے۔ ممکن ہے اسی وجہ سے منع فرمایا ہو۔ لہٰذا تہبند باندھے بیٹھنے میں خاص کر ٹانگ پر ٹانگ رکھنے سے غرور اور عُریانی کا خیال رکھا جائے۔ خون کے دورے کو صحیح کرنے کی غرض سے آدھا جسم نیچے اور ٹانگیں اونچی کر کے لیٹنے یا لیٹے ہوئے ایک گھٹنا کھڑا کر کے دوسرا پیر گھٹنے پر رکھ کر لیٹنے میں حرج نہیں جب کہ تہبند پہنے نہ ہو۔ خود حضور علیہ السّلام سے دونوں ٹانگیں لیٹی ہوئی اس طرح کہ ایک پیر دوسرے پیر پر تھا ثابت ہے۔ (بخاری شریف میں ہے)

لیٹے ہوئے کھانا

اس طرح کھانا اور تو اور فیشن کے طور بھی دُرست نہیں کہ اگر کسی نے کھانے کی صلاح لی تب جوتے پہنے ہی آ ڈٹے، ترچھے پیر پھیلا کر نیم بیٹھے ہی کھانا شروع کر دینا، یا جوتے پہنے پہنے ایک کُہنی زمین پر ٹِکا کر ہتھیلی پر سر رکھ کر، ایک کروٹ سے لیٹے ہوئے کھانا۔ یہ شریعت، تہذیب، اور حکمت کے اصول سے بھی بہت خراب طریقہ ہے۔ گھر کے بڑوں کو چاہیئے کہ ایسی حرکات سے روکیں۔ ورنہ کچھ ہی عرصے بعد تنگدستی کے بحران سے بھی گزرنا ہوگا۔

البتہ بیماری، کمزوری کی حالت میں کوئی کمر کو سہارا دیکر بٹھائے اور پھر اُسی سہارے کی حالت میں کھِلایا، پلایا جائے۔ اور بعد کھانے، پینے کے کچھ دیر مزید بیٹھے رہنا ضروری ہے یہ احتیاط دوا پینے کے بعد بھی چاہیئے ورنہ قے ہونیکا احتمال یا دماغ کو کھایا، پیا چڑھنا ممکن ہے

بازار اور راہ چلتے کھانا

شریعتِ مطہرہ نے بازاروں میں کھانے کو مکروہ اور خلافِ تہذیب فرمایا ہے جس کی وجہ سے تیس چالیس سال قبل تک راہ چلتے اور بازاروں، دکانوں پر کھانے کو عام اسلامی بھائی بھی بہت بُرا سمجھا کرتے تھے۔ مگر اب سوائے عُلماءِ کرام، مشائخِ اہلسنّت کے یہ بُرائی۔ برائی میں شمار ہی نہیں کرتے۔ افسوس کہ انقلاب تہذیب نے ایسے کھاتے پھرنے کو اعلیٰ تہذیب کی علامت بنا دیا اور یہ کہ بدتہذیبی کو تہذیب کا نام دیدیا۔ **حدیث:** صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "کھڑے ہو کر ہر گز کوئی شخص پانی نہ پیئے اور جو بھُول کر ایسا کر گزرے وہ قے کر دے"۔ لہٰذا یاد رکھیں کہ بازاروں، اسٹیشن کے اسٹالوں پر چائے اور ریڑھے پر دہی بلّے، آلو چھولے، حلیم، خونچے پر گول گپّے "سونٹ کے پتاشے، لسّی، شربت، لیمن، جوس، یخنی، کھڑے کھڑے نہ کھانا پینا چاہیئے۔ اسی طرح انگور فالسے، گنڈیری، چنے، چلغوزے، ڈرائی فروٹ وغیرہ بھی راہ چلتے نہ کھانے چاہیئیں جس طرح ٹیک لگا کر کھانے سے حکیم بد ہضمی بیان کرتے ہیں اسی طرح سواری پر کھانے سے بد ہضمی ہوتی ہے۔ ع:-

بد ہضمی میں گرچہ ہے افاقہ
دواِک وقت کا کرلے تو فاقہ

مُسافرت، جنگ، جہاد، یا دیگر عجلت وغیرہ عُذروں کی وجہ سے اجازت ہے۔ مگر مُسافر کسی خاص جگہ بیٹھ کر کھائے۔ مقامی ہو یا مُسافر اگر کچھ آڑ کر کے، بیٹھ کر کھائے تو یہ اُس کے حق میں ہی بہتر ہے

نظرِ بد سے گریز بچنا ◆ تنہا آڑ سے کھانا پینا

اسی طرح دروازے میں بیٹھ کر نہ کھانا چاہیئے کہ نظرِ بد لگنے، برکات سے محرومی فاقہ، تنگدستی، بیماری کے بھی یہ اسباب ہیں۔ اسی طرح کھڑے ہو کر پانی پینا دردِ جگر کا مورث ہے۔ ننگے سر، یا میّت کے قریب بیٹھ کر کھانا، اندھیرے میں بغیر عُذر کھانا، چارپائی، بستر پر بغیر دسترخوان کے کھانا، اور چارپائی پر خود سرہانے بیٹھنا اور کھانا پائنتی رکھنا، خلافِ ادب، برکت سے محرومی اور تنگدستی کو دعوت دینا ہے۔

عُذر کی ایک قسم

عُذر اُسے کہتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السّلام نے ایک صحابی کو فرمایا کہ یہ صحابی تمہاری میزبانی میں دیتا ہوں۔ وہ صحابی خوش خوش مہمان کو جب گھر پر لائے تو معلوم ہوا کہ کھانا صرف ایک آدمی کے پیٹ کا ہے۔ پھر اُنہوں نے اس حکمتِ عملی سے کِھلایا کہ میزبانی کا حق شاید قیامت تک کوئی ادا کر سکے۔ کہ جب کھانا مہمان کے آگے رکھا گیا۔ اور اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی سُنّت۔ اور اخلاقاً، تہذیباً بھی مہمان کے ساتھ بیٹھنا ضروری۔ لہٰذا جب میزبان بھی ساتھ بیٹھا اور روٹی کی

طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اُس کی رفیقہ حیات نے چراغ گل کر دیا۔ میزبان صرف روٹی کی جانب ہاتھ بڑھاتا اور خالی ہاتھ مُنہ تک لیجاتا رہا، کھانا جب مہمان شکم سیر ہو کر کھا چکا تب چراغ بھی جلادیا گیا۔ غرضیکہ میزبان نے وہ تمام کام کیئے جس سے مہمان یہ سمجھے کہ حقیقت میں کھانا کھایا ہے۔ عُذر اور بھی ہو سکتے ہیں مثلاً کھاتے ہوئے بجلی چلی جانا۔ سحری کا وقت تنگ ہے اور روشنی وافر نہیں۔ دراصل اندھیرے میں کھانے والے کو معلوم نہیں ہو سکتا کہ کھانے میں حشراتُ الارض سے کھانا محفوظ ہے کہ نہیں۔ کبھی دودھ میں چھپکلی یا جس جگہ پر بچھوؤں کی کثرت ہوتی ہے وہاں کھانے میں بچھو یا دوسرے کیڑے کھانے کی شے میں موجود ہوں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ آمین۔

روٹی پر کوئی چیز نہ رکھنا

سُنّت ۶:۔ روٹی پر کوئی چیز نہ رکھنا۔ لہٰذا روٹی کا احترام ہم پر لازم ہے کہ اس پر برتن وغیرہ بھی نہ رکھیں۔ جس طرح اولاد کے حقوق والدین پر اور والدین کے حقوق اولاد پر حضور پُرنور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے اسی طرح روٹی کو حقیر جگہ پر نہ رکھا جائے۔ ریل اور بس کے سفر میں خصوصاً خود چارپائی پر سرہانے اور روٹی پائنتی کی طرف رکھنا احترام کے خلاف ہے۔ کھانے پینے کی چیز کو ٹھوکر مارنا گویا رزق کو ٹھکرانا ہی ہے۔ اور خود تنگی کو مُسلط کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں ہدایت عطا فرمائے جو حضرات معمولی مرچ، نمک تیز ہونے پر سالن روٹی بیوی یا بہن کے مُنہ پر مارتے ہیں۔ یا دُور پھینک دیتے ہیں۔ انہیں حرکات پر بند باندھنے کی غرض سے شریعت مطہرہ نے روٹی پر کوئی چیز رکھنے تک سے منع فرمادیا۔ کوئی چیز میں ہر شے آگئی۔ مگر آج کل نمک دانی چٹنی کی پیالی سالن کی پلیٹ وغیرہ رکھنا عادت میں داخل ہے۔ کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ کھانا سامنے رکھنے والا جب کھانا لاتا ہے تو روٹی پر سالن کی پلیٹ رکھ کر لاتا ہے، اور جب کھانے سے فراغت کے بعد برتن اٹھاتا ہے تب بھی پلیٹ یا دُوسری چیزوں کو روٹی پر رکھ کر لے جاتا ہے۔ یہ روٹی کی عظمت کے خلاف ہے۔ اور یہ عمل مکروہ بھی ہے۔ اور تنگی رزق کا سبب بھی چنانچہ اس کی اہمیت ہمارے دلوں میں بٹھانے کی خاطر ہمارے آقا ہمارے ہادی نے اللہ تعالیٰ کی عطا سے تمام کائینات کے مالک و مختار ہوتے ہوئے

ہماری تربیت

کی غرض سے عملی طور پر غلاموں کو دکھایا۔ **حدیث:۔** ابنِ ماجہ نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکان میں تشریف لائے روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا اس کو اٹھا کر پونچھا پھر کھالیا۔ اور فرمایا عائشہ اچھی چیز کا احترام کرو کہ یہ چیز (روزی) جب کسی قوم سے بھاگی ہے تو پھر لوٹ کر نہیں آئی" یعنی اگر ناشکری کی وجہ سے رزق چلا جاتا ہے تو پھر نہیں واپس آتا۔ غرض یہ کہ احترام ہر لحاظ سے کرنا ہمیں لازم ہے کہ روزی، روٹی کی بے قدری فاقہ تنگی رزق کا سبب بھی ہے۔

سونے چاندی کے برتن میں کھانا

حدیث:۔ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حریر اور دیباج نہ پہنو اور نہ سونے اور چاندی کے برتن میں پانی پیو اور نہ اُن کے برتن میں کھانا کھاؤ۔ کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لئے ہیں۔ اور تمھارے لئے آخرت میں ہیں۔ لہٰذا چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا جائز نہیں بلکہ ان دھاتوں کا کسی طرح بھی استعمال درست نہیں۔ جیسے سونے چاندی کا چمچہ یا ان کے بنے ہوئے خلال سے دانت صاف کرنا۔ گلاب پاش سے عرقِ گلاب چھڑکنا خاصدان سے پان کھانا۔ چاندی کی سلائی سے سُرمہ لگانا، چاندی کی پیالی میں تیل رکھ کر تیل استعمال کرنا۔ یہ سب حرام (درِ مختار۔ ردالمحتار) البتہ برتن پر سونے چاندی کا ملمع جائز (ہدایہ)۔

کھانے پینے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھنا

سنت ۷:۔ کھانے پینے سے پہلے بسم اللہ شریف کا پڑھنا۔ بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ **حدیث:۔** دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھائے پیئے تو یہ کہہ لے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔ پڑھ کر کھانا شروع کرے۔ پھر اس سے کوئی بیماری نہ ہوگی۔ اگرچہ اس میں زہر ہی ہو" چنانچہ اس حدیثِ پاک پر صحابہ کرام کو اتنا یقین تھا کہ۔ **حکایت:۔** حضرت خالد بن ولید رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کوئی شخص زہر لایا اور کہا کہ اگر آپ اس زہر کو پی کر صحیح سلامت رہیں تو ہم جان لیں گے کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ آپ نے بسم اللہ کہہ کر زہر پی لیا اور خدا کے فضل سے کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ شخص یہ دیکھ کر اسلام لے آیا۔

حکایت:۔ نقل ہے کہ ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک باندی نے اُن کو متعدد مرتبہ زہر پلایا لیکن زہر نے کچھ اثر نہ کیا۔ کچھ مدّت کے بعد اُس باندی نے اُن سے کہا۔ کہ میں نے آپ کو مدّت تک زہر پلایا مگر آپ پر اُس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ آخر اِس کی کیا وجہ ہے۔؟ انہوں نے پوچھا۔ تو نے مجھ کو زہر کیوں پلایا تھا۔؟ وہ بولی تم بوڑھے ہو گئے ہو اور مجھے بڈھیاں پسند نہیں آئیں۔ انہوں نے فرمایا۔ میری یہ عادت ہے کہ میں ہمیشہ کھانے پینے کی ہر چیز سے پہلے دعا کے کلمات پڑھتا ہوں۔" اور پھر اُس باندی کو آزاد کر دیا۔

حدیث:۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ حضورِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا جب کوئی شخص مکان میں آیا اور داخل ہوتے وقت اور کھانے کے وقت اُس نے بسم اللہ پڑھ لی تو شیطان اپنی ذرّیت سے کہتا ہے کہ اس گھر میں نہ تمہیں رہنا ملے گا نہ کھانا۔ اور اگر داخل ہوتے وقت بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے اب تمہیں رہنے کی جگہ مل گئی۔ اور اگر کھانے کے وقت بھی بسم اللہ نہ پڑھی تو کہتا ہے کہ رہنے کی جگہ بھی ملی اور کھانا بھی مِلا"۔

لہٰذا حدیث و حکایات کی منشاء مطلب سے یہ ظاہر ہوا کہ ہم جو کچھ بھی کھائیں پئیں اُس کے اوّل بسم اللہ شریف ضرور پڑھیں تاکہ ضرر نقصان سے محفوظ رہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے محبوب کی سُنّت جان کر کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کھانے کے اوّل بسم اللہ شریف پڑھتے تھے ہم اُن کے غلام ہیں، اُمّتی ہیں۔ اور یہ کہ خود بھی آقا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ کھانے پینے کے اوّل میں بسم اللہ پڑھا کرو۔ اُن کے ہر حکم پر اُمّتی کے لئے عمل کرنا لازم اور ضروری ہے۔ اس وجہ سے ہی اگر بسم اللہ پڑھی تو پھر مزید عظیم ثواب کی اُمید ہے۔

مندرجہ بالا دُعاء اگر یاد نہیں اور صرف بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھی، تب بھی فضیلت حاصل ہو گئی۔ اور اگر مندرجہ بالا دُعاء پڑھی تب انشاء اللہ تعالیٰ دوگناہ

ثواب پلئے۔ اگر کھانا کھانے کے اوّل بسم اللہ شریف پڑھنا بھول گئے اور درمیان کھانے کے یاد آیا تب اللہ تعالیٰ کے محبُوبِ اعظم نے اس کا کفّارہ یہ ارشاد فرمایا۔ **حدیث**:۔ ابوداؤد وَحاکم، وترمذی، میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مَروی ہے کہ حضورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا جب کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ تعالیٰ کا نام ذِکر کرے یعنی بسم اللہ پڑھے۔ اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھُول گیا تو یوں کہے۔ بِسْمِ اللہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ۔ **حدیث**:۔ امام احمد، وابن ماجہ، وابنِ حبان، وبیہقی کی روایت میں اس طرح ہے بِسْمِ اللہِ فِیْ اَوَّلِہٖ وَآخِرِہٖ۔ اور اگر آخر میں یاد آیا تب ہمارے ہادی ورہبر نے یوں ارشاد فرمایا۔ **حدیث**:۔ ابنِ عساکر نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس کھانے پر اللہ تعالیٰ کا نام ذِکر نہ کیا ہو وہ بیماری ہے۔ اور اس میں برکت نہیں۔ اس کا کفّارہ یہ ہے کہ ابھی اگر دسترخوان نہ اٹھایا گیا ہو۔ تو بسم اللہ پڑھ کر اور کچھ کھالے اور اگر دسترخوان اٹھالیا گیا ہو تو بسم اللہ پڑھ کر انگلیاں چاٹ لے"۔

بسم اللہ شریف پڑھنے کی فضیلت کئی سو احادیث سے ثابت ہے۔ لہٰذا ہم پر ہر ہر اعتبار سے لازِم ہے کہ ہم کوئی تھوڑی شے بھی کھائیں اُس کے اوّل بسم اللہ شریف ضرور پڑھ لیں۔ بزرگوں کا اس پر عمل رہا کہ ہر ہر مختلف شے پر جُدا جُدا بسم اللہ پڑھتے اور دلیل میں فرماتے کہ ہر شے، ہر روٹی وغیرہ کا نفع نقصان اُسکا اپنا جُدا جُدا ہے۔ اور ہو سکتا ہے جس اوّل روٹی پر بسم اللہ پڑھی اس کے نقصان سے حفاظت ہوگئی۔ اور دوسری روٹی کے نقصانات کے اقسام ہی دوسرے ہوں۔ اسی طرح دوسرے سالن کے نقصانات کے اقسام جُدا ہوں۔ یہی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان سے ظاہر ہوتا ہے۔ غرض کہ اللہ تعالیٰ کے محبُوب کی ہر ادا اور ہر حکم پر چلنے سے ثواب کے عَلاوہ عظیم بیشمار فوائد ہمارے ہی حق میں ہوتے ہیں۔ قرونِ اولیٰ کے بزرگ حضرات بسم اللہ شریف کے زبردست عامل ہوتے۔ جس طرح درود شریف کے عامل ہوا کرتے تھے۔ کہ لوگوں میں مشہور ہوتا کہ فلاں بزرگ اسمِ اعظم کے عامل ہیں یا اُن کو اسمِ اعظم حاصل ہے۔ وہ جوجس کے جس بھی

کام کے لئے دعا کریں اسی وقت ویسا ہی ہوجاتا ہے۔ جس طرح درود شریف آقائے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اُلقابات اور برکات کی دُعا کا نام ہے بسم اللہ شریف میں بھی اللہ تعالیٰ کے محبوبِ اعظم کا ذِکر ہے۔[1]

بسم اللہ شریف کی صحیح ادائیگی

بعض حضرات وقار کو وِقّی، عبدالرحمٰن کو مانا اقبال کو بالا۔ اور قُل ھُوَاللّٰہُ کو۔ قُلُ وَاللّٰہ۔ اِسی طرح بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ کو بِسْ اِللّٰہ۔ ادا کرتے ہیں۔ اگر بسم اللہ شریف پڑھتے ہوؤں کو توجہ سے سُنا جائے تو عجیب عجیب انداز سے پڑھنے والے ملیں گے جب کہ اس طرح پڑھنے سے ثواب تو کیا بلکہ گناہِ عظیم ہے۔ جس طرح قصداً بسم اللہ پڑھ کر شراب پینا و زنا کرنا کفر ہے۔ اِسی طرح اللہ ربّ العزّت کی دانستہ بے ادبی، گستاخی، اُس کا نام بگاڑنا کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ بُلند آواز سے پڑھنا

سُنّت ۸:۔ اگر کھانے میں چند اشخاص شامل ہوں تب بسم اللہ شریف بُلند آواز سے پڑھنا۔ تاکہ جو احباب پڑھنا بھُول گئے تھے وہ بھی پڑھ لیں۔ لہٰذا جو بھی بھُولے ہوئے اشخاص بُلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے میں شامل ہوں گے، اُن کی تعداد کے برابر بُلند آواز سے پڑھنے والے کو مزید ثواب کی خوشخبری۔ جس طرح ایک شخص کو ایک بار درُود شریف پڑھنے کا ثواب مثلاً تیس نیکیاں ہیں۔ اور اگر وہی دُرودِ پاک دس (۱۰) افراد ملکر صرف ایک بار ہی پڑھیں۔ تب ہر ہر شخص کو تین تین سو نیکیاں ملیں گی کہ اِن دس افراد میں کا ہر ہر فرد

حاشیہ [1] بسم اللہ شریف کا ترجمہ:۔ "اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا"۔ اللہ کے نام سے شروع گویا اللہ سے شروع نہیں بلکہ اُس کے نام سے شروع۔ اور نام ذات نہیں ہوا کرتا۔ نام کہتے ہیں پہچان کو۔ کاریگر کی سب سے بڑی کاریگری اس کی پہچان ہوتی ہے۔ ہمارے ہادی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی صنعت و کاریگری کے ساتھ ساتھ محبوبِ اعظم بھی ہیں۔ ترجمہ:۔ اللہ کے نام یعنی پہچان حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے شروع جو بہت مہربان رحم والے۔ سُورۃ توبہ کی آیت بُما کر بِالْمُؤمِنِیْنَ رَءُوفُ الرَّحِیْم٥ ترجمہ:۔ مُسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ حضور کو فرمایا گیا۔

دس کا سبب ہے۔ کہ اگر ان میں کا ہر ہر شخص یہ سوچ کر نہ جمع ہو کہ میرے نہ جانے سے کچھ فرق نہ آئے گا۔ تو ظاہر ہے کہ اُس جگہ اجتماع کا الف بھی نہ ہو گا۔ اللہ ربّ العزت اتنا ہر بلن ہے کہ اگر دس اشخاص ہوں یا ایک ہزار اشخاص اُن تمام کی شمار جتنی نیکیاں ہر ہر شخص کو عنایت فرماتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد اجتماع کی شکل میں دُرود شریف اور سلام[1] پڑھا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن دُرود شریف پڑھنے کی حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فضیلت بھی بہت بیان فرمائی ہے۔ دوسری وجہ اجتماع جتنا زیادہ ہو گا ہر ہر شخص کو اُس کی شمار سے ضرب لگا کر ثواب مزید ملتا ہے۔ تیسری وجہ یہ کہ اجتماع المومنین یہ ایک الگ عظیم نیکی ہے۔ لہٰذا کھانا بسم اللہ شریف سے شروع کرنا بھی نیکی اور بلند آواز سے پڑھنے میں اُن سب کی برابر بھی نیکیوں کا حقدار ہو کہ اللہ ربّ العزت کی وہ بے نیاز ذات ہے کہ تقسیم اُس کے دربار میں نہیں ضرب ہی ضرب ہے۔ سُبحان اللہ۔

داہنے یعنی سیدھے ہاتھ کی تین اُنگلیوں سے کھانا

سُنّت ۹:۔ داہنے ہاتھ کی تین انگلیوں سے کھانا۔ **حدیث:۔** ابنِ ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھائے، اور داہنے ہاتھ سے پیئے، اور داہنے ہاتھ سے لے، اور داہنے ہاتھ سے دے۔ کیونکہ شیطان بائیں سے کھاتا ہے، بائیں سے پیتا ہے، اور بائیں سے لیتا ہے۔ اور بائیں سے دیتا ہے۔

اس سُنّت پر بھی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امامِ اہل سُنّت مولینا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۳۴۰ھ جس اہتمام سے عمل فرماتے کہ مُریدین، معتقدین دیکھ کر ششدر رہ جاتے تھے۔ اس خادم انیس احمد نوری کے محترم والد حاجی محمد یعقوب صاحب نے مُرید ہونے کی حیثیت سے مجددِ وقت اعلیٰ حضرت کی زندگیٔ پاک کو قریب سے دیکھا۔ اور آج کے دور

[1] سُورۃ احزاب میں اللہ ربّ العزت نے ارشاد فرمایا۔ ترجمہ: "بیشک اللہ اور اس کے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں خاص نبی پر۔ اے ایمان والو! تم بھی دُرود بھیجو اور خوب سلام"۔ خوب کے معنی کثرت بھی ہیں گویا سلام کثرت سے پڑھو۔

میں اِس خادم نے بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہزادے حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولینا الشاہ مصطفےٰ رضا خاں قدس سرہٗ ۱۴۰۲ھ اور اُن کے خلیفہ مفتی محمد حُسین قادری صاحب ساکن سکھر کو بارہا اجتماعی حالت یعنی عظیم ہجوم کے عالم میں بھی گفتگو اور مُصافحہ کے دوران دیکھا کہ اگر کسی نے بائیں ہاتھ سے کچھ دینا چاہا تو انکار۔ اِسی طرح روپیہ یا قلم کاغذ پین وغیرہ خود دیا، اور لینے والے نے لینے کے لئے بایاں ہاتھ بڑھایا تب بھی انکار، دیگر حضرات کے دعا سلام کے جواب کے ہجوم میں بھی اس کو دائیں ہاتھ کی ہی تلقین فرماتے ہیں۔ کاش کہ تمام مُسلمان فرض و واجب کے ساتھ ساتھ ہر ہر سُنّت کا بھی ایسا ہی خیال رکھیں۔ آمین۔

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ جب ہم کوئی چیز بھی کھائیں، پیئں خواہ وہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔ ایک لقمہ ہو، یا پانی کا ایک گھونٹ، ایک خرمہ، کھجور، چنے یا نکتی کا دانہ ہی ہو سیدھے ہاتھ سے ہی کھائیں پیئں۔ اور یہ کہ کھانا کھاتے وقت سیدھے ہاتھ کی تین انگلیاں انگوٹھے کی مدد سے ہی کھائیں۔ حدیث میں ہے کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پورے ہاتھ سے کھانے کو گنواروں کا طریقہ فرمایا ہے۔ اور آج کی تہذیب کے بھی، اور کھانے کے آداب کے بھی خلاف ہے۔ اور پانچوں اُنگلیوں سے کھانا سنّت طریقہ کے خلاف ہونے کے سبب مکروہ بھی ہے **حدیث:۔** ابن النجار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے۔ کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تین انگلیوں سے کھانا انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے۔ اور حکیم نے ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین انگلیوں سے کھاؤ۔ کہ یہ سُنّت ہے۔ اور پانچوں اُنگلیوں سے نہ کھاؤ کہ اعراب (گنواروں) کا طریقہ ہے۔

لقمہ سالن میں تر کرتے وقت، لقمہ مُنہ میں رکھتے وقت، انگوٹھا اور دو انگلیاں ہی کام میں آتی ہیں۔ البتہ روٹی توڑتے وقت بعض مرتبہ تین اُنگلیاں مصروف ہوتی ہیں۔ مگر اس وقت انگوٹھا علیحدہ رہتا ہے۔ اور جو شے آج کے دور میں انگلی سے کھائی جاتی ہو مثلاً فیرنی، دلیہ، پتلی کھچڑی، حلوہ، حلیم وغیرہ وہ ایک ہی اُنگلی سے کھانا سُنّت ہے اگر یہ اشیاء پتلی نہ ہوں تب دو تین اُنگلیاں بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر کسی محفل میں چمچہ سے ہی

یہ اشیاء کھائی جارہی ہوں تو سُنّت کے مذاق سے بچنے کی خاطر چمچہ سے کھائیں، اس میں بھی چٹکی سے چمچہ پکڑنے میں تین انگلیاں ہی استعمال ہوتی ہیں۔ البتّہ پلاؤ، بریانی وغیرہ میں لقمہ بناتے وقت چوتھی انگلی بھی استعمال ہوتی ہے لہٰذا جو اشیاء تین انگلیوں سے کھانا ممکن ہیں تو وہ تین ہی سے استعمال کی جائیں۔ کہ پانچوں انگلیوں کا استعمال حدیث پاک میں گنواروں کا عمل ارشاد فرمایا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت کہ گنوار لپ بھر کر اسطرح مُنہ میں رکھتے ہیں کہ چہرہ بھی کھانے سے متاثر ہوتا ہے۔

کھانے کی ابتداء نمک یا نمکین چیز سے ہی کرنا۔

سُنّت ۱۰:۔ کھانے کی ابتداء نمک یا نمکین چیز سے ہی کرنا۔ رَدُّ المحتار میں ہے کہ کھانے کی ابتداء نمک سے کی جائے اور ختم بھی نمک پر۔ کہ اس سے ستّر بیماریاں دفع ہوتی ہیں۔ **حدیث:۔** جامع کبیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مَروی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے فرمایا۔ "اے علی! کھانے کی ابتداء بھی نمک سے کیا کرو، اختتام بھی نمک پر کیا کرو۔ اس لئے کہ نمک میں ستّر بیماریوں سے شِفاء رکھی گئی ہے"۔ ان امراض میں جنون۔ جذام، کوڑھ، پیٹ کا دَرد اور دانتوں کا دَرد بھی شامل ہے۔

نمک سے شروع کرنے میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ وہ پہلے ہی حرص کو اسطرح توڑے کہ خواہش کے خلاف ایک لقمہ لے، چھوٹا نوالہ اٹھائے، اور خوب چبائے۔ جب تک پہلا نوالہ نہ نگل جائے دوسرے لقمہ کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔ یاد رکھیں کہ سلاد یا پیاز، مولی وغیرہ مرغ کی طرح مُنہ آسمان کی طرف اُٹھا کر چٹکی سے مُنہ میں رکھنے کی قبیح عادت سے پرہیز کیا جائے۔

کھانا نمک یعنی نمکین سے ہی شروع کیا جائے۔ اگر دستر خوان پر زردہ، پلاؤ یا قورمہ روٹی موجود ہو تب زردہ کو شروع میں نہ کھائیں۔ اِسی طرح پلاؤ، بریانی، فیرنی کو بھی

روٹی کے بعد ہی کھائیں۔ پھر ان اشیاء کے کھانے کے بعد چند لقمے رُوٹی کے سالن کے ساتھ یا بغیر سالن کے ضرور کھالیں۔ جن احباب کو چاول نقصان دیتے ہوں تو بہتر تو یہی ہے کہ اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالیں اور اگر کھانے پر دِل مائل و مجبور ہو تب اُنکو بھی یہی مشورہ ہے کہ وہ بھی اور وہ حضرات بھی جن کو میٹھا، یا تلی ہوئی چکنی اشیاء نزلہ، زکام، کھانسی پیدا کرتی ہو۔ روٹی سالن کے درمیان ہی کھائیں۔ یعنی آخر میں رُوٹی، سالن ضرور کھائیں۔ کس چیز کو کس چیز کے ساتھ نہ کھائی جائے۔ یا ان کے درمیان تین گھنٹے کا وقفہ ضروری ہے۔ وہ "کس چیز! کو کس چیز کے بعد کھانا مضر ہے" ——————— کے عنوان میں مُلاحظہ فرمائیں۔ یہاں اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ مٹھائی، پھل فروٹ، خصوصاً خربوزہ، تربوز، سیب، انگور، اِسی طرح ڈرائی فروٹ۔ بادام، پستہ یا کشمش، گھی، تیل کی چکنی اشیاء، تلی اور بغیر تلی، اور اچار، کھانے کے بعد پانی کا پرہیز لازمی ہے۔ ورنہ ہیضہ، نزلہ، زکام، کھانسی، گلا خراب وغیرہ جیسی بیماریوں سے مقابلے کیلئے تیار رہنا ہوگا۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ سینے پر بلغم کا کارخانہ، فیکٹری نہ لگے تو پھر متذکرہ اشیاء کھانے کے بعد بھی نمک ضرور کھالیں کہ کبھی تو ضرور پانی پینا ہی ہوگا۔ اس وقت بھی پانی ضرور اپنا کچھ اثر دکھائے گا۔

نمک سے متعلق غلط فہمی

بعض حضرات اپنی دعوت اس شرط پر منظور کرتے ہیں کہ میرا کھانا بغیر نمک کے تیار کیا جائے۔ اور جب دعوت پر بیٹھتے ہیں تو اپنی جیب سے نمک نکال کر سالن وغیرہ میں ڈالتے ہیں۔ گویا اُن کے نزدیک کھانا صرف نمک کا ہی نام ہے۔ بقیہ شے کھانے میں داخل نہیں۔ یا نمک حرام کہلانے کے بچاؤ کی غرض سے۔ یا یہ کہ میزبان کا نمک کھانے کے بعد غیبت، چغلی کو حرام جانتے ہیں۔ اور نمک نہ کھانے پر ثواب یا ضروری۔ جبکہ اسلام میں کسی مسلمان کی چغلی، غیبت بغیر شرعی مجبوری کے حرام ہے۔ اب چاہے اس کا نمک یا کھانا کھایا ہو یا نہیں ہر طرح حرام ہے۔

نمک! کھانا کھانے کے اوّل و آخر استعمال پر احادیث مُبارکہ، بزرگانِ دین کا

عمل، علماء کرام کی تاکیدیں، حکماء اور ڈاکٹروں کے اقوال بے شمار ملتے ہیں۔ مگر افسوس کہ آج مسلمانوں کے عمل اُس کے برخلاف پائے جاتے ہیں۔ خاص کر گھروں میں مرضی کے خلاف اگر معمولی سا نمک بھی سالن میں تیز ہوگیا، تو سالن کی پلیٹ بیوی یا بہن کے منہ پر ماردیجاتی ہے۔ اور منٹ میں سارے گھر کو سر پر اٹھالینا تو جیسے کوئی بات ہی نہیں۔ ایسے حضرات کی عبرت کی غرض سے ایک واقعہ تحریر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

مصرعہ:- شاید کہ اُتر جائے ترے دِل میں میری بات

حکایت:- حضرت اورنگزیب عالم گیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا باورچی کسی دوسرے ملک کا تھا۔ اس ملک سے آنے والوں میں سے کسی ایک شخص کے ہاتھ باورچی کی بیوی نے ایک رقعہ کے ذریعہ پیغام بھیجا کہ لڑکیوں کے رشتے طے کردیئے گئے ہیں۔ رقم کی سخت ضرورت ہے۔ اور تمہارا بھی یہاں ہونا ضروری ہے۔

باورچی نے بادشاہ سے ملاقات کی تدبیر نکالی کہ سالن میں نمک تیز کردیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا، مگر اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توجہ نہیں دی۔ پھر ہر روز سالن میں مزید نمک کا اضافہ کرتا گیا، یہاں تک کہ سالن کے برابر نمک ڈالا گیا۔ چونکہ یہ معاملہ بادشاہ کی اپنی ذات سے متعلق تھا۔ درگزر سے کام لیا۔ چشم پوشی کی۔ مگر جب باورچی نے بتدریج نمک میں کمی کرتے، کرتے یہاں تک کمی کی کہ نمک بالکل ہی سالن میں ڈالنا ختم کردیا۔ تب باورچی کو بادشاہ نے طلب کیا اور نمک کا سالن میں اضافہ اور پھر نمک بالکل ختم کی وجہ دریافت کی تب باورچی نے کہا کہ یہ آپکے باریابی کی تدبیر تھی۔ اور باورچی نے وطن سے آیا ہوا رقعہ پیش کیا۔ بادشاہ نے اپنی ریاضت کی کمائی کی صندوقچی سے ۲ دو پیسے باورچی کو عنایت کئے۔ اور نصیحت کی کہ خیال سے خرچ کرنا۔

باورچی نے سوچا کہ بیوی بچے مجھے بادشاہ کا باورچی سمجھے ہوئے ہیں میں اُن کو کیا منہ دیکھاؤں۔ قاصد کے ہاتھ وہ دو پیسے بیوی بچوں کو بھجوادیئے۔ اور کہلا بھیجا میرا آنا مشکل ہے۔ قاصد جب اپنے کاموں سے فارغ ہوا تو وطن واپس جانے کی تیاری کی اور باورچی کے گھر والوں کے لیے اُن ۲ دو پیسوں سے چند انار خرید لئے۔ جب جہاز دوسرے ملک

میں لنگر انداز ہوا تو دیکھا کہ اس ملک کے شاہی حُکّام کنارے پر کھڑے ہیں۔ اور ہر مسافر سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ کے پاس کیا انار ہے۔؟ ہم مُنہ مانگی قیمت ادا کریں گے۔ اس لئے کہ شہزادے کی طبیعت خراب ہے۔ حکیموں نے انار علاج تجویز کیا ہے۔ اسی طرح اُس قاصد سے بھی پوچھا، قاصد نے مذاقاً دو انار وں کے ۲ دو لاکھ روپے کہے۔ اُن حکاموں نے اُسی وقت ۲ دو لاکھ روپے عطا کر دیئے، اور شکریہ بجالائے۔ قاصد نے بقیہ انار اور وہ روپے باورچی کے گھر پہنچا دیئے۔ جب کچھ عرصہ بعد باورچی اپنے وطن واپس آیا تو اپنا گھر دیکھ کر پہچان نہ سکا۔ لوگوں سے دریافت کیا تو سب نے یہی جواب دیا کہ یہ باورچی کا ہی مکان ہے۔ غرض کہ مکان میں جاکر بیوی بچّوں کے ٹھاٹ باٹ ہی عجیب دیکھے۔ شک ہوا کہ میری گھروالی نے شاید دوسرا نکاح کر لیا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ قاصد نے ۲ دو لاکھ روپے اور انار دیئے تھے، سب اُسی کا کرشمہ ہے۔ بچّیوں کی شادی بھی بخوبی انجام پائی۔ پھر قاصد سے دو لاکھ روپے کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے پورا واقعہ بیان کیا جب باورچی شاہی دربار میں پہنچا تو اُن ۲ دو پیسوں کی کرامت بیان کی حضرت اورنگزیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سُن کر سر پکڑ کر رہ گئے۔ اور بہت افسوس کیا اور کہا کہ تم نے ان دو پیسوں سے کچھ بھی حاصل نہ کیا۔ تم کو معلوم نہیں کہ وہ دو پیسے کس محنت کی کمائی کے تھے۔؟ اور کس ریاضت کے تھے۔ پھر آبدیدہ لہجے میں فرمایا کہ وہ دو پیسے قرآن مجید لکھ کر ہدیہ کرنے کی بچت کے تھے۔ اور وہ بھی فلاں محاذ پر دن بھر جنگ۔ اور شب کو قرآن شریف ایسی حالت میں لکھتا کہ بیابان میں بمشکل دیا (چراغ) جلاتا۔ ایک لفظ لکھ پاتا[1] کہ ہوا اُس کو بجھا دیتی۔ مصرعہ:-

جن کے رُتبے ہیں سوا اُنکو سوا مشکل ہے

آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بعض چند سکّے لاکھوں روپے سے بڑھ کر اہم ثابت ہوتے

---

[1] اے آپ کے انصاف کی داستانیں ہندؤوں کی زبانوں پر آج بھی ہیں۔ انصاف و اخلاق کی تلوار سے آپنے اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ آپنے بادشاہت کے آخری ایام تک سلطنت کے کاموں سے فارغ وقت پر قرآن مجید کی کتابت اور ٹوپیاں سی، سی کر ریاضت سے اپنے اخراجات پورے فرمائے۔ حضرت اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام پر ہی فتاویٰ عالمگیری، بارہ ضخیم جلدوں میں آئینِ اسلامی آج دنیا بھر میں متعارف ہے۔

ہیں۔ اور لاکھوں روپے غبن، چوری سے حاصل کردہ بجائے نفع کے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ ایسے روپیہ کی آمد کا پتہ چلتا ہے۔ مگر خرچ کا پتہ نہیں چلتا کہ کب خرچ ہوئے کہاں خرچ ہوئے؟

اِس واقعہ سے جہاں خلوص محنت کی کمائی کی برکت معلوم ہوئی، ساتھ ہی ساتھ معلوم ہوا کہ بادشاہِ وقت ہو کر سالن میں برابر کا نمک کھا رہے ہیں اور پیشانی پر بل بھی پیدا نہیں ہوئے۔ جب کہ ہمارا یہ حال ہے کہ بیوی، بہن ہی کیا خود ماں پر گرجنے، برسنے کیلئے بہانے تلاش کرتے ہیں۔ اگر نمک سالن میں تیز ہو گیا تو گویا مکان سر پر اٹھانے کا بہت بڑا جواز ہاتھ آ گیا۔ پھر نتیجہ بھی کچھ ہی دنوں بعد سامنے آجاتا ہے۔ کہ پیسے پیسے کو دانے دانے کو محتاج۔ دنیا کی نظروں میں ذلیل۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔

ہاتھ یا چھری وغیرہ کو روٹی سے نہ پونچھنا

بغیر سالن کے انتظار کئے روٹی کھانا شروع کرنا

سُنّت ۱۱:۔ ہاتھ یا چھری وغیرہ کو روٹی سے نہ پونچھنا۔

سُنّت ۱۲:۔ اگر سامنے پہلے روٹی آجائے تب بغیر سالن کے انتظار کئے روٹی کھانا شروع کرنا۔ ان دونوں سُنّتوں کے خلاف عمل کرنا مکروہ بھی ہے۔ کہ اس سے روٹی کی اہمیت مجروح ہوتی ہے۔ اِس کو حقیر سمجھنا بھی۔ اور روٹی کی حُرمت وتعظیم کے خلاف بھی۔ اور یہ کہ سالن کا انتظار بتا رہا ہے کہ روٹی بھوک کو مٹانے اور توانائی لانے والی نہیں "سالن ہے" جب کہ توانائی لانے اور بھوک کو مٹانے والی روٹی ہی ہے۔ اور سالن ذائقہ تبدیل کرنے کیلئے اور یہ کہ خوش دِلی سے کھانا کھانے کیلئے ہوتا ہے کیونکہ ایک ہی چیز کھا کھا کر کہیں دل نہ اکتا جائے۔ سالن کا انتظار۔ روٹی کی اہمیت کے خلاف اِس وجہ سے ہے کہ جس طرح کوئی تختہ پر چڑھے ہوئے گلابی کاغذ، ڈوری کو سَر ہے، صرف اُس کی ہی

تعریف کرے اور اس کو اہمیت دے۔ اور تحفہ سے لاپرواہی سے کام لے۔
لہٰذا دستر خوان پر روٹی آخر میں رکھی جائے تاکہ روٹی کے بعد انتظار نہ کرنا پڑے۔
اسی طرح ہاتھ یا چھُری کو جو چیز لگی ہوئی ہو روٹی سے پونچھنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اُسکا لگا رہنا ہاتھ یا چھری پر تو ناگوار ہے مگر روٹی کے ذریعہ منہ کے راستے جسم میں جانا گوارا۔ جب کہ یہ مکروہ ہے۔ اور سالن لگی انگلیاں چاٹنا ثواب۔ اور روٹی سے سالن لگی پلیٹ صاف کی ہی جاتی ہے۔ مگر یہ صاف کرنا سُنّت پر عمل اور شیطان سے برتن کو محفوظ رکھنے کی نیّت سے پلیٹ صاف کرنا ثواب ہے۔ کہ نیّت بدلی احکام بدلے اَلْعُمَالُ بِالنِّیَات۔ اعمال کا دارو مدار نیّت پر ہے۔ اور یہ کہ جو کچھ حاضر ہو اُس پر قناعت کرے۔ عُمدہ کھانا نہ ڈھونڈے۔ اِس لئے کہ مُسلمان کو عبادت کی حفاظت مقصُود ہوتی ہے۔ نہ کہ عیش و عشرت۔ روٹی کی تعظیم سُنّت ہے کہ آدمی کی بقا اِس کے ذریعہ ہے۔ اور روٹی کی تعظیم یہ ہے کہ اُسے سالن وغیرہ کے انتظار میں نہ رکھیں۔ بلکہ نماز کے انتظار میں بھی نہ رکھیں۔ جب روٹی حاضر ہو تو پہلے اُسے کھائے پھر نماز پڑھے۔

سالن وغیرہ قریب کے کنارے سے کھانا

سُنّت ۱۳:۔ سالن وغیرہ قریب کے کنارے سے کھانا۔ **حدیث:** صحیح بخاری و مسلم میں عمیر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مَروی ہے کہتے ہیں کہ میں بچّہ تھا اور رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا (یعنی یہ حضور علیہ السّلام کے ربیب اور اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فرزند ہیں) کھاتے وقت برتن میں ہر طرف ہاتھ ڈال دیتا۔ حضُور علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ”بسم اللہ پڑھو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور برتن کی اس جانب سے کھاؤ جو تمھارے قریب ہے“۔

سالن، فرنی، چاول، چاٹ، حلیم، دلیہ، حلوا وغیرہ اپنے آگے سے ہی کھانا چاہیئے بیچ درمیان سے نہیں کہ تہذیب کے بھی خلاف ہے اور سُنّت کے خلاف بھی۔ کہ اگر قصداً دانستہ یا نادانستہ کھانے کے سامنے سے کسی کام کیلئے یا کھانے سے فراغت پاکر اُٹھے تو

پھر اُسے کوئی کھانہ سکے گا۔ تب وہ بقیہ کھانا ضائع ہوجائے گا کہ اکثر اُس کی قدر نہیں کرتے۔ البتہ اگر ایک جانب سے کھایا گیا ہوگا تب ضائع ہونے سے محفوظ رہے گا۔ بہتر تو یہی ہے کہ اتنا کھانا لیا جائے کہ جتنا بخوبی کھاسکیں۔ اور وہ بھی ایک جانب سے یعنی اپنے آگے سے ہی کھایا جائے۔ کہ اگر بچ بھی جائے تو دوسرے حضرات بغیر کراہت کے کھاسکیں بعض مرتبہ ایسا بچا ہوا کھانا بہت اہم ضیافت کے کام آتا ہے۔ جس طرح کھوٹی اولاد اور کھوٹا سکہ اہم مشکل ضرورت پر کام دیتا ہے۔ کہ کچھ ہی دیر بعد اگر کوئی اہم دوست، رشتہ دار آجائے تب قلیل وقت میں اُسکی ضیافت بہت عمدہ طور پر انجام پاتی ہے۔

طشت، ٹرے میں مختلف کھانے مختلف جگہ سے کھانا

سُنّت ۱۴:۔ ایک قسم کا کھانا سالن فرنی، چاول وغیرہ ایک جگہ سے اور اگر طشت، ٹرے وغیرہ میں مختلف قسم کے کھانے ہوں تب مختلف جگہ سے مثلاً کھجور، پھل، فروٹ، میوے، مٹھائی وغیرہ یہ سب ایک جگہ ہوں یا ایک چیز کی مختلف اقسام ہوں تب مختلف جگہ سے کھانا سُنّت ہے۔ **حدیث:۔** ترمذی نے عکراش بن ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہتے ہیں ہمارے پاس ایک برتن میں بہت سی ترید اور بوٹیاں لائی گئیں۔ میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف پڑنے لگا۔ اور رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سامنے سے تناول فرمایا۔ پھر حضور علیہ السّلام نے اپنے بائیں دستِ اقدس سے میرا داہنا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور فرمایا کہ عکراش ایک جگہ سے کھاؤ کہ یہ ایک ہی قسم کا کھانا ہے اس کے بعد طبق میں طرح طرح کی کھجوریں لائی گئیں۔ میں نے اپنے سامنے سے کھانا شروع کیں۔ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہاتھ مختلف جگہ طباق میں پڑتا۔ پھر فرمایا عکراش جہاں سے چاہو کھاؤ کہ یہ ایک قسم کی چیز نہیں۔ پھر پانی لایا گیا حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہاتھ دھوئے اور ہاتھوں کی تری سے مُنہ اور کلائیوں اور سر کا مسح کر لیا۔ اور فرمایا کہ عکراش جس چیز کو آگ نے چھوا یعنی جو آگ سے پکائی گئی ہو اس کے کھانے کے بعد یہ وضو ہے۔

ایک شُبہ کا ازالہ

بعض قبیلوں، برادریوں، بزرگوں کے عُرس اور لنگر کے دوران پانچ، چھ افراد کے بیچ بڑے تھال میں چاول وغیرہ کھلائے جاتے ہیں۔ اُس وقت بھی یہ ضروری ہے کہ ہر شخص اپنے ہی آگے سے کھائے۔ اور دوسرے ساتھیوں کے آگے سے بوٹیاں چُن چُن کر نہ کھائے۔ البتہ جب سب کھا چکیں اور بعض حضرات کے آگے سے پس خوردہ جیساکہ آج کل فیشن میں کچھ چھوڑنا لازم سمجھا جاتا ہے۔ اس کو سمیٹ کر کھانے سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے اور ایسے شخص کو اپنا مقرب اور دنیا کی نظروں میں معزز فرماتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ کہ مومن کے جھوٹے میں شفا ہے۔ امراض نخوت و رعونت ہو یا امراضِ بدن و روحانی ہو سبھی سے شِفا پانا ہے۔

اس پر خاندانِ اعلیٰحضرت خصوصاً حُسن و جمال کے پیکر حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہُت خوب عمل فرماتے دکھائی دیتے تھے،

گرم کھانا نہ کھانا نہ پینا نہ پھونکنا

سُنّت ۱۵:۔ کھانے پینے کی شے کو نہ پھونکنا۔ **حدیث:**۔ ترمذی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ برتن میں کبھی کوڑا دکھائی دیتا ہے۔ فرمایا اُسے گرادو۔ اُس نے عرض کی کہ ایک سانس میں سیراب نہیں ہوتا ہوں۔ فرمایا برتن کو مُنہ سے جُدا کرکے سانس لو۔ **حدیث:**۔ طبرانی نے ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السّلام نے کھانے اور پینے میں پھُونکنے سے ممانعت فرمائی۔

سُنّت ۱۶:۔ گرم کھانا نہ کھانا نہ پینا۔ **حدیث:** حاکم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابوداؤد اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا "کھانے کو ٹھنڈا کرلیا کرو کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہے۔"

بعض کتب میں مرقوم ہے کہ گرم کھانے سے معدہ کمزور پڑجاتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ گرم کھانا کھانے سے احتیاط کی جائے۔ اور سُنّت بھی یہی ہے۔

پھُونکنے کی ضرورت اکثر دو۲ وجہ سے ہوتی ہے۔ اور تیسری وجہ شِفاء کی نیت سے دَم کرنا۔ جو کہ آگے عرض کیا جائے گا۔ اوّل وجہ گرم چیز کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے اور دوم وجہ پانی یا دودھ وغیرہ میں کچرا تنکا ہٹانے کی غرض سے۔ جب کہ پھُونکنے سے ہٹتا بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور اُمتیوں پر مہربان صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے گرم چیز کو ٹھنڈا کر کے کھانے، پینے کی، اور کچرا نکال کر پھینکنے یا پانی وغیرہ سے کچرا گرا کر، استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اس میں کیا راز ہے اور کیا حکمت پوشیدہ ہے وہ تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہی بہتر جانتے ہیں۔ البتہ آج کے سائنسدان یہ کہتے ہیں کہ سانس کے ذریعہ اندر کے جراثیم باہر آکر توانا ہوجاتے ہیں۔ اور پھر غذا کے ذریعہ جسم میں داخل ہوتے ہیں تو مزید مضر ثابت ہوتے ہیں۔ حدیثِ پاک کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اندر سے باہر آئی ہوئی گندی ہوا پھر سے کھانے میں شامل نہ ہو۔ اور یہ کہ پانی وغیرہ میں سانس لینا، پھونکنا بیماری ہو۔ حدیثِ پاک میں پانی کو تین سانس میں پینے کی تلقین میں بھی یہ تاکید فرمانا کہ "سانس برتن کو مُنہ سے ہٹا کر لو" میں بھی بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جراثیم یا بیماری سانس پانی میں لینے سے ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ ارشادِ گرامی کہ پھل فروٹ وغیرہ کو دھو کر کھاؤ۔

غرض کہ پھونکنا مضر بھی ہے اور یہ کہ کچرا بھی پھُونکنے سے اُس چیز میں سے نہیں نِکلتا۔ جب تک ہاتھ سے ہی نہ نِکالا جائے۔ ایسی صُورت میں پھُونکنا بالکل بے معنیٰ ہے۔ پھُونکنا اکثر کاہل پسندی اور بے صبری کی وجہ سے عادت میں شامِل ہوتا ہے۔ جب کہ پھُونکنے سے مشکل بھی حل نہیں ہوتی۔ کہ وہ اپنے ہی وقت میں ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اور تنکا۔ کچرا بھی نکالنے سے ہی نِکلتا ہے۔ یاد رکھیں ایسی دُعاء اور اُس پر عمل کسی طرح بھی جائز نہیں

یارب لبِ مسلم کو۔ وہ چائے کا پیالہ دے
جو دَانت کو گرما دے۔ جو آنت کو تڑپا دے

اور یوں بھی کہ گرم کھانا مُنہ، زبان اور حلق کے ساتھ ساتھ جسم کے اندر نازک اعضاء کو بھی عظیم نقصان پہنچاتا ہے۔ لہٰذا جو چیزیں بہ خاص گرم کھانے پینے میں لازمی ہیں۔ اُن میں بھی یہ لحاظ ضروری ہے کہ مناسب گرم ہو تکلیف دہ نہ ہو۔ مثلاً نزلہ میں پتلی گرم سوئیاں، گرم چائے، کافی، یخنی، جڑی بوٹیوں یا بھوسی کا جوش دیا ہوا گرم پانی، یہ سب جوشاندہ یعنی ان سب کا علاج بالغذا میں ہی شمار ہے ضروری ہے لب دوز، دہن سوز نہ ہو۔ اِن پر سے صِرف ٹھنڈے، کھانے پینے کی پابندی ختم ہے۔ باقی نہ پھونکنے کی، اور اوّل و آخر اللہ تعالیٰ کی حمد، بجالانے وغیرہ ونیز یہ کہ سیدھے ہی ہاتھ سے بیٹھ کر کم سے کم تین سانس میں پینے کی پابندی رہے گی۔ اسی طرح گرم کھانے، پینے کے بعد ٹھنڈی تخ چیزیں نہ کھانے پینے کی پابندی چاہیئے کہ علاوہ دیگر بیماریوں کے دانتوں کے لئے انتہائی مضر اور جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں۔

کھانے پینے کی شے پر دم کرنا

دم کرنے سے قبل شِفاء کے ارادے، نیت سے بسم اللہ شریف، اَلحمدُ شریف، دُرود شریف وغیرہ پڑھا جاتا ہے۔ پھر پانی وغیرہ پر دم کر کے پلایا، کھلایا جاتا ہے۔ اور یہ اس وجہ سے بھی کہ بحکمِ قرآن

۱:۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ — اور ہم قرآن میں اُتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شِفاء اور رحمت ہے۔

۲:۔ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۔

کا اثر رکھتا ہے۔ لہٰذا برکت اور شِفاء کی نیّت سے جائز ہے۔ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّات اعمال کا دار و مدار نیّت پر ہے۔ نیّت بدلی حکم بدلا، تاثیر بدلی، البتّہ کوئی بھی کسی قسم کا تبرک یا دَم کیا ہوا پانی، مسجد میں بغیر اعتکاف کی نیّت کئے کھا، پی نہیں سکتا۔ نیت اعتکاف یہ ہے۔ نَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَاف میں سُنّت اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔ دَم کرنا چونکہ حدیث پاک اور بزرگوں کے عمل سے ثابت ہے۔ بلکہ خود قرآنِ حکیم سے دَمِ عیسیٰ، عیسیٰ علیہ السّلام کے پھونکنے سے عقل کو عاجز کر دینے والے واقعات

کارونما ہونا ثابت ہے۔ حدیث گھی پر دم فرمانے سے برکت ص۲۵۳ پر ملاحظہ فرمائیں

جسقدر مٹّی سے ضرر پہنچے مٹّی کھانا حرام

ہماری بہو، بیٹیاں، ماں بہنیں، عام حالت میں یا حمل کے ایام میں عام مٹّی، چولہے کی مٹّی یا مُلتانی مٹّی کھاتی ہیں۔ اِسی طرح چھوٹے بچّے مٹّی کھانے کے عادی ہوتے ہیں۔ اِس قدر مٹّی کھانا جس سے نقصان پہنچے کھانا حرام ہے۔ یہ احتیاط خاک شِفاء اور مزارات کی مٹّی میں بھی چاہیئے۔ عورتوں اور بچّوں کی ذمہ داری گھر کے بڑے افراد پر ہے۔ کہ اِنکو مٹّی کھانے سے روکیں۔ مٹّی کھانے کی کم از کم خرابی یہ ہے کہ نومولود بچّہ کمزور، غیر صحت مند، حُسن و جمال سے بے نیاز، پیدائشی مریض پیدا ہوتا ہے۔ اور خود کھانے والے پیلے زرد اور کچھ ہی دنوں میں خون کی کمی سے لاغر ہونا لازمی اور یوں بھی کہ کیچوے، کیڑے حتیٰ کہ سانپ تک پیٹ میں جنم لیتے ہیں۔ اور چہرہ بد رونق ہو جاتا ہے۔

خاکِ شِفاء

مٹّی کثرت سے کھانے کے چند نقصانات تحریر کئے گئے۔ اب خاکِ شِفاء پر بھی مختصر عرض ہے کہ خاص نسبت پانے سے مٹّی میں شِفاء بخشنے کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے۔ غزوۂ اُحد میں ستّر زخمی صحابہ جن میں بعض صحابی تو ستر ستّر زخموں کے مالک تھے۔ آقا و مولیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اُن زخمیوں کو ایک مخصوص زمین پر لوٹنے کا حکم فرمایا۔ لوٹتے ہی زخم غائب ہو گئے۔ جب ہی سے وہ مٹّی خاکِ شِفاء کے نام سے مشہور ہو گئی۔ حضور علیہ السّلام نے مدینہ منوّرہ کی گرد یعنی خاک کو مرضِ جُزام کے حق میں شِفاء فرمایا۔ **حدیث:۔** غُبَارُ الْمَدِیْنَةِ شِفَاءُ النَّاسِ ۝

◆ غُبَارُ الْمَدِیْنَةِ شِفَاءُ الْجُزَامِ ۝ (مشکوٰۃ) گویا مدینہ منوّرہ کی مٹّی جُزامیوں کو شِفاء عنایت کرتی ہے۔ یا یہ کہیئے کہ مدینہ منوّرہ میں چلنے پھرنے سے جو گرد و غُبار پیدا ہو جب وہ جزامیوں کے حق میں شِفاء ہو سکتی ہے۔ پھر اُسی مدینہ منوّرہ کی اُس مٹّی کے شِفاء کا عالم کیا ہو گا جس کا تعلق حضورِ انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے مزارِ اقدس سے ہو۔؟

رہا یہ کہ شِفاء کی خاصیت نظر نہ آنا۔ تب اُس کے متعلق اتنا ہی عرض کرنا کافی ہے کہ اسلام کے بنیادی عقائد بھی غیب پر ہیں۔ جنّت، دُوزخ، فرشتے، اور خود اللہ تعالیٰ

کی ذات بابرکات غیب الغیب پر مسلمان کا ایمان بنیادی کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی ٹھوکر سے جاری شدہ ــــ آبِ زم زم شریف جس بھی ارادہ سے پیا جائے اُس کے لئے وہ کافی ہے۔ اس میں بھی شِفار کی خاصیت نمایاں نظر نہیں آتی۔ اور یہ کون نہیں جانتا کہ جڑی بوٹیوں کی اصل حقیقت مٹی ہے۔ اور پس کر خاک ہونے پر معمولی شک بھی ختم ہو جاتا ہے۔ حکمار کے اصطلاحی جڑی بوٹیوں نما سفوف یعنی مٹی میں شِفار و ضرر کی تاثیر بھی غیب (پوشیدہ) ہے جب کہ ہزاروں سال سے اطبّار امراض کا عِلاج کر رہے ہیں۔ کہ اگر اس مٹی نما سفوف میں شِفار و ضرر کی تاثیر نہ ہو، تب حکمار کا وجود بے معنیٰ ثابت ہوگا۔

اِس میں شک نہیں کہ شِفار و ضرر دینے کی تاثیر اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے۔ وہ قادرِ مطلق ہے کہ شِفار جس چیز کے ذریعہ چاہے عطا کرے۔ خاکِ شِفار کو اللہ عزّوجل کے ولیوں اور مدینہ منورہ سے اور مدینہ مُنورہ کو اللہ تعالیٰ کے محبُوبِ اعظم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے نسبت ہے۔ جب کہ جڑی بوٹیوں کو بظاہر یہ نسبت نہیں۔ پھر جڑی بوٹیوں کے سفوف کا خاکِ شِفار سے کیا مقابلہ؟ **حدیثِ** پاک میں ہے حضورِ انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى بِهٖ سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔

اللہ کے نام سے شروع۔ رَبّ کے حکم سے "ہمارے بیمار ہماری مٹّی، ہمارے تھوک سے شِفار پاتے ہیں۔

حدیثِ پاک کے یہ الفاظ شِفار حاصل کرنے کے سِلسلے میں دُعار کی بھی مجرب حیثیت رکھتے ہیں۔

طبیبُوں نے جس کو کیا لاعلاج ◆ اُس کو طیبہ کی خاکِ شِفار چاہیئے

انیس احمد نوری

عُشّاق مدینہ شریف کی خاک مبارک کا استعمال اس طور فرماتے ہیں۔

کفن پہناؤ تو خاکِ مدینہ مُنہ پہ مَل دینا
کہ بس اک یہ ہی صُورت ہے خدا کو مُنہ دکھانے کی

منوّر بدایونی

عشق اور احتیاطِ شریعت

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشاق۔ اور آپ کے غلام زبان پر یہ نہیں لاتے کہ مدینہ منورہ کی مٹی کثرت سے کھانا حرام ہے۔ اگر کبھی ضرورت پیش آجائے تب عشق و ادب اور شریعت کا دامن بھی ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ اور بات بھی مکمل ہو۔ مثلاً ——

قطعہ

کیا پاک ہے، خاکِ درِ شاہِ لولاک پاکی کے سبب ہے، سجدہ گاہِ افلاک
میں اور یہ آرزو! کہ چاٹوں اس کو خاکم بدہن۔ میرا دہن۔ اور وہ خاک

اُن کے دَر کی خاک سے پتھر سے جب الفت نہیں
دل میں پھر ایمان ہی کیا خاک پتھر رہ گیا

آنری مجسٹریٹ قاضی حافظ خلیل الدین حسن۔ حافظ پیلی بھیتی

تبرک پر احادیثِ مبارکہ

بزرگوں سے جو چیز نسبت پا جائے اسکو تبرک کی حیثیت سے اہمیت دینا، متبرک سمجھنا قرونِ اولیٰ بلکہ خود صحابہ کے اطوار سے ثابت ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے تھوک مبارک کو صحابۂ کرام زمین پر نہ گرنے دیتے بلکہ ہر ہر صحابی کی یہ تمنا ہوتی کہ میں حاصل کروں جو حضور علیہ السلام کے عاشق اِس تبرک سے محروم رہتے وہ دوسروں کے ہاتھوں کو مَس کر کے اپنے چہروں پر پھیر لیتے۔ پینے کی اشیاء سے متعلق دو حدیثیں جہاں دیگر احکام سے آگاہ فرما رہی ہیں وہاں تبرک کے تصوّر کا بھی پتہ دیتی ہیں۔

حدیث :- ترمذی نے کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے۔ کہتی ہیں "میرے یہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ مشک لٹکی ہوئی تھی اس کے دہانے سے کھڑے ہو کر پانی پیا (حضور علیہ السلام کے اس فعل کو علمائے بیانِ جواز پر محمول کیا) میں نے مشک کے دہانے کو کاٹ کر رکھ لیا"۔

حضرت کبشہ نے بغرض تبرک کاٹ کر رکھا تھا۔ چونکہ اس سے حضور علیہ السلام کا دہن مبارک لگا تھا۔ یہ برکت کی چیز ہے۔ اس سے بیماروں کو شفاء ہو گی۔ "بہارِ شریعت"

حدیث:۔ بخاری اور مسلم میں سہل بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیالہ پیش کیا گیا حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے نوش فرمایا۔ حضور علیہ السّلام کی دہنی جانب سب سے چھوٹے ایک شخص تھے (عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) اور بڑے بڑے اصحاب بائیں جانب تھے۔ حضور علیہ السّلام نے فرمایا لڑکے اگر تم اجازت دو تو بڑوں کو دیدوں۔؟ اُنہوں نے عرض کی حضور علیہ السّلام کے اوپش (تبرک) میں دوسروں کو اپنے پر ترجیح نہیں دونگا۔ حضور علیہ السّلام نے اُن (عبداللہ بن عبّاس) کو دیدیا۔" (بہارِ شریعت)

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا عصار جس سے بہت ہی معجزے ظہور پذیر ہوئے۔ وہ خود تبرک تھا کہ آدم علیہ السّلام سے حضراتِ انبیاءِ کرام ہوتا ہوا حضرت شعیب علیہ السّلام کے پاس آیا۔ اور وہ عصار لڑکی اور داماد حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے رخصت پر عنایت کیا۔

اِسی طرح حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام کا کُرتا تعویز کی شکل میں حضرت یوسف علیہ السّلام کے بازو مُبارک پر تھا جو بعد میں حضرت یعقوب علیہ السّلام کی بینائی واپس لانے کا سبب بنا۔

سنگِ اسود شریف کو جنّت کا شرف حاصِل ہے۔ مگر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اُس کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ عمر اِس وجہ سے تجھے چومتا ہے کہ میرے آقا و مولیٰ کے لب ہائے مُبارک تجھے لگے۔ آج بھی وہ اتنا مُتبرک ہے کہ اگر رش کا عالم ہو تو دور سے ہی اُس کی طرف دونوں ہتھیلیاں کر کے (اپنے ہی کالے کرتوتوں والے) ہاتھوں کو بوسہ دینا بھی ثواب ہے۔

نجس العینُ کھانا حرام

سُنّت ۱۵:۔ یعنی کھانے، پینے کی شے کو نہ پھونکنا۔ اور سُنّت ۱۶:۔ میں گرم نہ کھانے پینے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی عُذر نہ ہو تب کھانے، پینے میں سُنّت، جائز، حلال طریقوں کو اپنانا چاہیئے۔ اور علاج میں بھی حتی المقدور پہلے جائز، حلال طریقوں

کو ہی ترجیح دی جائے۔ علاج کے طور پر شراب پینے کی اجازت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کا صاف فرمان ہے کہ شراب میں شفاء نہیں۔ اسی طرح شہوت کی زیادتی کی وجہ سے بطورِ علاج بغیر نکاح صحبت بھی زنا شمار کی جائے گی۔

جادو، کالا علم سیکھنے میں جہاں انبیاء و رُسل، مقرب فرشتوں کی شانِ پاک میں گستاخیوں کا وِرد کفر ہے وہاں جادو سیکھنے والوں کا یومیہ پاخانہ کھانے والوں کو ـــــ پاخانہ کھانا بھی حرام ہے۔ اور یہ وظیفے کے طور پر ہی نہیں بلکہ ایک بار اگرچہ قلیل ہی ہو حرام ہے ـــــ

کھانے کے دَوران گفتگو کرنا

سُنّت ۱۷:- کھانے کے دَوران گفتگو کرنا۔ جس طرح یہود و نصاریٰ کا قبلہ بیتُ المقدس ہے۔ اور مُسلمانوں کا قبلہ حضور عَلَیہِ السَّلام نے بیت اللہ شریف اللہ ربُّ العزت سے عین نماز کی حالت میں تبدیل کرایا۔ یہود دسْ محرم الحرام کا روزہ رکھتے۔ تو مُسلمانوں کو آقا و مولیٰ صلّی اللہ تعالیٰ عَلَیہِ وسلّم نے نواور دسْ محرم الحرام کے دو روزے رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ غیر مسلم سَر میں آڑی مانگ نکالتے۔ حضور عَلَیہِ السّلام نے ان کے مقابلے یعنی مخالفت پر سیدھی مانگ نکالنے کا حکم فرمایا۔ غیر مسلم بغیر ٹوپی کے سر پر صَافہ، پگڑی باندھتے، حضور پُر نور صلّی اللہ تعالیٰ عَلَیہِ وسلّم نے ٹوپی پر صافہ، عمامہ باندھنے کا حکم فرما کر مسلم اور غیر مسلم کے عِمامہ میں فرق قائم کیا۔ اِسی طرح، مجوسی، آتش پرست، چونکہ کھاتے وقت باتیں نہ کرتے۔ کہ یہ ان کے مذہب کے شعار و عَلامت میں شامِل ہے۔ ہمارے ہادی نے اِس میں بھی باتیں کرنے کا حکم فرما کر فرق قائم فرمایا یعنی مُسلمان کھانا کھاتے ہوئے اچھی گفتگو کریں۔

جس طرح دوسرے اسلامی احکامات میں ہمارے اسلامی بھائی افراط و تفریط کے شکار ہیں کچھ مغربی تہذیب کے دیوانے کھانے کے دوران گفتگو کرنے میں بھی افراط و تفریط میں مُبتلا ہوتے ہیں چنانچہ جب تفریط پر اُترتے ہیں تو لَب کُشائی کو خلاف تہذیب کا نام دیتے ہیں۔ اور جب افراط میں مُبتلا ہوتے ہیں ـــــ تو جھوٹ بولنے، بیہودہ

گفتگو کرنے کو گویا کھانے کے لوازمات میں شمار کرتے ہیں۔

حکایت:۔ کنبہ کے گھروں میں جب ایک جگہ بیٹھ کر کھاتے ہیں تب کسی نہ کسی بہانے پیشاب، پاخانے کا تذکرہ آہی جاتا ہے۔ ممکن ہے جس طرح اُس بچے کو جو شب میں بستر پر پیشاب کر لیتا ہے۔ شیطان خواب میں سیر و تفریح کے بہانے کسی نالی پر بٹھا کر اُسے پیشاب کراتا ہے۔ اُسی طرح کھانے کے دوران کسی گندی گھنونی چیزوں کا تذکرہ کرنے میں بھی ممکن ہے اُسی کا ہاتھ ہو۔ یاد رکھیں خصوصاً کھانے کے دوران کسی شخص کا اِس طرح جی متلی ہو سکتا ہے۔ نہ عام زبان میں اور نہ شائستہ زبان میں اُنکا تذکرہ ہونا چاہیئے۔ مثلاً جس طرح چرکیں شاعر ہر محفل میں اپنا فن دکھاتا تھا۔ ایک دِن اُس کے دوست نے سوچا کہ ممکن ہے کھانے کے دوران پیشاب پاخانے کے تذکرے سے پرہیز رکھے۔ چنانچہ دوست بطور مہمان اُس کے گھر داخل ہوا تب چرکین صاحب نے خاطر داری میں کسی طرح کی کسر نہ اٹھا رکھی۔ کبھی لقمے بنا بنا کر خود اُس کے مُنہ میں دیتا تو کبھی اشارہ پاتے ہی پانی پیش کرتا۔ مہمان نے فرمائش کی کہ دوست حسبِ حال کوئی شعر ہو جائے۔ چرکین تو پہلے ہی شعر سُنانے کو بیقرار تھا۔ فوراً حسبِ حال شعر پڑھا۔

دوست کو کھانا کھلایا میں نے اپنے دست سے
پیاس جب اُس کو لگی پیشاب میں نے کر دیا

ایسے حضرات اپنی عادت خصلت سے باز نہیں آتے وہ ایسے مہذّب وقت میں بھی کسی نہ کسی طرح اپنی عادت خصلت کا اظہار کیئے بغیر نہیں چوکتے ______ لہٰذا دورانِ طعام بھی گفتگو مُہذّب کرنی چاہیئے۔ کہ سُنّت بھی ہے۔ اور مجوسیوں، آتش پرستوں کی مخالفت اور اسلامی شعار بھی۔ زود ہضم اور جسمانی نشو نما میں مددگار بھی۔ جب کہ رنج و غم، غصّہ کی حالت میں کھانا کھانے سے قبض یا بدہضمی، دست اور دیگر خرابیوں کا احتمال بھی۔ **یاد رہے** کہ بیہودہ گفتگو ہر وقت خصوصاً کھانے کے دوران کرنی منع ہے۔ اور شائستہ ناشائستہ طور پر بھی ایسی گفتگو نہ چاہیئے کہ جس سے مہمان یا کسی کا بھی دِل مجروح ہو۔ مثلاً داغ کی اُن کے دوست نے دعوت کی، کھانے میں مُرغیوں

کا اہتمام کیا۔ داغؔ جب مہمان خانے پہنچے تو میزبان نے ازراہِ مذاق کہا۔ شعر

داغ کی آج دعوت ہے ◆ کھائیگا گوشت مرغی کا

داغؔ نے برجستہ شعر میں جواب دیا۔ شعر

دَالوں پہ مجھے نَاز ہے ◆ کِھلائیگا گوشت مرغی کا

یہ دَاغ علیہ الرحمۃ تھے جو جواب دیکر ذہن کو متاثر ہونے سے بچالیا یاد رکھیں جو شخص حسّاس ہوگا تو وہ آئندہ ایسی محافل و مجالس میں جانے سے کترائیگا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایسے اسلامی بھائی سے نفرت بھی کر بیٹھے

دوستو! اچھا نہیں آپس میں بیہُودہ مَذاق

اِسکا حاصل ہے فساد۔ اِسکا نتیجہ ہے نِفاق

اور نہ مذاق میں اِس طرح ہنسا جائے کہ سَانس کا پھندا لگ جائے۔ خصوصاً چاول یا اس کے مِثل کھاتے وقت۔ کہ بعض مرتبہ چاول کا دانہ دماغ کو چڑھ جاتا ہے یا کھلاتے ہوئے بسبب ہنسی سے پیٹ پر زور پڑنے کے آنت فوطوں میں اُتر آتی ہے۔ اور ہرنئے کا مرض ہمیشہ کے لئے سَایہ کی طرح ساتھ رہتا ہے۔ ایسی ہنسی سے پیٹ وغیرہ کے تازہ آپریشن کے ٹانکے تک ٹوٹ جاتے ہیں۔ گردہ، پسلی، نس دبنے سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ایسی ہنسی سے آنتوں میں بل پڑنے سے شدید درد پیدا ہوتا ہے۔ بھری محفل میں ریاح تک خارِج ہوجاتی ہے۔ اور یہ تو ضرور ہوتا ہے کہ زیادہ ہنسی چہرے کی رُونق ختم کرتی اور رَنج وغم لاتی ہے

کہد و نذیر خار بھی گل سے جُدا نہیں ◆ مضبُوط ہے بہار کا رشتہ خزاں کے ساتھ

روتے روتے اب تلک ٹوٹا نہیں ◆ ہنستے ہنستے بڑھ گیا جو سلسلہ

کِھل کِھلا کر زور سے ہنستے نہیں اہلِ شعور ◆ اِس سے ہوجاتا ہے کم۔ دِل کا سرور آنکھوں کا نور

اکثر دیکھا گیا ہے کہ مذاق سے جھگڑے اور لڑائی تک کی نوبت آجاتی ہے۔ گویا ہنسی، غمی میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ اور کھانسی۔ دمے والوں کیلئے ہنسی بہت ہی مضر ہے۔ اُس وقت وہ مِثال صَادِق آتی ہے کہ "رونے کو بیٹھی تھی۔ اوپر سے آگیا بھیّا"۔

کہ ایسا دَمے کا پھندا لگتا ہے کہ کافی دیر میں سانس آتا ہے۔ مرنے میں جو تکلیف ہوتی ہے، وہ ہوتی ہے مگر مرنا پھر باقی ذمہ رہتا ہے۔

جس طرح نماز کی حالت میں، درس، واعظ و نصیحت کے دوران۔ اور وضو کرتے ہوئے کو سلام کرنا منع ہے اسی طرح کھاتے ہوئے کو سلام کرنا منع ہے۔ کہ سلام کرنا سُنّت ہے اور جواب دینا واجب۔ جس طرح وضو کرتے ہوئے سلام کا جواب دینے میں توجہ ہٹنے پر وضو ناقص تو نماز ناقص ہو سکتی ہے۔ اسی طرح کھانے کے دوران حلق میں لقمہ پھنس نے، پھندا لگنے، سانس رُکنے کا احتمال ہے۔ کیونکہ سلام کا جواب فوری فطرتاً دینا پڑتا ہے۔ جس کے سبب پھندا وغیرہ سب کچھ ممکن ہے جبکہ کھانے کے دوران گفتگو کرنے میں یہ احتمال نہیں، کہ کھانے والا جب مناسب سمجھتا ہے جبھی گفتگو کرتا ہے۔ یا جواب دیتا ہے۔

الحاصل افسر و حاکم ہوں یا عالم و بزرگ، عام حضرات ہوں یا خواص، کھاتے ہوئے چُپ نہ رہیں، کیونکہ چپ رہنا یہ اہلِ عجم اور مجوسیوں کا عمل ہے۔ چاہئے یہ کہ متقی اور پرہیز گاروں کے قصّے حکایات اور کلامِ حکمت و شریعت سے اچھّی اچھّی باتیں کریں جب کہ واہیات و خرافات و غیر مہذّب گفتگو کرنے سے اہلِ مجلس کے دلوں سے وقار جاتا رہتا ہے۔ اور اگر سُنتوں پر عمل کرتے ہوئے، کھائیں، پئیں اور ادبی گفتگو، مسئلے یا پُر نصیحت باتیں کی جائیں تب دیکھنے اور سننے والوں کے دِلوں میں ان کی جگہ مزید محبت و احترام پیدا ہو۔ اور یہی اسلام کو مقصود و مطلوب ہے۔

اِسی طرح بزرگوں کے کھانے کا مذاق اڑانا، اُن کے مُنہ چلانے کی نقل اُتارنا اور اس مذاق میں دوسروں کو بھی شریک کرنا۔ راستے بھر اور دوسرے مقاموں پر اُس کا چرچا کرنا۔ اس طرح کی گفتگو اپنے مُسلمان بھائی کی ہجو، ہتک میں شمار ہوتی ہے۔ جو ناجائز و حرام بھی ہے۔ کسی مُسلمان پر چوٹ، طنز بھی نہ کیا جائے جو کہ اکثر عورتوں میں طنز کسے جاتے ہیں۔

ہر سعادت مند کرتا ہے بزرگوں کا ادبُ
اِس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہر دِل عزیزی کا سبب

ہاتھ سے گرے لقمہ کو اُٹھا کر کھانا

سُنّت ۱۸:- ہاتھ سے گرے لُقمہ کو اُٹھا کر کھانا۔ زمین سے اُٹھانے میں جھاڑ کر کھالینا چاہیئے اور دسترخوان سے بغیر جھاڑے ہی کھانا چاہیئے کہ دسترخوان بچھایا ہی اس وجہ سے جاتا ہے۔ **حدیث:**- ابنِ ماجہ نے امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ "نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم مکان میں تشریف لائے۔ روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا۔ اُس کو اُٹھا کر پونچھا پھر کھالیا۔ اور فرمایا عائشہ اچھّی چیز کا احترام کر کہ یہ چیز (یعنی روزی) جب کسی قوم سے بھاگی ہے تو لوٹ کر نہیں آئی۔" یعنی اگر ناشکری کی وجہ سے کسی قوم سے رزق چلا جاتا ہے تو پھر واپس نہیں آتا۔ یہ اُس ذاتِ مقدس کا عمل ہے جس کے غلام یعنی ابدال ملکوں کے سربراہوں کو معزول اور یہ کہ ملکوں کا سربراہ مقرر کرتے ہیں۔ جس ذاتِ گرامی کی عرش سے تحتُ الثریٰ تک حکومت و نبوّت ہے۔ اور خالقِ کائینات کے دربار میں یہ اعزاز کہ اُس کے محبُوبِ اعظم یعنی خالق خود سب سے زیادہ اُنہیں چاہتا ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبُوب و محب میں نہیں میرا تیرا

اور اس میں بھی شک نہیں کہ آقا و مولیٰ کا اپنی عزیز ترین شریکِ حیات سے یہ ارشاد فرمانا درحقیقت اپنی اُمّت کو ترغیب دینا تھا۔ جس طرح ہوشیار ساس اپنی لاڈلی بیٹی کو ڈانٹتی ہے۔ اور حقیقت میں بہو کو سمجھانا مقصود ہوتا ہے۔ مگر ہم غلاموں کو اس طرف توجہ دینی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبُوبِ اعظم کو ایسے عظیم اختیارات عطا فرمائے کہ صرف آقا نے اتنا ہی فرمایا تھا کہ اگر میں چاہوں تو یہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلیں۔ مگر میں اس میں خوش ہوں کہ ایک وقت کھاؤں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں، اور دوسرے وقت نہ کھاؤں تو صبر کروں۔ صرف اتنے کہنے پر ہی پہاڑ

سُونے کے ہو گئے۔ اور سونا اُگل رہے ہیں۔ لہ

ایسے عظیم اختیارات کا مالک گو کہ ترغیب کے ہی لئے روٹی کا ٹکڑا زمین سے اُٹھا کر کھائے کیا یہ کمال درجہ کی اپنے ربّ کے حضُور عاجزی انکساری نہیں؟ اور کیا اُمّت پر کمال درجہ کی محبّت و شفقت نہیں؟ کہ خود عمل فرما کر غلاموں کا حجاب توڑا۔ ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد جو ذات عظیم ہے۔ جب وہ روٹی کا ٹکڑا اُٹھا کر کھائے تو ہماری کیا حیثیت کہ ہمیں شرم یا کراہت آئے۔؟ اَب آقا و مولیٰ صلّی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسُلّم کے صحابہ کا عمل بھی مُلاحظہ کریں کہ اُنہوں نے اِس سُنّت کو کس محبّت سے اپنایا۔ **حدیث**:۔ ابن ماجہ نے حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے کہ معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کھانا کھا رہے تھے اُن کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا اُنہوں نے اُٹھا لیا اور صاف کر کے کھالیا۔ یہ دیکھ کر گنواروں نے آنکھوں سے اشارہ کیا (کہ یہ کتنی حقیر و ذلیل بات ہے کہ گرے ہوئے لقمہ کو اِنہوں نے کھالیا) کسی نے اُن سے کہا خدا امیر کا بھلا کرے (معقل بن یسار وہاں امیر و سردار کی حیثیت سے تھے) یہ گنوار کنکھیوں سے اشارہ کرتے ہیں کہ آپ نے گرا ہوا لقمہ کھالیا، جب کہ آپ کے

لہ:۔ یہ حقیقت ہے کہ عرب کے وہ پہاڑ سونا اُگل رہے ہیں۔ اور تقریباً ساٹھ سال سے عرب کے نجدیوں نے سونے کی کانوں کا ٹھیکہ یہودیوں کو دیا ہُوا ہے۔ اور عرب کے نجدیوں کو یہودیوں سے اِس قدر پیار بھی ہے کہ سونے اور تیل کی رقم بھی اُنہی یہودیوں کے بنکوں میں بغیر سود کے جمع کر رکھی ہے۔ قاعدے کی بات ہے کہ جو عشقِ رسُول صلّی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسُلّم سے کورا ہو گا۔ اس کا مسائل سے کورا ہونا تو لازمی ہے۔ اُن کو یہ بھی معلوم نہیں کہ حربی کافر یعنی وہ کافر جو مسلمانوں کو اذیت دینے کے درپے ہو وہ حربی کافر ہے۔ حربی کافر کا سُود، سُود نہیں ہوتا مالِ غنیمت ہوتا ہے۔ جس رقم کا سنکھوں روپیہ سُود یعنی مالِ غنیمت حاصل ہوتا۔ جو نہیں حاصل کر رہے ہیں اصیہُودی اِنکا جوتا انہی کا سَر کر رہے ہیں، یعنی وہ اِس رقم سے اسلحہ کے کارخانے اور مسلم ممالک میں انتشار پیدا کرنے کی غرض سے غداروں کو خریدنے کا کام لیتے ہیں۔ اِن عرب ممالک کی اصل رقم اُن کے قبضے میں ہے اِنکا بلیک میل ہونا فطرتاً ہے۔ لہذا اِن کے چوہدری مخبری کا بخوبی فرض ادا کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے تقریباً تیس یا چالیس لاکھ کی آبادی اسرائیل چوالیس (۴۴) اسلامی ملکوں کی چھاتی پر دال دَل رہا ہے۔ کہ جو حضورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسُلّم سے رشتہ توڑے اور حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسُلّم کی گستاخی کو کفر ہی نہ جانے پھر اُسکی ذِلّت اور رُسوائی تو لازمی ہے۔

سامنے یہ کھانا موجود ہے۔ اُنہوں نے (امیر نے) فرمایا۔ اِن عجمیوں کی وجہ سے میں اُس چیز کو نہیں چھوڑ سکتا ہوں جو میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ عَلَیہِ وسلّم سے سُنا ہے کہ ہم کو حکم تھا جب لُقمہ گر جائے تو اُسے صاف کر کے کھا لیا جائے شیطان کیلئے نہ چھوڑ دو"۔
اِس حدیث پاک سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ ① کہ اس علاقے کے امیر کا یہ عمل لوگوں کے درمیان۔ ② اشارے سے برہم جاننے والے گنوار تھے۔ ③ کسی کا پاس لحاظ کئے بغیر صاف دو ٹوک فرمانا کہ کبھی ہر گز یہ سُنّت نہیں چھوڑ سکتا ④ گنواروں کی اشارے والی حرکت دیگر صحابہ کو اتنی ناگوار لگی کہ امیر سے شکایت کی۔ اِسکو غیبت، چغلی نہ جانا۔ ⑤ صحابیِ رسُول کے واقعہ میں آخری جملہ حدیث کا تھا جس کی وجہ سے تمام ہی عبارت حدیثِ پاک شمار کی گئی۔
اب عظیم بشارتیں بھی مُلاحظہ کریں۔ **حدیث**:۔طبرانی نے عبدُاللہ ابن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے کہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ عَلَیہِ وسلّم نے فرمایا کہ "روٹی کا احترام کرو کہ وہ آسمان و زمین کی برکات سے ہے۔ جو شخص دستر خوان سے گری ہوئی روٹی کو کھالیگا اُس کی مغفرت ہو جائے گی"۔
اللہ عزّ وجلّ و رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ عَلَیہِ وسلّم کے دربار میں نقد سودا ہے۔ اَب ہماری مرضی ہے کہ ہم گنوار ہونا پسند کریں اور شرم و کراہت کو زبردستی آڑ بنائیں۔ یا پھر اپنے آقا و مولیٰ کی حقیقی غلامی اختیار کر کے دنیا و آخرت میں سرخروئی، اور دنیا میں برکات، اور آخرت میں بخشش و مغفرت کو پسند کریں۔
حدیث:۔صحیح مُسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مَروی کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ عَلَیہِ وسلّم نے فرمایا۔ شیطان تمہارے ہر کام میں حاضر ہو جاتا ہے کھانے کے وقت بھی حاضر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر لقمہ گر جائے اور اُس میں کچھ لگ جائے تو صاف کر کے کھا لے۔ اُسے شیطان کے لئے چھوڑ نہ دے۔ اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو اُنگلیاں چاٹ لے۔ کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصّہ میں برکت ہے"۔

دیگر احادیث سے بھی یہ ثابت ہے کہ جو شخص دسترخوان پر گرے لُقمہ، بوٹی، وغیرہ کو اُٹھا کر کھالے وہ ہمیشہ رِزق کی فراخی میں رہتا ہے۔ اور ایک بڑا فائدہ یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ تکبّر ٹوٹ جاتا ہے۔

حُورانِ جنّت کا مَہر

حدیث:۔ کنز العباد کی بعض روایات میں وارد ہے کہ "جو شخص دسترخوان پر گرا ہوا کھانا کھالے تو وہ حورانِ بہشت کا مہر ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اُس کو اور اُس کی اولاد کو جُذام، برص اور جنون سے محفوظ رکھے گا"

مُسلماں ہے وہی جو دین پر قربان ہوتا ہے
مُسلماں ہوں۔ یہ کہہ دینا بڑا آسان ہوتا ہے

کھانا کھانے کے بعد اُنگلیاں اور برتن چاٹنا

سُنّت ۱۹:۔ کھانے کے بعد اُنگلیاں چاٹنا۔
سُنت ۲۰:۔ کھانے کے برتن اُنگلیوں سے چاٹنا۔

جیسا کہ پیشتر **حدیث**: صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا "شیطان تمھارے ہر کام میں حاضر ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر لقمہ گر جائے اور اُس کو کچھ لگ جائے تو صاف کر کے کھالے۔ اُسے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے۔ اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو اُنگلیاں چاٹ لے۔ کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصّہ میں برکت ہو۔"

اِس حدیثِ پاک میں دو سُنّتوں کی طرف اشارہ ہے۔ اوّل زمین سے گرے لُقمہ کو جھاڑ کر کھانا۔ اس کے متعلق پیشتر بھی مختصر تحریر کیا جا چکا ہے۔ دوم سُنّت یہ کہ کھانے کے آخر میں اُنگلیاں چاٹنا۔ اگلی حدیثِ مبارکہ میں برتن چاٹنے سے متعلق

ارشاد ہے۔ **حدیث**:۔امام احمد ترمذی ابنِ ماجہ نے نبیشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، "جو برتن کو (انگلی سے) چاٹ لے گا وہ برتن اس کیلئے استغفار کریگا۔ **حدیث**:۔رزین کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ برتن یہ کہتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ تجھ کو جہنّم سے آزاد کرے۔ جس طرح تو نے مجھے شیطان سے نجات دی"۔

آخر کی دونوں احادیثِ مبارکہ برتن کو چاٹنے پر عظیم بشارتیں دے رہی ہیں۔ استغفار مغفرت کی دعائے سے مشرف ہونا جبکہ ہم اپنے واسطے بھی استغفار کرنے سے محروم رہتے ہیں کہ شیطان اس کے لئے وقت ہی نہیں نکالنے دیتا۔ فرصت ہی نہیں ملتی۔ جب ہم اپنی استغفار کرنے میں بھی بخیل ہوں تو کم از کم برتن کو استغفار سے نہ روکیں کہ اس میں ہماری اپنی بھلائی ہے۔ برتن اور انگلیاں چاٹ لیا کریں کہ برکت بھی حاصل ہو، اور استغفار و بخشش کا سبب بھی اور کھانا جلد ہضم بھی ہو۔ اکثر ہمارے اسلامی بھائی کھانے کے آخر میں چائے اس وجہ سے پیتے ہیں کہ کھانا سینے پر کئی گھنٹے تک رہتا ہے۔ اگر کھانا کھانے کے بعد چائے پی لی جائے تو وہ سینے سے نیچے اُتر جاتا ہے اور بعض حضرات دو وجوہات اور بھی بیان کرتے ہیں کہ ہضم ہونے کی ڈکار آتی ہے جس سے کھانے کا بوجھ جاتا رہتا ہے۔ طبیعت کی گرانی ختم ہو جاتی ہے۔ دوم یہ کہ مٹھاس یا چکناہٹ کے اثرات کو چائے زائل کرتی ہے۔

کاش کہ اسلامی بھائی! اپنے پیارے نبی کی سُنّتوں پر عمل کریں کہ بچا ہوا سالن، شوربہ پی لیا کریں۔ پھر انگلیوں سے برتن اور انگلیاں چاٹ لیا کریں۔ تو مندرجہ بالا تمام خصوصیات بھی حاصل ہوں یعنی کھانا بھی سینے سے نیچے اُتر جائے اور سالن کی مرچ، نمک، مٹھاس اور چکنائی کے اثرات کو بھی ختم کر دے۔ اس طرح چائے بے ضرورت پینے کی عادت کے بے شمار نقصانات سے بھی محفوظ رہیں اور علاوہ استغفار و بخشش اور برکت حاصل ہونے کے کیا یہ کم خصوصیت ہے کہ اپنے پیارے نبی کی پیاری سُنّت کے عامل سُنّی کہلائیں۔؟ جن کی اطاعت کو

اللہ رب العزّت اپنی اطاعت کی بشارت عطا فرمائے۔ جن کی فرمانبرداری کے سبب اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنالے۔ ارشادِ باری ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ ⊏ سورۃ آل عمران آیت ۳۱ ⊐

اللہ کا محبوب بنے جو تمھیں چاہے
اُس کا تو بیاں ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو

جب اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے محبوبِ اعظم کے غلاموں کو اپنا محبوب بنالیا تو پھر مخلوق سے کون ہے جو انہیں نہ چاہے گا۔؟ اللہ رب العزّت کا گستاخ، اور گستاخِ رسُول شیطان کے سِوا گویا سب ہی اُس کے ہو گئے۔ اور یہ کہ اُس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے کہ آقا ؤ مولیٰ اپنی سُنّتوں پر دِل وجان سے عمل کرنے والے اُمّتی سے کس درجہ محبّت فرمائیں گے۔؟ اور مندرجہ بالا شعر کے دوسرے مصرعے پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ رب العزّت نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمابردار کو محبوب بنانے کا وعدہ فرمایا اور اللہ رب العزّت کے محبوبِ اعظم اگر کسی سے محبّت فرمائیں۔ یعنی محبوب کے محبوب سے اللہ تعالیٰ کس درجہ محبّت فرمائے گا اُس کا بظاہر بیان قرآن وحدیث میں نظر نہیں آتا۔ گویا اللہ تعالیٰ کے محبوب سے محبّت کرنیوالے تو اللہ تعالیٰ کے محبوب اور محبوبِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسے چاہیں اُس کا اللہ تعالیٰ کے دربار میں کیا درجہ ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ اور جس کی وجہ اِس کا درجہ بیان سے باہر ہے۔ خود اُس کو اللہ تعالیٰ کتنا چاہتا ہے اُس سے کتنی محبّت فرماتا ہے وہ صِرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اِس مختصر اشارے سے یہ معلوم ہوا کہ مندرجہ بالا فوائد سُنّتوں پر عمل کرنے کے عَلاوہ اصل فائدہ اُمّتی کو یہ حاصل ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بنے گا یعنی خود رب اُسے چاہے گا۔ اور اُمّتی کی یہی معراج ہے، کہ اُس کا رب اُسے چاہے۔ کہ رِزق میں برکت، رِزق کی تنگی سے نجات، اور فراخیٔ رزق سب ہی غلامیٔ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل حاصل۔ اور یہ کہ۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اُن پر جو کھانا کھانے کے بعد اُنگلیاں

چاٹ لیتے ہیں اور اس میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ آدمی کا تکبّر دور ہوتا ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کا سچا غلام بنائے آمین۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی دو جہاں کی بادشاہی ہے
جو یہ حاصل نہیں تو دو جہاں کی روسیاہی ہے

کھانے کا اختتام نمک پر کرنا۔

سُنّت ۲۱:۔ کھانے کی انتہا یعنی اختتام نمک پر کرنا۔ بزازیہ اور ردّ المحتار میں ہے کہ کھانے کی ابتداء نمک سے کی جائے اور ختم بھی نمک پر اس سے سَتّر بیماریاں دفع ہو جاتی ہیں۔ نمک یا نمکین کھانے سے مُراد یہ ہے کہ پانی وغیرہ سے بھی بالکل فراغت پانے پر آخر میں نمک یا نمکین چیز ہی کھالے۔ اُنگلی سے سالن چاٹ لے یعنی پلیٹ اُنگلی سے یا صرف اُنگلی ہی چاٹ لے۔ سالن نہ ہو تو خالی روٹی کا ٹکڑا، لقمہ ہی کھالیا جائے کہ سُنّت کا ثواب بھی پائے۔ اور کھانا ہضم جلدی کے علاوہ سَر درد، نزلہ، زکام، سینہ پر بوجھ، طبیعت پر گرانی سے بھی نجات حاصل ہو۔ اکثر حضرات کھانا کھانے کے درمیان کے بجائے آخر میں پانی پیتے ہیں۔ خصوصاً چاول کھانے کے آخر میں۔ یاد رہے کہ یہ پانی نزلہ، بلغم تیار کرتا ہے۔ داڑھ یا دانت میں درد اور آنکھوں، گلے، حلق، کانوں وغیرہ میں خارش، یہ سب نزلہ ہی ہے۔ ناک کا بہنا، بالوں کی سفیدی، پیر کے تلوؤں سے پسینہ خارج ہونا۔ یہ نزلہ کا خارج ہونا ہے۔ اور یہ اخراج بہتر ہے۔ کان، آنکھ، پھیپھڑوں پر نزلہ گرنے سے کہ، کان پر گرا تو بہرہ کرتا ہے۔ اگر بہرہ نہیں تو کم سے کم اونچا سُننا تو لازمی ہے۔ اگر نزلہ آنکھ پر گرا تو اندھا کریگا۔ یا کم از کم نگاہ کمزور کریگا۔ اگر نزلہ کا اثر گلے پر ہو تو گلے حلق کے بارے میں ہر بچہ اور بڑا جانتا ہے کہ چنے برابر شے بھی حلق سے پھنستی ہوئی اُترتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مُنہ سے بات تک نہیں کی جاتی۔ حلق کی کھال کمزور پڑ جاتی ہے۔ جس کے سبب چھالیہ کے معمولی دانے کی رگڑ سے اکثر حلق کا کینسر ہو جاتا ہے۔

اِسی طرح اگر نزلہ پھیپڑوں پر گرا تو تپدق جس کو ٹی بی بھی کہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کوئی چیز کھا کر اگر کھانسی پیدا ہوتی ہے تو بزرگ حضرات، بچے بڑے کو اُسی وقت حلق میں انگلی ڈلوا کر قے کراتے ہیں، تاکہ سینے سے نزلہ کا پیدا شدہ بلغم، جال، سب نکل جائے۔ ورنہ وہی جال بلغم کھانسی کے ذریعہ تھوڑا تھوڑا ہو کر بڑی ہی تکلیف سے نکلے گا۔ اور شب کا آرام اُس پر اور تمام گھر کے افراد پر بے چینی میں تبدیل کر دیگا۔ اور پھر یہ کہ اُس دوران جو کچھ بھی کھایا، پیا جائیگا سب کا نزلہ ہی تیار ہوگا۔ اور ایسا معلوم ہوگا جیسے کہ سینے میں بلغم تیار کرنے کی فیکٹری یا کارخانہ لگا ہے۔ اگر اسی طرح کچھ عرصے قابو نہ پایا گیا تو پھر ٹی، بی یا تپدق ڈیرا جما لیتا ہے۔

تپِ دق سے اگر چاہے رہائی
بدل پانی کے گنّا چوس بھائی
اگر خوں کم بنے، بلغم، زیادہ
تو کھا گاجر، چنے، شلغم، زیادہ
شِفا چاہے اگر کھانسی سے جلدی ◆ تو پی لے دودھ میں تھوڑی سی ہلدی
دَمہ میں یہ غِذا بے شک ہے اچھّی ◆ کھٹائی چھوڑ، کھا دریا کی مچھّی

اگر نزلہ، زکام کی روک تھام یا نزلہ سے نجات کی غرض سے ناس وغیرہ استعمال کی تب تو ٹھیک ہے بصُورتِ دیگر اِس کو نشہ کی عَادت کے طور استعمال کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں، مکروہ ہے۔

اگر دسترخوان پر چاول اور روٹی موجود ہو تب چاول آخر میں کھائیں۔ اور جس اسلامی بھائی کو میٹھا اور چاول نقصان دیتے ہوں یا بلغمی مزاج ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ روٹی کے بعد ہی چاول کھائے اور بعد میں روٹی کے چند لقمیں بھی کھالے۔ کیونکہ اوّل چاول اور میٹھا کھانا جلد اثر انداز ہوتا ہے۔ اور یوں بھی کہ میٹھا اور چاول اگرچہ تھوڑے ہی کھلائے جائیں پھر روٹی کی جانب ہاتھ نہیں بڑھتا۔ کھانے کے آخر نمک یا نمکین کا استعمال روزہ کی افطار میں بھی ضروری ہے۔ اور یہ

کہ مٹھاس، تیل کی تلی بغیر تلی اشیاء پر پانی نہ پینے کی احتیاط رمضان میں بھی چاہیئے۔ اور اگر بے احتیاطی پر کچھ نقصان نہ پہنچے تب روزہ کی برکت تصور کریں۔ خصوصاً پاکستان میں مندرجہ بالا احتیاطیں ضروری ہیں کہ کشمیر سے کراچی تک بیچ ملک میں بھی دریا اور جنوب میں سمندر کی لہروں سے ہوا ٹکرا کر یہاں کے باشندوں کو اپنے اثرات سے متأثر کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کے باشندوں کا کہنا ہے۔ شعر

کنگے کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
نزلہ، زکام، کھانسی، قومی نشاں ہمارا

کھانے کے بعد اَلحَمدُ لِلّٰہ پڑھنا

سُنّت ۲۲:۔ کھانے کے بعد اَلحمدُ لِلّٰہ پڑھنا۔ تنہا شخص آہستہ، اگر چند احباب کھانے سے فارغ ہوں تب بُلند آواز سے پڑھیں تاکہ شکرِ خدا میں دوسرے اسلامی بھائی بھی شریک ہوں۔ **حدیث**:۔ ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہو کر یہ پڑھتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ٥

اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ نے ہمیں تلقین وہدایت فرمائی ہے کہ منعم ومحسن کا شکریہ ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اُس کی نعمت کی تعریف ہی اللہ جل شانہٗ کا شکریہ ہے۔ یوں تو ہر وقت، ہر آن اللہ رب العزت کی حمد وتعریف کرنا اُس کی بندگی ہے، مگر نعمت کے حصُول پر یہ بندگی سُنّت بھی ہے۔ اور ثوابِ عظیم بھی، اور یہ کہ فراخیٔ رزق کے دروازے شاکر پر کھل جاتے ہیں۔ اور روز افزوں ترقی حاصل ہوتی ہے۔ کہ ایک نعمت کا شکریہ دوسری نعمتوں کے حصُول کا سبب ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا کھانے سے فارغ ہونے پر اس کی حمد بجالانا ہمارے ہی حق میں بہتر ہے۔ البتہ اَلحمدُ کا تلفظ حلق سے صحیح ادا کرنا چاہیئے کہ اَلھَمدُ ادا کرنے سے بجائے تعریف

کے توہین اللہ رب العزت کی ہوگی جس کے معنیٰ نعوذ باللہ "ٹکڑے ہونا، گلنا، سڑنا" ہے۔ اور یہ احتیاط نماز وغیرہ ہر جگہ چاہیے۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم خاص **مُحَمَّد** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادا کرنے میں بھی احتیاط لازم ہے، کہ مُھمَّد کے معنی بھی حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں اسی طرح کی **گستاخی** کے ہیں۔ اس پر مزید تفصیل خادم کی مرتبہ نماز کی کتاب میں مُلاحظہ فرمائیں۔

کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر پونچھنا۔

سُنّت ۲۳:۔ کھانے کے بعد ہاتھ دھونا۔

سُنّت ۲۴:۔ کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر پونچھنا (تولیہ یا رُومال سے) تاکہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے یعنی چکنائی وغیرہ ۔ترمذی، عالمگیری، بہارِ شریعت، جنتی زیور۔

حدیث:۔ ابنِ ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر زیادہ کرے تو جب کھانا حاضر کیا جائے وضو کرے۔ اور جب اٹھایا جائے اُس وقت بھی وضو کرے" (یعنی ہاتھ مُنہ دھولے)

حدیث:۔ ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کسی کے ہاتھ میں چکنائی یا بو ہو اور بغیر ہاتھ دھوئے سو جائے، اور اس کو کچھ تکلیف پہنچ جائے تو وہ خود اپنے ہی کو ملامت کرے"۔ اسی کی مثل حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی مروی ہے۔

اسلامی بھائیو! سُنّت کے ثواب کے علاوہ یہ ہمارے ہی حق میں دیگر سُنّتوں کی طرح **فائدہ مند** ہے کہ بچے بڑے بے دُھلے ہاتھ آنکھ یا زخم وغیرہ پر لگنے سے کس طرح متاثر ہوتے ہیں؟ جس پر گذرتی ہے وہ خوب

جانتا ہے۔ سالن کا ہاتھ۔ دامن، جیب، آستین وغیرہ پر لگنے سے لباس کس طرح آلودہ ہوتا ہے؟ یا وہی ہاتھ اُنگلیاں کسی خاص تحریر پر نقش قائم کردے تو اس وقت دِل کا کیا عالم ہوتا ہے۔؟ چکنے مرچوں کے ہاتھ دھونے کے بعد بھی اپنے اندر مرچوں کے اثرات رکھتے ہیں۔ لہٰذا پونچھنے سے اثرات ختم کئے جائیں۔ اور یوں بھی کہ کھانا کھا کر فوراً کام میں مصروف ہونا ہوتا ہے۔ جب کہ کھانا کھانے سے قبل ہاتھ دھونے کے بعد صرف کھانا کھانا ہی ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے اُس وقت نہ پونچھنا ہی سُنّت ہے۔ اور کھانا کھانے کے بعد ہمارے ہادی، ہمارے رہبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہمارے ہی تحفظ کی خاطر کمال شفقت سے ہاتھوں کا دھونا اور پھر اُس کی چکناہٹ کو پونچھنا ہم پر پہلے ہی لازم فرما دیا۔

صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَلَّمُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

تر ہاتھ چہرے اور سر پر پھیرنا۔

سُنّت ۲۵:۔ تر ہاتھ چہرے وغیرہ پر پھیرنا۔ **حدیث:۔** ترمذی نے عکراش بن ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہتے ہیں "ہمارے پاس ایک برتن میں بہت سی ثرید اور بوٹیاں لائی گئیں۔ میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف پڑنے لگا اور رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنے سامنے سے تناول فرمایا۔ پھر حضُور علیہ السّلام نے اپنے دوسرے سیدھے ہاتھ سے میرا داہنا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ عکراش ایک جگہ سے کھاؤ کہ یہ ایک ہی قسم کا کھانا ہے۔ اس کے بعد طبق میں طرح طرح کی کھجوریں لائی گئیں۔ میں نے اپنے سامنے سے کھانی شروع کیں۔ اور رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ہاتھ مختلف جگہ طبق میں پڑتا۔ پھر فرمایا کہ عکراش جہاں سے چاہو کھاؤ۔ کہ یہ ایک قسم کی چیز نہیں۔ پھر پانی لایا گیا۔ حضُور علیہ السّلام نے ہاتھ دھوئے اور ہاتھوں کی تری سے منہ اور کلائیوں اور سر پر مسح کر لیا۔ اور فرمایا کہ عکراش جس چیز کو آگ نے چھوا یعنی جو آگ سے پکائی گئی ہو اس کو کھانے کے بعد

یہ وضو ہے۔" ـــــــ اس حدیثِ پاک میں اُن سُنتوں سے متعلق بھی حکم ہے جن سُنّتوں کا پہلے بیان ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ تر ہاتھ چہرہ وغیرہ پر پھیرنے سے ایک تازگی سی پیدا ہوتی ہے۔ چہرہ پُر رونق اور ہشاش بشاش نظر آتا ہے۔

کھانے کے اوّل و آخر ہاتھ مُنہ دُھونا محتاجی دور کرتا ہے

حدیث:۔ طبرانی ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے کہ ارشاد فرمایا" کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا (ہاتھ منہ دھونا) محتاجی کو دور کرتا ہے، اور یہ مرسلین کی سُنتوں سے ہے۔"

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی ہر حدیث، ہر فرمان سے ہمارے ہی حق میں ہر قسم کی بھلائیاں پھوٹی پڑتی ہیں۔ کاش کہ ہم دل سے اپنائیں بھی۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه وَسَلَّمْ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

کھانا کھانے کے بعد مسواک کرنا۔

سُنّت ۲۶:۔ کھانا کھانے کے بعد مسواک کرنا۔ مُنہ چونکہ بدن میں ہر کھانے پینے کی چیز داخل کرنیکا ذریعہ ہے۔ اور اسی طرح سانس کا بدن میں آنا جانا مُنہ سے ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی صفائی کا سارے بدن کی صفائی پر دارومدار ہے ورنہ مُنہ میں داخل ہونے والی تازہ ہوا بھی مُنہ کی بدبو سے متاثر ہو کر بدن میں بجائے فائدے اور نفع کے نقصان ہی پہنچائے گی۔ پھر معاشرے میں کسی سے گفتگو اور قریب رہنے کا واسطہ بھی رہتا ہے۔ عزّت و عظمت برقرار رکھنے کے بھی ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہی اصُول عطا فرمائے۔ اور ایسے اصُول کہ ان میں حکمت ایک سے دوسری بہتر۔ تیسری حکمت بہتر سے بہتر تر۔ اور پھر ہر سُنّت میں بیشمار حکمتیں۔

حدیث:۔ امام احمد ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔" رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مسواک کا التزام رکھو کہ وہ سبب ہے مُنہ کی صفائی

اور ربّ تبارک و تعالیٰ کی رضا کا۔"

مسواک کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد و عبادت اور رسُول اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر دُرود و سلام اور آیات و حدیث پڑھنے میں عظیم نیکیوں کا حصُول، فرشتوں کا قرب، مُنہ کی جِلا اور دانتوں کے حُسن سے چہرے کی رونق حاصل ہوتی ہے۔

حدیث:۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مَروی کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں۔ (یعنی اُنکا حکم ہر شریعت میں تھا) ۱:۔ مونچھیں کترانا۔ ۲:۔ داڑھی بڑھانا۔ ۳:۔ **مسواک کرنا**۔ ۴:۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ ۵:۔ ناخن تراشنا۔ ۶:۔ اُنگلیوں کی چنیں دھونا۔ ۷:۔ بغل کے بال دور کرنا۔ ۸:۔ موئے زیرِ ناف مونڈنا۔ ۹:۔ استنجا کرنا۔ ۱۰:۔ کلی کرنا۔

معلوم ہوا کہ مسواک کرنا بھی سابقہ انبیاء علیہم السّلام کی سُنّت ہے۔ اور آج بھی اس کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ وضو اور مسواک کرنے سے باوقار چہرہ، پُر اثر گفتگو، حسبِ منشا نتیجہ جلد حاصِل ہو گا۔

الحاصِل یوں تو مسواک کی اہمیّت پر وُہ واضح حدیث جسمیں حضُور پُر نور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا اُمّت پر مشقت کی وجہ سے مسواک کا فرض نہ کرنا بیان فرماتی ہے۔ کافی ہے۔ جب کہ مسواک کرنے کی تاکیدات اور اُس کے فوائد پر احادیثِ کثیرہ بھی ہیں، اور اسی طرح علماء و اطباء کے اقوال، جنکا حاصِل یا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ مسواک پاک کرتی ہے مُنہ کو، اور راضی کرتی ہے رَبّ تعالیٰ کو، اور مستجاب بناتی ہے دُعاء کو، اور زیادہ کرتی ہے فصاحت کو، اور تیز کرتی ہے نِگاہ کو، اور دوست بناتی ہے دُشمن کو، اور وقار لاتی ہے دوستوں میں، اور سیدھا رکھتی ہے کمر کو، اور دیر میں لاتی ہے بڑھاپے کو، اور آسان کرتی ہے نزع کو، اور یاد دلاتی ہے موت کے وقت کلمۂ شہادت کو، اور ہضم کرتی ہے کھانے کو، اور دُور کرتی ہے شیطان کو، اور قریب لاتی ہے فرشتوں کو، اور وسیع کرتی ہے روزی کو، اور دُور کرتی ہے دانتوں کے میل کو، اور قوی کرتی ہے معدے کو، اور زیادہ کرتی ہے عقل کو،

اور دُور کرتی ہے دردِ دنداں کو، اور نورانی کرتی ہے چہرے کو، اور پاک کرتی ہے دِل کو، اور صَاف کرتی ہے حلق کو بلغم سے، اور قطع کرتی ہے رطوبت کو، اور قوت دیتی ہے دِل کو، اور دُور کرتی ہے مُنہ کی بدبو کو، اور شِفاء بخشتی ہے بدن کی ہر بیماری کو، اور جِلاء و چمک بخشتی ہے دانتوں کو، اور سُستی رکھتی ہے سُنّی کو

خوب رکھو اپنے دانتوں کی صفائی کا خیال
اس ذرا سی بات میں ہے تندرستی کا کمال

حدیث:۔ صحیح مسلم میں امّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہ "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر سے جب بھی گھر میں تشریف لاتے سب سے پہلا کام مسواک کرنا ہوتا۔"

اور یوں بھی مسواک کرنا ضروری ہے کہ جب ہم کوئی چیز کھاتے ہیں تو دانتوں پر غِذا کی پالش کی طرح تہہ جم جاتی ہے۔ جو چند منٹ بعد ہی تیزاب کی شکل میں تبدیل ہو کر دانتوں کے حُسن، جِلاء و چمک کو چاٹ جاتی ہے۔ دانتوں پر غذا کی پالش مسواک سے ہی بہتر طور پر صاف ہو سکتی ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اِس میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

کھانے کے بعد دانتوں کا خلال کرنا۔

سُنّت ۲۷:۔ کھانے کے بعد دانتوں کا خلال کرنا۔ **حدیث:۔** ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص کھانا کھائے اور دانتوں میں کچھ رہ جائے اُسے اگر خلال سے نکالے تو تھوک دے۔ اور زبان سے نکالے تو نگل جائے۔ جس نے ایسا کیا اچھا کیا۔ اور نہ کیا تو بھی حرج نہیں۔" اس حدیثِ پاک سے جو مسائل واحکام معلوم ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ وہ آخر میں بیان کئے جائیں گے۔ کھانا کھانے

کی دیگر سُنّتوں کے دین ودنیاوی فوائد کی طرح خلال کرنے میں بھی ہمارے ہی حق میں بے شمار فوائد ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کھانے کے بعد خلال فرمایا کرتے تھے، اور خلال کرنے کی تاکید بھی فرماتے۔ لہٰذا اس کے فوائد اور نہ کرنے کے نقصانات بھی تحریر کرنا ضروری ہیں۔

خلال کرنے کے فوائد اور نہ کرنے کے نقصانات

اوّل یہ عرض کرنا ہے کہ خلال کرنے میں بھی دانتوں کی بقا حُسن، کھانے کی لذّت، صحت کا راز پوشیدہ ہے۔ کہ ہم جو کچھ بھی کھاتے ہیں اُس کا ریشہ، اس کے ذرّات دانتوں میں رہ جاتے ہیں۔ جو کچھ ہی دیر بعد تیزاب کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ وہ تیزاب دانت کے جس حصّے پر ہوتا ہے اُس کو کھا جاتا ہے۔ جس طرح چاندی، سونے، پیتل تانبے کو گلانے والا تیزاب ہوتا ہے اسی طرح دانت کو گلا کر ختم کرنیوالا غذا کے ذرّات کا بنا ہوا تیزاب ہوتا ہے۔ بعض حضرات دانت کو چاٹنے والا، دانت کو کھانے والا کیڑا بتاتے ہیں۔ جب کہ ڈاکٹری میں ایسے کیڑے کی کوئی اصل نہیں۔ ایسے حضرات کی توجہ کے لئے عرض ہے کہ کیڑوں کا وجود ہے اور یقیناً ہے مگر کیڑوں کا وجود بھی غذا کے ذرّات اور خلال نہ کرنے کے سبب سے ہی ہے۔

کاش کہ ہم اپنے آقا و مولیٰ ہادی و رہبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی سُنّت مُبارکہ پر عمل کریں تو دانت جیسی نعمت سے بھی محروم نہ ہوں۔ "زبان" دانت کی خاردار نوکوں سے بھی باربار ٹکرا کر زخمی نہ ہو۔ اور یہ کہ غذا کی لذّت سے بھی محروم نہ ہوں۔ اسی طرح اَن چبائے غذا کے پیٹ میں جانے سے جو نقصانات پیدا ہوتے ہیں اُن سے بھی محفوظ رہیں۔ نیز یہ کہ کچھ ہی دنوں بعد دانت، بدنما، بدشکل، اور پھر چدیس ٹیس اور درد کے بعد دانتوں سے محرومی پر دانتوں کی مدد سے کھانے والی چیز کو حسرت بھری نگاہ سے نہ تکیں۔ اُن اشیاء کیلئے نہ تڑپیں۔ اور پھر دانتوں کے نہ ہونے سے چہرے کی بدرونقی کے علاوہ غذا دانتوں کی چکّی سے بغیر گذرے معدے

جگر، گردہ، میں جاکر عجیب عجیب بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ اس کا اندازہ وہی کچھ لگا سکتے ہیں جن پر گذرتی ہے۔ اس کی ابتداء داڑھ سے ہوتی ہے کہ پہلے داڑھ کا تھوڑا حصہ کھانے کے ذرّات کا بنا ہوا تیزاب چاٹتا ہے۔ پھر اُس میں اضافہ ہو کر داڑھ میں خول پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ چھالیہ کا دانہ، امرود کے بیج کئی کئی دن بعد بدقّت بَر آمد ہوتے ہیں۔ کوئی بھی بادی چیز پیٹ میں جاکر جو گل کھلائے گی اُس میں کچھ وقت لگے گا۔ مگر داڑھ یا دانت میں رُکے ہوئے ذرات اُسی وقت نقد دَرد جیس، ٹیس، مسوڑوں میں ورم پیدا کریں گے۔ اگر کسی کے دریافت کرنے پر یہ بتایا گیا کہ چاول کھائے ہیں۔ دال اُرد کی کھائی ہے۔ یا گوبی کی سبزی کھائی ہے۔ تب یہ کہنے والے بہت مل جائیں گے کہ یہ سب کچھ چاول، گوبی، دال اُرد کی کرامت ہے۔ مگر یہ کہنے والا سَو سَو کوس بھی نہ ملے گا کہ یہ خلال نہ کرنے کا نتیجہ[1] ہے

اگر ہو دَرد سے دانتوں کے بے کل
تو اُنگلی سے مسوڑھوں پر نمک مَل

خلال کا فیشن

ہمارے بعض اسلامی بھائی خلال بھی کرتے ہیں مگر فیشن کے طور پر۔ **مثلاً** ہوٹل کے مالک یا ملازم سے بات کرنے ہوٹل جانا ہوا۔ یا ہوٹل میں چائے پی کر ہوٹل کے کاؤنٹر پر پیسے ادا کیئے ساتھ ہی دو چار خلال بھی کاؤنٹر سے بغیر اجازت کے اُٹھا لیئے، اور دانتوں میں خلال دبائے باہر نکلے ہی نہیں بلکہ بازاروں میں بھی خلال دبائے پھرتے ہیں۔ کہ ہر شخص یہ جان لے کہ ہوٹل سے نکلے ہیں۔ دانتوں سے مُرغ کی رانیں پھنسی ہوئی نکال رہے ہیں۔ **کاش** کہ خلال بجائے دبائے پھرنے اور فیشن و نام و نمود کے۔ خلال اگر

---

[1] علاج:۔ ایسے وقت فوری علاج یہ کیا جائے کہ پہلے دانت، داڑھ سے وہ ذرات نکالے جائیں جس کی وجہ سے بادی پیدا ہوئی پھر لہسن لَجیل کرائس کا عرق پھُریری وغیرہ سے دَرد کی جگہ دو چار بار رکھیں۔ یا کالی مرچ کو چبا کر دَرد کی جگہ رکھیں اور مُنہ کو بند رکھیں پھر چند منٹ بعد تھوک دیں۔ نزلے کا اثر جاتا رہے گا۔ ورنہ آنکھ بھی متاثر ہوگی اور ممکن ہے کہ داڑھ، دانت نکلوانی پڑ جائے۔ انیس احمد نوری

اپنے دانتوں اور اپنی جان کے تحفّظ کی خاطر کیا جائے۔ تب ہی عمل سُنّت کے درجے کو پہنچے۔ کہ ایسے ہی عمل کا نام بتدریج اہمیّت کے سُنّت واجب، فرض کہلاتا ہے اور اسی مناسبت سے ثواب کا وعدہ۔ اور اس کے برعکس بتدریج جان و مال، ایمان کو نقصان دینے والے عمل کی مناسبت کے مکروہ، ناجائز، حرام کہلاتا ہے۔ اور اسی مناسبت سے عذاب علیم کی وعیدیں، اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے محبوب اعظم نے سُنائیں۔ کہ اُس کے ہی خوف سے مخلوق بُرے کاموں، بدفعلوں سے باز رہیں اور کنارہ کرلیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا فضل وکرم فرمائے اور اپنے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی سُنّتوں پر عمل کرنے کی توفیقِ رفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

اِحکام خلال نیم کی سینک یا لکڑی کی ہو تو بہتر یا اُس لکڑی کی جو تلخ ہو۔ نیم کی لکڑی یا سینک کی تلخی سے مُنہ کی صفائی ہوتی ہے۔ اور مسوڑوں کے لیے بھی مفید ہے۔ غیر استعمال شدہ جھاڑو کی سینک بھی جائز ہے۔ البتّہ پھول میوے کے تنکے شاخ کی نہ ہو۔ حضرتُ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ارشاد ہے کہ "پھولدار پودوں اور انار کی شاخ کا خلال استعمال نہ کرو۔ کہ اُن سے جذام کا مادہ خارج ہوتا ہے" اور یوں بھی کہ کمزور ہونے کے سبب ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر اُس کا نِکالنا دردِ سر بنے گا۔ **حدیث**:۔ حضرت قتیبہ بن دنوب سے مروی ہے کہ حضورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ آس کی لکڑی سے خلال نہ کیا کرو۔ اور نہ کسی خوشبو کی لکڑی سے۔ بلاشبہ میں اس بات کو بُرا جانتا ہوں کہ جُذام کا اثر ہو جائے (ابو نعیم. کتابُ الطب)۔ عُلماء نے لکھا ہے کہ کئی لکڑیاں ہیں جن سے خلال کرنا ممنوع ہے۔ کہ اُن سے خلال کرنے سے دانتوں میں کیڑا لگ جانیکا خطرہ ہے۔ مثلاً انار، بانس (جسکا قلم بناتے ہیں۔) اور ہر میوے کی لکڑی، خصُوصاً امرود، سیب، ناسپاتی، انجیر منقی، کشمش، وغیرہ میں جو لکڑی ہوتی ہے۔ **نیز** سونا، چاندی، تانبا اور پیتل ان چاروں دھاتوں سے بھی خلال نہ کیا جائے کہ مَرد اور عورت نہ چاندی، سونے کے برتنوں میں کھا پی سکتے ہیں۔ اور نہ اُن کی سلائی سے سُرمہ لگا سکتے ہیں۔ اور

نہ چاندی، سونے کی پیالی سے تیل نہ خاصدان سے پان استعمال کر سکتے ہیں غرض کہ اس طرح کا سونے چاندی کا استعمال مَرد و عورت دونوں کیلئے حرام ہے۔ البتہ عورت صِرف سونے، چاندی کا زیور پہن سکتی ہے۔ اور مَرد کو صِرف چاندی کی سَوا چار (۴ ۱/۴) ماشے وزن کی ایک نگ والی انگوٹھی کی رعایت ہے۔ اور سونے یا چاندی کی ڈلی خواہ کتنے ہی وزن کی ہو مَرد جیب وغیرہ میں رکھ سکتا ہے۔

یاد رہے! کہ کیل، سوئی، آل پن، اور لوہے کی تار سے ہرگز، ہرگز خلال نہ کیا جائے، کہ یہ مسوڑوں، دانتوں کو کئی طرح سے نقصانِ عظیم پہنچاتی ہیں۔ لوہا تو دانتوں کو چھونے مَس کرنے سے ہی ٹیس، دَرد پیدا کرتا ہے۔ اسکے استعمال سے دانت جڑ سے ہلتا ہے۔ پائیریا جیسے مُوذی مرض کو جنم دیتا ہے۔

تانبہ، پیتل کی ہندُوؤں کی طرح کوئی خلال گلے میں لٹکانی بھی جائز نہیں۔ زبان سے نکالا ہُوا ریشہ نگل سکتے ہیں۔ اور خلال سے نکالا ہوا ریشہ پھینک دیا جائے۔ البتہ لوگوں کے سامنے پھینکنے سے گریز کیا جائے۔ اور اگر خلال سے نکلی ہُوئی غذا مُنہ کے مُنہ میں ہی حلق میں چلی جائے تب بھی حرج نہیں۔ **اسی طرح** خلال سے ہی یا بغیر خلال کے داڑھ دانت سے نکلی ہوئی غذا اگر پیٹ میں چلی جائے اگرچہ چنے کے برابر ہو، خواہ کالی مرچ کی تیزی جیسی ہی شے ہو اُس سے روزے میں بھی خلل نہیں آئے گا۔ **جبکہ** روزے کی حالت میں صرف تِل کے برابر یا تِل ہی اگر قصداً حلق میں لے جائے تو روزہ جاتا رہتا ہے۔ **مکروہ:۔** داڑھ، دانت سے ریشہ باہر نکالکر پھر دوبارہ مُنہ میں داخل کرنے اور پاک وغیرہ کا خیال کئے بغیر عام لکڑی یا تنکے سے خلال کرنے سے برکات سے محرومی تنگیٔ رِزق اور محتاجی کا سبب، اور

۱؎ **منجن سے علاج:۔** پھٹکری، کالی مرچ، لاہوری سیندھا نمک، سب ہم وزن پیسیں، بہت باریک پوڈر کی طرح نہ ہو۔ ہر روز صبح اور رات کو سونے سے قبل، ہتھیلی پر ایک دو قطرے روغنِ تلخ یعنی سرسوں کا تیل ڈالیں۔ پھر اُس پر حسبِ ضرورت منجن ڈالکر دانتوں پر ملیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ دانتوں کی دوسری بیماریاں بھی جاتی رہیں گی۔ انیس احمد نوری۔

یہ کہ مکروہ اور خلافِ ادب بھی ہے۔

گھر کے افراد کا مِل کر ایک ساتھ کھانا۔

سُنّت ۲۸:۔ گھر کے افراد کا مِلکر ایک ساتھ کھانا۔ **حدیث**:۔ ابن ماجہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلّم نے فرمایا کہ "اکھٹے ہو کر کھاؤ الگ، الگ نہ کھاؤ۔ کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے"۔

حدیث:۔ ابوداؤد، ابن ماجہ، وحبان وحشی بن حرب سے روایت کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کی یارسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلّم ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے۔ فرمایا "اکھٹے ہو کر کھاتے ہو یا الگ الگ۔ عرض کی الگ الگ، فرمایا۔ جمع ہو کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لو تمھارے لئے اُسی میں برکت رکھی جائیگی"۔ اِس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ گھر کے تمام افراد مِلکر کھانا کھائیں اور سب بسم اللہ شریف ضرور پڑھ لیا کریں۔

حدیث:۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مَروی ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلّم فرماتے ہیں "ایک شخص کا کھانا دو ۲ کیلئے کفایت کرتا ہے۔ اور دو کا کھانا چار کیلئے کفایت کرتا ہے۔ اور چار کا کھانا آٹھ کو کفایت کرتا ہے"۔

آج بھی اِس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے بشرطِ کہ بسم اللہ شریف پڑھ کر اور سُنّتوں پر عمل کرتے ہوئے کھایا جائے۔ تو چار کا کھانا آٹھ کو بخوبی ہوسکتا ہے۔ بلکہ جس حدیثِ پاک میں زیادہ سے زیادہ کھانا تہائی پیٹ (ایک حصّہ کھانا ایک حصّہ پانی اور ایک حصّہ سانس) کا ارشاد ہے۔ اُس حدیث کی روشنی میں بارہ افراد سے زائد بھی کھاسکتے ہیں۔ **حدیث**:۔ شرح سنہ میں حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھے۔ کھانا پیش کیا گیا۔ ابتدا میں اِتنی برکت ہم نے کسی کھانے

میں نہیں دیکھی۔ مگر آخر میں بڑی بے برکتی دیکھی۔ ہم نے عرض کی یارسُول اللہ ایسا کیوں ہوا۔ فرمایا "ہم سب نے کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھی تھی۔ پھر ایک شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانے کو بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھ شیطان نے کھالیا۔

حدیث: صحیح مسلم میں حضرتؓ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں۔ جب ہم لوگ حضورِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ساتھ کھانے میں حاضر ہوتے تو جب تک حضورِ انور شروع نہ کرتے کھانے میں ہم ہاتھ نہ ڈالتے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ہم حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاس حاضر تھے۔ ایک لڑکی دوڑتی ہوئی آئی جیسے اُسے کوئی دھکیل رہا ہے اُس نے کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا۔ حضور علیہ السّلام نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک اعرابی دوڑتا ہوا آیا جیسے اُسے کوئی دھکیل رہا ہے۔ تو حضور علیہ السّلام نے اُس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ اور یہ فرمایا کہ جب کھانے پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا جاتا وہ کھانا شیطان کے لئے حلال ہو جاتا ہے۔ شیطان اِس لڑکی کے ساتھ آیا کہ اسکے ساتھ کھائے، میں نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر اِس اعرابی کے ساتھ آیا کہ اِس کے ساتھ کھائے۔ میں نے اِس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ قسم ہے اُس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ **اُس کا ہاتھ** اِن کے ہاتھ کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ اُس کے بعد حضور علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا۔ یعنی بسم اللہ کہی: اور کھانا کھایا۔" اِسی کے مثل امام احمد، ونسائی، ابوداؤد اور حاکم نے بھی روایت کی ہے۔

علمِ مصطفٰے مندرجہ بالا حدیثِ پاک سے یہ بھی ہم پر روشن ہوا کہ کائینات کی دوسری چیزوں کی طرح ہمارے آقا ومولیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر شیطان بھی چھپا ہوا یعنی پوشیدہ نہیں۔ اور یوں بھی کہ جس آنکھ مبارک کو خالق جو غیب الغیب ہے خود اپنا دیدار کرائے اُس آنکھ سے مخلوق کی کون سی شے پوشیدہ رہ سکتی ہے؟ یہی وجہ ہے کہ تقدیر کا لکھا پڑھ لیتے ہیں۔ کہ بوقتِ جہاد ایک شخص کو بہت ہی زیادہ کفّار ومشرکین سے جنگ کرتے منہمک پایا صحابہ نے اس پر رشک کیا تو حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں اِس کا ٹھکانا دوزخ میں دیکھ رہا ہوں۔ اور ایسا ہی

ہوا کہ وہ زخموں کی تاب نہ لا کر اُسنے خودکُشی کی۔

اور یہ کہ نجدیوں کا اوّل دورِ اسلام میں پہلی بار دسؔ صحابہ کو، دوسری بار ستّر، صحابہ کو تبلیغ[1] کے بہانے لیجانے میں بھی غیبُ داں نبی نے اُنھیں صحابہ کا انتخاب فرما کر روانہ کیا جن کے مقسوم میں شہادتِ[2] عظمیٰ کا درجہ تھا۔ اسی طرح صحابہ کرام کو یہ ارشاد فرمانا کہ اگر تھیں جنّتی دیکھنا ہے تو اعرابی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "وہ جنّتی جا رہا ہے"۔ اور کبھی یکُ بارگی دسؔ صحابہ کا نام ارشاد فرما کر جنّتی ہونے کی بشارتُ عطا فرمانا، بتا رہا ہے۔ (عشرۃ المبشرۃ)

پڑھا لکھا نہ مولیٰ نے کِسی سے
لِکھا پڑھ لیتے ہیں تقدیر کا خط ؎ "مُراد غیر خدا سے"

---

[1] **تبلیغی جماعتُ** اُس وقت کے نجدیوں کی طرح آج بھی مُسلمانوں کیساتھ نجدی عقائد والوں کا ویسا ہی رویّہ ہے۔ البتّہ اب یہاں تبلیغ کے بہانے اہلِ سُنّت و جماعت کی سیدھی سادھی عوام کو گستاخِ رسُول بھی بنانے کا سلسلہ جاری ہے۔ مگر اس دوران یہ تقیہ باز، دھوکہ اور غبن کرنے کے ماہر، گریجویٹ ہو کر دہاتی، کچی زبان میں باتیں کر کے اِتنے سیدھے نظر آتے ہیں کہ جیسے یہ اسمگلر، کالے دھن کے پجاری۔ صرف عبادت کے سِوا کچھ جانتے ہی نہیں۔ اس دوران مَصنوعی عاجزی کا بھی مظاہرہ فرماتے ہیں مگر بقول شاعر ؎

عقل ہو تو دشمن کی تواضع پہ نہ جا
کاٹتی خوب ہے جس تیغ میں خم ہوتا ہے

جس طرح اِن نجدیوں نے انگریزوں کی امداد پر اہلسنّت کے ملک عرب پر قبضہ کی خاطر رکوع و سجود کی حالت میں بے دردی سے سُنّیوں کو قتل کر کے قبضہ کیا۔ زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن اِسی طرح اہلسُنّت کی مساجد پر آئے دن قبضہ کی تحریک چلاتے ہوئے مُسلمانوں کو قتل کرتے ہیں۔ تب تعجب سے ہر اک زبان پر یہی ہوتا ہے "یہ تبلیغی جماعت میں رائے ونڈ دو مرتبہ کو بھی لیجانے والے اور پنج وقتہ نمازیوں کو کلمہ پڑھانے والوں کی!"

مگر جب اصل دیکھو گُرگ ہیں اور گرگ زادے ہیں
لباسِ آدمی میں بھیڑیئے ملبوس رہتے ہیں "عبد الحفیظ جالندھری"

[2] حضور علیہ السّلام جب کسی ایسے صحابی سے ملاقات فرماتے جس کی بعد میں ملاقاتِ ظاہر ممکن نہ ہوتی، خواہ انتقال کے سبب یا شہادت کے سببُ تو اس مخصُوص انداز میں اُس کو رخصت فرماتے کہ دیگر صحابہ جان لیتے کہ آخری ملاقات ہے۔ چنانچہ نجد کو روانہ کرتے وقت بھی ایسا ہی ہوا۔ اور فرمایا کہ "شاہنامہ اسلام"

وہاں جیسی بھی صُورت پیش آئے صبر کر لینا ◆ زباں قابو میں رکھنا اور دِلوں پر جبر کر لینا

یہ مانا کہ اس قسم کی معلومات تو لوحِ محفوظ کے ذریعہ سے بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اُس کا مصرف ہی اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کو معلومات فراہم کرنا ہے۔ یہ تو کوئی بھی سوچ نہیں سکتا کہ لوحِ محفوظ اللہ ربُّ العزّت کی یاد داشت میں مدد دیتا ہو۔

مگر وہ علم کتنا بلند علم ہو گا جو لوحِ محفوظ سے اللہ عزوجل نے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو افضلیت اور محبوبِ اعظم ہونے کی وجہ سے عطا فرمایا۔

یاد رہے! مَاکَانَ وَمَایَکُوْن یعنی کائینات کی ابتدا اور انتہا کا علم تو حدیث و قرآنِ پاک سے لوحِ محفوظ میں اور اُسکا علم تِبْیَانًا لِکُلِّ شَیٍٔ قرآنی فرمان کے تحت قرآنِ پاک میں اور قرآن کا علم اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ ۝ یعنی خاص رحمٰن نے، خاص قرآن کا علم، خاص انسان کو، گویا اپنے محبوب کو سکھایا۔ یا یہ کہیئے کہ قرآن کا علم دوسری آیت ظاہر کر رہی ہے۔ تو اِس چوتھی آیت میں اُسکا بیان سکھایا۔ گویا مَاکَانَ وَمَایَکُوْن کا علم حضور علیہ السّلام کے خُداداد علم کا ایک حصّہ ہے۔

قطعہ

باہر نہیں علمِ مُصطفٰے سے کوئی شے — کیوں یاروں نے بحث کی بڑھائی ہے لے
بحرِ علمِ خُدا کا قطرہ ہے یہ علم — مَاکَانَ وَمَایَکُوْن اسی قطرے میں ہے

گستاخِ رسُول قرآن کی اِن آیات کے خلاف یہ باور کراتے پھرتے ہیں۔ کہ جبریلِ امین حضور علیہ السّلام کے استاذ تھے۔ جب کہ رحمٰن کے اوّل الف، لام اَلرَّحْمٰن اور اسی طرح اَلْاِنْسَان میں الف، لام ہے جس کے معنٰی ہوئے کہ خاص رحمٰن نے خاص انسان (حضور علیہ السّلام) کو قرآن کا علم سکھایا۔ یہ گُستاخِ رسُول قرآن کی دلیل صِرف رُعب جمانے کے لئے مانگتے ہیں۔ اگرچہ اہلِ سُنّت اپنا موقف دس قرآنی آیات سے بھی ثابت کریں پھر بھی یہ دیو کی بندگی کرنیوالے شیطان اپنے اِس طرح کے شیطانی موقف سے کبھی دستبردار نہیں ہوتے۔

اسی طرح اِن گستاخِ رسُول کا یہ کہنا کہ حضُور تقدیر کا لکھا کیسے پڑھ سکتے

ہیں ـــــ وہ تو اُمّی ہیں۔ اور پھر خود ہی اُمّی کے معنیٰ اَن پڑھ بتاتے ہیں۔ اُن کو اگر سو ۱۰۰ دلائل بھی دیئے جائیں پھر بھی اپنے موقف پر اڑے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن کو سمجھائے۔ یہ ناچیز اپنے سُنّی بھائیوں کو اللہ تعالیٰ کی ارشاد کردہ دلیل کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کہ اوّل وحی کا اوّل لفظ ہی اِقْرَاءْ یعنی پڑھیئے اللہ ربُّ العزّت نے ارشاد فرمایا۔ (کیا علیم الخبیر کو بھی علم نہیں تھا کہ اپنے محبُوب کو پڑھایا ہے کہ نہیں۔؟) اور پھر حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا جبریلِ اَمین کو وہ جواب جس کے ایک معنیٰ یہ بھی ہیں کہ "نہیں پڑھتا۔" گویا تو کہتا ہے پڑھنے کو تو "نہیں پڑھتا۔" سے کیا یہ ظاہر نہیں ہو رہا ہے کہ پڑھا ہوا ہوں مگر جس نے پڑھایا ہے اُس کے حکم سے پڑھوں گا۔ اور ایسا ہی ہوا کہ جب رَبّ کے نام پر پڑھنے کی بات آئی اِقْرَاءْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ۔ تب پڑھنا شروع کر دیا اور وہ پڑھا جس سے تمام علوم اخذ کیئے گئے۔ اور کیئے جاتے رہیں گے۔ اگر بقول گُستاخِ رسُول کہ پڑھے ہوئے نہیں تھے۔ اِقرار کے بعد تو اللہ تعالیٰ کے محبُوب پڑھے ہوئے ہو گئے۔ یا پھر بھی اَن پڑھ ہی رہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ تمام اسکولوں کالجوں، یونیورسٹیوں میں گستاخِ رسُول فرقے کے تمام ٹولے اُمّی کے اَن پڑھ معنیٰ پر لکچر اور درس دیتے نہیں تھکتے؟ بلکہ گستاخِ رسُول فرقے کے ایک نام نہاد مُفکّر نے تو انتہائی شقاوت و دریدہ دہنی کا مُظاہرہ کرتے ہوئے یہاں تک اپنی کتاب پردہ ۱۵ تفہیمات ص ۲۱ پر لکھ دیا ہے کہ ریگستانِ عرب کے "اَن پڑھ چرواہے"۔ جبکہ النّبی کے معنیٰ قواعد کی روشنی میں دو ۲ ہیں۔ (۱) غیب کی خبریں دینے والے۔ (۲) غیب کی خبریں دیئے گئے۔ قرآنِ حکیم کے اَلنَّبِیَّ الْاُمِّیَّ حضور علیہ السّلام کا معجزانہ خطاب کے یہ معنیٰ ہوئے، "یعنی" بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے۔

اور ہوا بھی ایسا ہی کہ دنیا میں تشریف لاتے ہی سجدہ میں رَبِّ ھَبْ لِیْ اُمَّتِیْ یعنی "اے رب بخش دے میری اُمّت"۔ بار بار فرمانے میں بھی اپنے نبی اور اُمّت گنہگار ہونے کی پیدائشی غیبی خبر نہیں تو اور کیا ہے؟ گستاخِ رسُول فرقوں نے اِلنّبی کا ترجمہ خبر دینے والا کیا ہے۔ اگر یہ معنیٰ تسلیم بھی کیئے جائیں تب ہر خبر دینے والا شخص

نبی ہو جائے گا۔معاذ اللہ۔

اُمّی کے اَن پڑھ معنی بتا کر — عالم خود کہلاتے یہ ہیں
پیدائشی عِلم کو اُمّی — بتاتے ہوئے کتراتے یہ ہیں
نہ کرنا ظاہر، علم نہ ہونا — ہم کب ایک بتاتے یہ ہیں
عدم اظہار کو لا علمی ہی — لکھتے یہ ہیں، گاتے یہ ہیں

"انیس احمد نوری"

حضرت وہیں سے آئے تھے لکھّے پڑھے ہوئے ◆ حضرت کا علم علمِ لدُنّی تھا اے امیرؔ

"حضرت امیرؔ مینائی"

برکت:۔ گذشتہ احادیثِ مبارکہ سے بسم اللہ شریف کے جہاں اور فضائل ہیں کہ جس کھانے کو بسم اللہ پڑھ کر کھایا جائے۔اس کھانے سے ضرر نہ ہو اگرچہ اس میں زہر ہو۔ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان ہمارے کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔جس کے سبب بے برکتی ہوتی ہے۔دوسرے یہ کہ شیطان ہمارا ہی کھا کر ہم کو ہی گمراہ کرنے کے لئے توانا و ستعد ہوتا ہے۔لہٰذا ہماری کم عقلی ہوگی جو اپنے جانی، ایمانی دشمن کی پرورش کریں۔

احتیاط:۔ اور اُسی حدیث سے بزرگوں کے ادب کا طریقہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ جب تک کھانا شروع نہیں فرماتے تھے جب تک اللہ تعالیٰ کے محبوب شروع نہ فرماتے لہٰذا ہر قسم کی محفل میں ہمیں بھی بزرگوں کے شروع کرنے پر کھانا پینا چاہیئے۔ کہ:۔

با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب

اور یہ کہ جس کسی کے ساتھ آدمی کھانا کھاتا ہے۔جب تک وہ نہ آجائے تب تک کھانا شروع نہ کرے۔کہ تنہا کھانا اچھا نہیں۔اور کھانے میں شامل جتنے افراد زیادہ ہوں گے اُتنی برکت بھی زیادہ ہوتی ہے۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اکیلے کھانا ہرگز تناول نہ فرماتے تھے۔"

گھر کے تمام افراد کا ایک جگہ بیٹھ کر کھانے سے کفایت و برکت کے علاوہ کھانا برباد بھی نہیں ہوتا۔ اور نہ کوئی شاکی ہوتا ہے۔ کہ میں فلاں چیز سے محروم رہا یا یہ کہ آخر کا یا پس خوردہ مِلا، وغیرہ وغیرہ۔

کھاتے وقت دوسروں کا خیال کرتے ہوئے کھانا چاہیئے، کہ روٹی کے لقمے کو گول گپا (سونٹھ کا پتاشہ) بنا کر اُس میں سالن بھر کر نہ کھانا چاہیئے کیونکہ اس طرح تین چار لقموں میں ہی سالن کی پلیٹ صاف ہو جائے گی۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد جو سالن کھایا جائے گا وہ کسی اور کا حق ہوگا۔ ایسے افراد تقریباً ہر گھر میں پائے جاتے ہیں۔ اور وہ جسمانی صحت و توانائی سے بھی محروم ہوتے ہیں۔ یاد رکھیں اسلام ہمیں رواداری کا سبق دیتا ہے، اور فضول خرچی سے منع کرتا ہے۔ اس وجہ سے بھی سالن مناسب خرچ کرنا چاہیئے۔ ایسے حضرات اگر اُس وقت کو پیشِ نظر رکھیں کہ جب روٹی ہو اور سالن نہ ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات بابرکات سے پوری اُمید ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ یہ عادتِ بد باآسانی چھوٹ جائے گی۔

گھر کے سب افراد کو جماعت کیساتھ کھانے میں بیشمار فوائد ہیں۔ اگر کوئی خرابی پائی گئی تو وہ ہماری پیدا کردہ ہی ہوگی۔ **مثلاً** گھر کے افراد میں کوئی بچّہ یا بڑا ایسا بھی ہوتا ہے جو کسی بھی کام سے گریز نہیں کرتا۔ فوراً بجا[1] لاتا ہے۔ اِس کی سزا، تمام گھر والے اسکو اس طرح دیتے ہیں کہ ہر کام کے لئے اُسی کو منتخب کرتے ہیں۔ لہٰذا کھاتے ہوئے بھی اگر کسی کو پانی کی بھی حاجت ہوتی ہے تو وہ اُسی[2] سے ہی لانے کو کہیں گے۔ اور پھر ایک کے بعد ایک کی فرمائش، اور جب آخری کو پانی پلا کر فارغ ہوا تو پھر پہلے سے شروع۔ غرض کہ ایسا فرد انواع و اقسام کے کھانوں کی خوشبو تو سُونگھ سکتا ہے مگر کھا نہیں سکتا

---

[1] :۔ ایسا شخص اسکول، کالج اور مدارس میں بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر کام کے لئے انتظامیہ کی نظر اُسی پر پڑتی ہے۔ پھر یہ مقولہ بھی ادا کیا جاتا ہے۔ الخادم والمخدومؑ۔ یہ الگ بات ہے کہ ایسا شخص تعلیم سے محروم رہتا ہے۔ آئندہ منتظم ہو تو ہو۔

[2] :۔ دسترخوان پر جگ میں پانی بھر کر رکھنے کا طریقہ بعد کا ہے۔ اور وہ بھی کہیں کہیں۔ ہر جگہ نہیں۔

ایسے ماحول میں وہ بجائے کھانے کے اپنا ہی خون کھاتا پیتا ہے۔ اگر وہ پس خوردہ کھانا کھانے بھی بیٹھے تو کھایا نہیں جائے گا۔ کیونکہ بھوک کی خواہش مرچکی، سرد ہو چکی ہوتی ہے۔ لہٰذا گھر کے دیگر افراد ایسے شخص سے وہی کام لیں جو دوسرے نہ کرسکیں۔ یا کام نہ کرنے کے بہانے بنائیں۔ بقیہ کام دوسروں سے کرائیں۔

فطرت اور اتفاق

کُنبے کے گھر میں ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے کہ کھانا تقریباً نِصف بچ جاتا ہے۔ اور اگر کسی دن احتیاط سے اِتنا ہی پکایا گیا کہ جتنا روز کھایا جاتا ہے۔ تب ہر شخص کو بھوک بھی کھُل کر لگتی ہے۔ یا گھر کے افراد کو معلوم ہو جائے کہ کھانا کم پڑگیا ہے تب تو بھوک کی شِدّت میں اضافہ دو چند ہو جاتا ہے۔ اور اگر دو قسم کے کھانے تیار ہوں اُس وقت جو کھانا (شے) کم ہوگا تب اُسی شے کی تمام گھر بھر کو پورے پیٹ بھر کھانے کی خواہش ہوگی۔ اور خاص کر ایسے شخص کو کچھ زیادہ ہی خواہش ہوگی جس کا اُس شے سے پرہیز ہوگا۔ لہٰذا ایسے حالات میں گھر کے ہر فرد کو اپنی خواہش پر کنٹرول اور ایثار سے کام لینا چاہیئے۔ اور اگر ایسا ہو کہ بجائے پیٹ بھرنے کے بطور ذائقہ کے وہ شے تھوڑی تھوڑی سب ہی کھائیں۔ تب ایسی صُورت میں گھر کا کوئی فرد اُس شے سے محروم وشاکی بھی نہ رہے۔ اور کئی اقسام کے کھانے پکنے کے مقاصد بھی پورے ہوں۔

اپنی حیثیت نہ بھُولو رِیس کرنا چھوڑ دو
شاد ہو کر کھاؤ پہنو گھر میں جو موجود ہو

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پلاؤ اور بریانی وغیرہ بڑے برتن میں رکھ کر سَب افراد ایک ساتھ ہی کھاتے ہیں۔ اس وقت بھی یہ خیال کرنا چاہیئے کہ بوٹی وغیرہ سے کوئی محروم نہ رہے۔ اکثر بے تکلف حضرات بوٹیاں چُن چُن کر اپنی جانب کر لیتے ہیں۔ اور دیگر افراد مُنہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ کبھی مذاق میں بھی ایسا کیا جاتا ہے۔ مٹھائی پھل، فروٹ میں اکثر۔ مگر اس کو مذاق کہنا ہی غلط ہے۔ کہ دیگر احباب، ساتھی حقیقت میں محروم رہیں۔ اور مذاق کرنے والے حقیقت میں کھائیں۔ اور پھر بھی وہ مذاق کہلائے؟

کیا شادی میں جوتا چُرائی جو غیر اسلامی رسم ہے جوتا چُرا کر واپس کرنے کی طرح کھایا ہوا واپس کیا جاتا ہے؟ پھر کسی کے تقریباً حق غصب کرنے کو مذاق کہنا کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔ بعض حضرات اس طرح بھی ظاہری فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حکایت

میزبان نے ایک تھال میں کھچڑی پانچ افراد کے درمیان رکھی اور تھال کے بیچ چاولوں میں کھڈا پیالہ جیسا بنا کر اس میں دیسی گھی بھر دیا تاکہ پانچوں مہمان اُس سے مستفید ہوں تو ایک صاحب نے ایک اُنگلی گھی میں ڈال کر اپنی طرف نالی بناتے ہوئے کہا کہ ہمارے شہر میں داخلہ کی ایک سڑک ہے دوسرے نے اُسی طرح دو انگلیوں سے اپنی طرف گھی کی نالی بناتے ہوئے گویا ہوئے ہمارے شہر میں داخلہ کی دو سڑکیں ہیں۔ اسی طرح تیسرے چوتھے نے تین چار گھی کی نالیاں سڑک کے بہانے نکالیں۔ پانچویں نے سوچا کہ میرے حصّہ میں گھی بالکل نہیں رہا۔ اس تمام کھچڑی کو نیچے اوپر اور گھی کو کھچڑی میں مکس کرتے ہوئے بولے کہ ہمارے ہاں اس طرح غدر مچا رہتا ہے۔ افراتفری کے عالم میں سڑکیں پکی بنانے کی فرصت ہی نہیں۔

بھوسی ٹکڑوں کے نرخ میں کمی

اِس مضمون میں جہاں احادیثِ مُبارکہ اکھٹے ہو کر کھانے کے عظیم برکات اور گھر کے افراد کا الگ الگ کھانے کے نقصانات مطالعہ فرمائیے۔ اب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی فراوانی کے نتائج پر بھی کچھ سنجیدگی سے غور کر لیا جائے تو بہتر ہے۔

نعمت ہوئی سوا۔ تو ہوئی شکر میں کمی
مقدار جتنی بڑھ گئی۔ قدر اُتنی گھٹ گئی

حافظ لدھیانوی

یہ عجب اتفاق ہے کہ ہر چیز کے نرخ بڑھ رہے ہیں مگر سُوکھی روٹی جس کو بُھوسی ٹکڑے بھی کہا جاتا ہے۔ اِن کے نرخ کم ہو رہے ہیں۔ جب ڈیڑھ یا پونے دو

روپیہ سیر آٹا تھا اُس وقت بھُوسی ٹکڑے ایک روپیہ ۲ دو آنے سیر تھے۔ اَب جب کہ آٹا تین روپیہ پچیس پیسے کلو ہے مگر بھُوسی ٹکڑے ۷۵ پچھتّر پیسے کلو وہ لیتا ہے جس کو یہ یقین ہو کہ دس کلو بھوسی ٹکڑے ہمیں پانچ کلو نہیں تو لنے دیئے جائیں گے۔ اور اگر یہ یقین ہو کہ کسی قسم کی دھاندلی سے کوئی نہیں رو کے گا۔ تب بمشکل ایک روپیہ کلو خریدنے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ اور یہ جب ہے کہ پہلے کی بنسبت اَب بھُوسی ٹکڑوں کے مصرف بڑھ گئے ہیں۔ گائے، بھینس کے لئے تو پہلے بھی لیتے تھے۔ اب حلیم، نہاری، گرمیوں میں قلفی میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح دیگر طریقوں سے بھی استعمال ہو رہے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ بھوسی ٹکڑوں کے نرخ میں بیشی کے بجائے کمی ہو رہی ہے۔؟

خادم کی نظر میں صِرف ایک ہی وجہ ہے۔ اور وہ یہ کہ پہلے ایک ماہ میں تقریباً ۲ دو سیر سُوکھی روٹیاں جمع ہوتی تھیں۔ اور اب بیس ۲۰ یا پچیس ۲۵ کلو سُوکھی روٹیاں جمع ہو رہی ہیں۔ پہلے اُن دو سیر کا مصرف گھر میں ہی ہوتا تھا۔ یعنی اُنکا باریک چورا کر کے کبھی میٹھا، کبھی نمکین، پکا یا کھایا جاتا تھا۔ اب تِکّے، کباب، چرغے، روسٹ، تلی مچھلی کڑھائی گوشت، ہوٹل زندہ باد ہو رہے ہیں۔ "اور اگر یہ آباد نہ ہوں تو گھر کی روٹیاں سُوکھیں ہی کیوں"؟

پہلے چرغے، کڑھائی گوشت کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ تب اُس وقت گھروں میں ہفتہ دوسرے ہفتہ "تمھیں بہت روٹیاں لگ گئیں ہیں۔" کا محاورہ سُننے کو ملتا تھا۔ اَب یہ محاورہ متروک ہوگیا ہے۔

بلکہ ہاتھوں سے ہی کیا؟ پیروں سے روٹی، چاولوں کو روندھتے ہوئے کچلتے ہوئے چلے جائیں کوئی پرواہ ہی نہیں۔ بلکہ خود چار منزلہ عمارت سے، مذہبی اخبار میں، روٹی یا چاول لپیٹ کر بیچ سڑک پر پھینکیں، کوئی روکنے ٹوکنے والا ہی نہیں۔

نعمت ہُوئی سَوا، تو ہُوئی شُکر میں کمی
مقدار جتنی بڑھ گئی، قدر اُتنی گھٹ گئی!

افراط و تفریط کھانے سے قبل یا کھاتے ہوئے، اگر کسی سے لحاظ و مُروت کی بنا پر کھانے کی صلاح لی جائے تب دو وقت کے بھوکے پیٹ ہو کر کہتے ہیں کہ میں ابھی کھا کر آیا ہوں۔ میں نے ابھی کھایا ہے۔ اسی طرح چائے کو دریافت کیا جائے تو کہتے ہیں ابھی شربت یا لسّی پی ہے۔ اور تعجب یہ ہے کہ یہ سب کچھ کہنے کے بعد پھر بھی کھا پی لیتے ہیں۔ گویا جھوٹ بول کر کھاتے پیتے ہیں۔

حدیث:۔ ابنِ ماجہ نے اسماء بنتِ یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلّم کی خدمت میں کھانا حاضر لایا گیا۔ حضور عَلیہ السَّلام نے ہم پر پیش فرمایا۔ ہم نے کہا ہمیں خواہش نہیں ہے۔ فرمایا "بھوک اور جھوٹ دونوں چیزوں کو اکٹھا مت کرو"

جھُوٹ مت بولو کہ جھوٹا آدمی ہوتا ہے خوار
اس کے سچ کا بھی نہیں کرتا ہے کوئی اعتبار

یعنی بھوک کے وقت کوئی کِھلائے تو کھالے یہ نہ کہے کہ نوشِ جان، اور نہ یہ کہے کہ بھُوک نہیں ہے کہ کھانا بھی نہ کھایا اور جھُوٹ بھی بولا۔ اس طرح دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہے۔ اور یہ تفریط کا نتیجہ ہے۔ اور جب افراط پر اترتے ہیں تب کھاتے ہوئے کو دیکھ کر دور سے دوڑے آئیں گے۔ اور کھانے سے قریب ہو کر کھڑے ہوں گے یا بیٹھیں گے۔ اور کھانے پر نظر جمائے رہیں گے۔ اگر صَلاح نہ لی جائے تب خود طنزیہ لہجے میں صَلاح نہ لینے پر گرجے برسیں گے۔ اور اگر صَلاح لی تو کھڑے، کھڑے ہی بغیر بسم اللہ اور بغیر رُوٹی کے، بوٹیاں، مچھلی کے قتلے، کوفتے، یا انڈے ایک مُنہ میں، ایک چٹکی میں دبا کر چلتے بنیں گے۔ وہ مذکورہ تفریط اکثر دہاتیوں میں پائی جاتی ہے۔ اور یہ افراط کالج کی اسلامی نامی جمعیتوں کے جوڑ توڑ کے ماہر، امتحانات کے دوران، اساتذہ پر چھرا، پستول اُٹھانے والے طلباء میں کثرت سے عادت پائی جاتی ہے۔

یہ نیک صُورت، مکروہ سِیرت کے مالک، حکومت ہی کیا صحافیوں کو

اگر بلیک میل کرنے پر اُتر آئیں تو جنگ اخبار کے دفتر تک کو آگ لگا دیں۔ اور فوجی حکومت بھی اُن سے کوئی ایکشن نہ لے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمام مسلمانوں میں ہر قسم یعنی تمام معاملات میں اعتدال کی خُو پیدا فرمائے آمین

جو طبیعت کا کھرا ہو جس کی نیت نیک ہو
بس وہی انسان ہے چاہے پانچسو میں ایک ہو

ہوشیار ہونا بُرا نہیں

ہماری اولاد کا، یا اسکول و کالج کے طلبہ کا چالاک ہونا، ہوشیار ہونا بُرا نہیں۔ اور نہ ہی عیب ہے **البتہ** بے ادب، گستاخ اور لین دین میں جسکو عرفِ عام میں بے ایمان کہتے ہیں وہ نہ ہونا چاہیئے۔

یہ عوام النّاس میں غلط رواج پڑ گیا ہے کہ جو معاملات میں صحیح نہ ہو۔ یعنی لین دین میں منصف مزاج نہ ہو، عادل نہ ہو اس کو بے ایمان کہہ دیا جاتا ہے۔ یہ نہ کہنا چاہیئے کہ بے ایمان کا معنیٰ ہے جس میں ایمان نہ ہو۔ جب کہ ایسے شخص میں یہ خرابیاں تو ہوتی ہیں مگر وہ ایمان کی دولت سے بھی سرفراز ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ مسلمان کہلاتا ہے۔ غلط العوام اِسی کو کہتے ہیں۔ جس طرح کہ چمن کے انگور جبکہ چمن منڈی ہے۔ اور وہاں پیدا نہیں ہوتے۔ لاہوری نمک۔ جب کہ لاہور میں نمک کی کان نہیں۔ نمک کی کان کھیوڑے میں ہے۔ اسی طرح وہابی مذہب مشہور ہے جبکہ جس شخص نے انبیاء کرام اور اولیاء کرام کی شانِ پاک میں گستاخیاں[1] بکیں وہ محمد۔

---

[1]:۔ **عقیدہ ۱**:۔ حضور صلعم کا مزار گرا دینے کے لائق ہے۔ اگر میں اس کے گرا دینے پر قادر ہو گیا تو گرا دوں گا۔ از بانی وہابی مذہب محمد بن عبدالوہاب نجدی (اوضح البراہین) **عقیدہ ۲**:۔ میری لاٹھی محمد صلعم سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ مارنے کا کام لیا جا سکتا ہے۔ اور محمد مر گئے۔ انہیں کوئی نفع باقی نہ رہا۔ (اوضح البراہین صفحہ ۱۰)۔ **عقیدہ ۳**:۔ محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم و تمام مسلمانانِ دیار مشرک و کافر ہیں۔ اور اُن سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو اُن سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ (ماخوذ، الشہابُ الثاقب صفحہ نمبر ۴۳۔ از حسین احمد مدنی کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

احسان فراموش ہے کس درجہ وہابی ◆ کلمہ بھی نبی کا ہے بغاوت بھی نبی سے

بن عبدُالوہاب ہے۔ گویا عبدُالوہاب اس کے باپ کا نام ہے۔ عبدُالوہاب کے دوسرے بیٹے سُلیمان بن عبدُالوہاب نے اپنے بھائی محمّد بن عبدالوہاب کے عقائد اور گستاخانہ عبارات کے رَد میں کُتب لکھ لکھ کر چھاپیں۔

وہابی مذہب ایسا ہی مشہور ہوا جس طرح مشہور ہے کہ منصور نے انالحق کہا۔ منصور کی کھال کھینچی گئی۔ جبکہ جس نے انالحق کہا وہ حسین بن منصور ہے۔ بار بار نام زبان پر آنے سے حسین بن ختم منصور ہی رہ گیا۔ اسی طرح نام مختصر کرنیکا عمل آج بھی جاری ہے۔ عبدُالغفّار کو خالی غفّار، اور عبدُالرّب کو، رَبّ صاحب کہتے ہیں۔ بالکل اسی طرح مُحمّد بن کثرتِ استعمال سے ترک عبدُالوہاب سے وہابی مذہب مشہور ہوا۔ اور مشہور ہے۔ اب مذہب تو وہی گستاخانہ ہے مگر اہلسُنّت کو اپنے جال میں پھانسنے کی غرض سے ہر چند سال بعد وہابی مذہب پر نئے نام کے لیبل کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی گستاخانہ، چالاکیاں، ہوشیاریاں کسی کو عطا نہ کرے۔ آمین

سِیَہ رُو، تند خو، اور سَر منڈا، سر بسر فتنہ
یہ گستاخِ نبی کا مختصر سا ایک خاکہ ہے

ابھی لکھنا ہے مضموں دعوت و احکامِ دعوت پر
اب اُنکا ذِکر چھوڑیں، خاک ڈالیں اِنکی صورت پر

لہ: "فیروز اللغات" میں ہے۔ منصور (ع) یاری دیا گیا۔ ایک مشہور ولی کا نام جسے منصور حلّاج کہتے ہیں۔ اُن کے لڑکے کا نام حُسین تھا۔ جس کو ۳۰۹ھ میں انا الحق کہنے پر سُولی دیا گیا۔ اور اس کی نعش کو جلا کر دریائے دجلہ میں بہا دیا گیا۔ "لغاتِ کشوری": عوام میں غلط مشہور ہے۔ اصل نام حُسین بن منصُور ہے۔

احکام! دعوتِ طعام اسلامی بھائی بہنوں کے نام

باہر سے آئے مہمان کی ضیافت

سُنّت ۲۹:-
(۱) مہمان کی ایک دن، رات، مقدور بھر خاطر داری کرنا۔
(۲) ضیافت تین دن یعنی جو میسّر ہو پیش کرے۔ (دعوتِ شیرازی)
(۳) تین دن سے زائد صدقہ ہے۔ مہمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ اس کے یہاں ٹھہرا رہے اور اُسے حرج میں ڈالے۔
(بخاری و مسلم شریف)

سُنّت ۳۰:- میزبان پر ضروری ہے۔
(۱) مہمانوں کے ساتھ ایسے کو نہ بٹھائے جس کا بیٹھنا اُن پر گراں ہو۔
(۲) مہمان اگر تھوڑے ہوں تو میزبان اُن کے ساتھ کھانے پر بیٹھے کہ یہی تقاضائے محبّت ہے اور اگر مہمان زیادہ ہوں۔ تو ان کی نگہداشت اور خدمت میں مشغول رہے۔
(۳) مہمان کے سامنے اہلِ خانہ یا خادم پر ناراض نہ ہونا۔
(۴) مہمان سے دل خوش کُن باتیں بھی کرتا جائے۔
(۵) مہمان کو کھانا کھانے پر اصرار کرتا رہے۔

کھانے کے شروع یا درمیان کوئی سائل بُھوکا مُسلمان آجائے تو ہاتھ دُھلا کر

اہتمام سے اگر مرد ہوں تو مرد حضرات اپنے ساتھ شریک کرلیں۔ ورنہ علیحدہ بھی اہتمام کے ساتھ کھِلا سکتے ہیں۔ اسی طرح کوئی دوست، رشتہ دار آجائے تو کشادہ دلی سے اپنے ساتھ شریک کریں۔ کہ مہمان تمھارے دسترخوان پر اپنا رِزق کھاتا ہے۔ اور جیساکہ ہمارے آقا و مولیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ "ایک کا کھانا دو کو، اور دو کا کھانا چار کو، اور چار کا کھانا آٹھ کو کفایت کرتا ہے"۔ لہٰذا مہمان کو دیکھ کر دل تنگ نہ ہونا چاہیئے۔ کہ اُس کا رِزق دوسرا نہیں کھا سکتا۔

غرض کہ دعوت دیئے گئے مہمان ہوں یا اچانک آنے والے مہمان۔ دونوں ہی قسم کے مہمان صاحبِ خانہ کیلئے رحمت ہی ہوتے ہیں۔ زحمت نہیں ؎

مُبارک ہیں جو دوسروں کا درد رکھتے ہیں

حدیث:۔ اوسط میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے سب سے افضل کام مسلمان کا جی خوش کرنا ہے۔ کہ اس کا بدن ڈھانکے، یا بھوک میں پیٹ بھرے، یا اُس کا کوئی کام کرے۔ **حدیث**:۔ بیہقی، شعیب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ فرمایا رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے "جو اپنے بھائی مسلمان کو اس کی چاہت کی چیز کھلائے، اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ پر حرام کردے"۔ **حدیث**:۔ حاکم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا "رحمتِ الٰہی واجب کردینے والی چیزوں میں غریب مسلمان کو کھانا کھلانا"۔

حدیث:۔ طبرانی، کبیر، ابوالشیخ، حاکم، بیہقی میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو اپنے مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کھانا کھلائے، پیاس بھر پانی پلائے۔ اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ سے سات کھائیاں دور کرے۔ ہر کھائی سے دوسری تک پانچسو برس کی راہ"۔

حضرت شقیق بن ابراہیم بلخی کا ارشادِ گرامی ہے کہ مجھے مہمان سے زیادہ کوئی محبُوب نہیں کیونکہ اُس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذِمّے ہے اور میرے لئے اجر ہے۔

قطعہ

جس کو بے مقدور محتاجوں پہ رحم آتا نہیں ◆ کوئی ایسے سنگ دل پر بھی ترس کھاتا نہیں
جو امیری میں غریبوں کی مدد کرتا نہیں ◆ اس کی ناداری میں کوئی اس کا دم بھرتا نہیں

اللہ ربُّ العزّت سائل اور مہمان کے ذریعہ رِزق میں کشادگی اور رحمت کے در کھولتا ہے۔ تو کبھی درجات میں بلندی عطا کرتا ہے۔ اسی طرح دوزخ سے نجات و مغفرت کا سبب بھی اپنے مُسلمان بھائی کو پیٹ بھر کھانا کھلانا، اور پیاس بھر پانی پلانا ہے فاتحہ کے کھانے میں یہ دونوں ہی شے رکھ کر مزید قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب بھی شامل کرتے ہیں۔ اور اس حدیث پاک سے سبیل پر ثوابِ عظیم۔ اجرِ جزیل کی بشارت بھی معلوم ہوئی۔

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ

جس طرح ان چاروں احادیثِ مُبارکہ میں مُسلمان کو کھلانے، پلانے اور پہنانے کی شرط پر خوشخبریاں ہیں۔ اس کے برعکس مومن مُسلمان کی پہچان اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ قرآنِ حکیم نے بیان فرمائی۔ یعنی مؤمن گُستاخِ رسُول کفار پر شدّت سے سختی کرتا ہے۔ لہٰذا جب مؤمن کی علامت کفار پر شِدّت کرنا ٹھہری تو پھر عیسائی، یہودی، ہندو، قادیانی، گستاخِ صحابہ، گستاخِ رسُول فرقے سے کسی بھی ٹولے کے فرد کی دعوت کرنا گویا اللہ ربُّ العزّت کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ (البتّہ ان میں سے کسی کو دعوتِ اسلام کی نیّت سے کھلانا پلانا جائز ہے کہ نیّت بدلی حکم بدلہ۔)

یاد رہے! ان چاروں احادیث مُبارکہ سے معلوم ہوا رِزق میں برکت، جہنم سے آزادی، عذاب میں تخفیف، رحمت کی بارش وغیرہ کی بشارتیں صرف اور صِرف مُسلمان کے ساتھ خاطر داری پر ہی ہیں۔ لہٰذا تمام اسلامی بھائیوں کو چاہیئے کہ اپنی محفلوں کو گُستاخِ رسُول کے قدموں سے پاک رکھیں کہ یہ اللہ ربُّ العزّت اور اس کے محبُوبوں کے نام کا کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ اور اس کے نبیوں، ولیوں اور دوستوں کی ہی شانِ پاک میں بے ادبیاں کرتے ہیں۔ **حدیث**:۔ اللہُ مُعطِی وَاَنَا قَاسِمٌ

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں ۔

رَبّ ہے مُعطی، یہ ہیں قاسِم ◆ رِزق اس کا ہے، کھلاتے یہ ہیں
ترا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرّانے والے !

پڑوسی، رشتہ دار، یتیم، مُسافر، مسکین، مُسلمان

پڑوسی، رشتہ دار، یتیم، مسافر، مسکین، مُسلمان، کو کھانا کھلانے کا بہت اجر و ثواب ہے، آج ہمارے معاشرے میں غریب، مسکین، رشتہ دار کو دعوت وغیرہ کے سلسلہ میں گھر کی خادمہ جتنا بھی نہیں سمجھا جاتا ۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے محبوبِ اعظم کے روبرو آج کا یہ معاشرہ تھا جس کی وجہ سے آقا و مولیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔

حدیث :۔ "جو شخص یہ چاہتا ہے کہ خُدا اُس کا رِزق وافر، اور عمر دراز کرے تو اُسے چاہئیے کہ رشتہ داروں سے محبت رکھے۔" = بخاری، رہنمائے شریعت =

عجب انقلابِ زمانہ ہے، کہ ہے اقربا میں بھی تفرقہ
نہ پدر ہے کوئی پسر سے خوش، نہ پسر ہے کوئی پدر سے خوش

حقوقِ ہمسایہ

حدیث :۔ ھادیٔ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص خود سیر ہو کر کھانا کھائے اور اُس کا پڑوسی بھوکا رہے وہ کامل مومن نہیں۔
(شعیب الایمان)

شوربہ زیادہ کرو

حدیث :۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ "میرے خلیل صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مجھ کو وصیّت فرمائی کہ جب تم ہانڈی پکاؤ تو اُس میں شوربہ زیادہ کردو، اور پھر اُس میں سے نکال کر ہمسایہ کے ہاں بھیج دو۔"
(مُسلم شریف)

پانی، نمک اور آگ کا دینا

ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے "انہوں نے کہا یارسُول اللہ کس چیز کا منع کرنا حلال نہیں۔؟ فرمایا پانی اور نمک اور آگ۔ کہتی ہیں۔ میں نے عرض کی یارسُول اللہ پانی کو تو ہم نے سمجھ لیا۔ مگر نمک اور آگ کا منع کرنا کیوں حلال نہیں۔؟ فرمایا اے حمیرا جس نے آگ دیدی گویا اُس نے اُس پورے کو صدقہ کیا جو آگ سے پکایا گیا۔ اور جس نے نمک دیدیا اُس نے گویا تمام اس کھانے کو صدقہ کیا جو اُس نمک سے درست کیا گیا۔ اور جس نے مسلمان کو اُس جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی ملتا ہے تو گویا گردن کو آزاد کیا۔ اور جس نے مسلم کو ایسی جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی نہیں ملتا ہے، تو گویا اُسے زندہ کر دیا"۔

یوں تو اللہ تعالیٰ کی کسی بھی نعمت کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے مگر عرفِ عام میں کم قیمت اشیاء کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ خصُوصاً آگ، نمک اور پانی کو۔ اِس حدیثِ پاک میں ان تینوں کے ایثار پر عظیم بشارات، اور ان کی اہمیّت اللہ تعالیٰ کے محبُوب نے ارشاد فرمائی۔ اور ایک مُسلمان کو دوسرے مُسلمان بھائی پر ایثار و قربانی کی ترغیب اس طور فرمائی کہ صرف پانی کا گھونٹ پلانے پر غلام آزاد اور مُردہ کو زندہ کرنا جیسا ہے۔ تو قیمتی اشیاء سے سائل کی حاجت روائی کرنے پر پھر کس قدر رب کریم ثوابِ عظیم عنایت فرمائے گا۔؟

لہٰذا پڑوسی کو پڑوسی سے جب کسی چیز کی حاجت ہو تب فوراً حاجت براری کرنا سعادت جانے۔ اور اس طرح اپنے پڑوسی کو رسوا و ذلیل نہ کرے کہ جب پڑوسی کوئی معمُولی شے بھی مانگنے آئے تو ایک بہن دوسری بہن کیلئے کہے کہ اُس سے مانگو اُسی کو معلوم ہے۔ اور جب اُس سے مانگا جائے تو وہ تیسری کا پتہ بتائے۔ اور جب تیسری سے مانگے تب وہ چچی کا پتہ بتائے اور جب اُن سے مانگے تب وہ بڑی جٹھانی کی طرف اشارہ کرے۔ اور جٹھانی صاحبہ کہیں کہ آج کل گھر کا نظام بچوّں کے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے اُنہی کو معلوم ہے کہ کون سی چیز کہاں پر ہے۔ اور ہے بھی یا نہیں۔ غرض کہ گھر

میں ایک ایک بچے بڑے سے تعارف کیجئے یا رُسوا کرنا کہیئے تب بھی اگر مناسب جانا تو اُنہی میں سے کسی نے وہ چیز دیدی یا ذلیل کر کے منع کر دیا۔ ایسی خصلت والے پڑوسی جب خود دن میں ایک ہی گھر سے دس بار بھی بچوں سے چیزیں منگاتے ہیں۔ تو بچوں کو یہ تاکید کر دیتے ہیں کہ پہلے گھر کی بڑی ذمہ دار کو اپنے پاس بُلا کر ہی آہستہ سے چیز طلب کرنا چنانچہ وہ بچہ اس ہدایت پر عمل کرتے ہوئے پڑوسی کے ذمّہ دار کو اگرچہ وہ کسی بھی کام میں مصروف ہو یا بیمار ہو مگر پھر بھی وہ بچہ دور کھڑے ہو کر اپنے پاس ہر بار طلب کرنا فرض سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسے پڑوسیوں کو ہدایت عطا فرمائے آمین۔ اور ایسے پڑوسیوں کو بھی جن سے جمعرات کے دن نمک، چونا، دودھ، آگ یا ماچس کی تیلی آگ جلانے کیلئے مانگی جائے تو جواب دیتی ہیں کہ ہم جمعرات کے دن یہ چیزیں نہیں دیتے ہیں۔ مگر خود وہی اشیاء بچے کو بھیج کر تین چار چکر میں ایک ہی گھر سے یا اُسی گھر والوں سے مانگنا اُن کی عادت میں شامل ہوتا ہے۔

حدیثِ پاک میں آپنے پڑھا کہ نمک، آگ، پانی دینے سے منع کرنا حلال نہیں۔ اُس میں جمعرات کا کہیں ذکر نہیں۔ اور نہ یہ کہ تم جمعرات کو مانگنا ضرور مگر دینا نہیں۔ معاذ اللہ

اللہ تعالیٰ انکو بھی ہدایت فرمائے جن کی ایک ڈیوٹی یہ بھی ہوتی ہے کہ وقفہ وقفہ سے پڑوسی کے دروازے یا کھڑکی سے کان لگا کر گفت گو سُننا۔ اور یہ کہ اگر کسی پڑوسی کے ہاں کوئی مہمان داخل ہوتا دیکھتی ہیں تب خود بھی داخل ہو کر مخبری کا کام سرانجام دیتی ہیں۔ اور یہ بھی کوشش کرتی ہیں کہ اُن مہمانوں کو تنہا پائیں اور اہم خبروں کی کم از کم سرخیوں سے ہی مطلاع کر دیں۔ اگر کوئی خبر تفصیل سے بتانی مقصود ہوتی ہے تو اُن کو اپنے گھر پر بھی کچھ دیر رُکنے کی دعوت دیتی ہیں۔ خاص کر وہ اپنی ڈیوٹی میں اُسوقت زیادہ منہمک پائی جاتی ہیں جب کسی پڑوسی کے بچے یا بچّی کی شادی کا سلسلہ چلے۔ گو کہ ایسی خصلت رکھنے والی ریڈیو بی۔ بی۔ سی کی نمائندہ اپنے فنوں کا ہر وقت ہی مظاہرہ

فرماتی ہیں۔ حتیٰ کہ اگر اُس کو کوئی شدید بیماری ہی لاحق ہو، پھر بھی وہ کم از کم منگنی یا نکاح میں کسی نہ کسی طرح شامل ہو کر غصّہ کی حالت میں خواتین کے بھرے مجمع سے دریافت کرتی ہے کہ آپ حضرات میں سے میں نے کب کہا ہے کہ لڑکی میں یہ یہ عیب ہیں۔ یا لڑکی حاملہ ہے۔؟ یہ میرے اوپر الزام ہے۔ اگر کسی سے کہا ہے تو وہ سچ سچ بتلائے کہ یہ یہ الفاظ میں نے کب کہے ہیں؟ تب خواتین ایک مُنہ ہو کر کہتی ہیں کہ یہ تمھارے اوپر الزام ہے۔ کہنا تو کیا؟ ہم نے تو دیکھا ہی تمھیں آج ہے۔ غرض کہ مجھ پر الزام ہے کہتی ہوئی پھر وہ بیمار اور معذور کسی کے سہارے اپنے گھر، بھُس میں آگ لگا کر چلتی بنتی ہے۔ آگے آپ خود سمجھ لیں کہ لڑکے والیوں پر اس ڈرامہ کا کیا اثر پڑیگا۔ اور لڑکی والوں پر کیا گذرے گی۔؟

اِس قسم کی خصلتوں کے حامل افراد خواہ مرد ہوں یا خواتین کو چاہئیے کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم نہ کریں اور اللہ واحد و قہار کے غضب سے ڈریں۔ اور یوں بھی کہ اگر کسی نے اِس مضمون کو بھری محفل میں پڑھ کر سُنا دیا تب اُن کی کیا عزّت رہے گی۔؟

آپکے انیس نے نچلے درجہ کی چند خرابیوں کا ذِکر کیا ہے۔ طوالت کی غرض سے نہ اس مضمون میں پڑوسنوں کا معمولی بات پر پانی پت کے میدانی جنگ سے متعلق عرض کرنا ہے اور نہ جنگ کے دوران گل باری کے متعلق۔ نہ ہی پڑوسیوں کے نوجوان لڑکے لڑکیوں سے اور بعض جگہ لڑکیوں کا محلہ وغیرہ کے لڑکوں سے خلط ملط اور بے تکلفی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنی ہے۔ اور نہ پڑوسیوں کے پڑوسیوں کے ساتھ ظالمانہ سُلوک کی نشاندہی کرنی ہے، کہ اِن موضوعات پر ایک ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ **البتّہ** یہ بتانا مناسب ہے کہ ہمیں پڑوسیوں کی بُری حرکتوں کو یہ سوچتے ہوئے چشم پوشی کرنی چاہئیے کہ دوسرے پڑوسیوں کی جن خصلتوں سے میں بیزار ہوں۔ بہت ممکن ہے اُن سے کہیں زائد بُری اور اہم جن پر میری نظر نہیں وہ میری اُن خصلتوں سے بیزار ہوں۔

حدیث قیامت کے دِن جن دو آدمیوں کا مقدمہ سب سے پہلے پیش ہوگا وہ پڑوسی ہونگے۔

لپنے دِل کو بہترین اوصاف کا شیدا کرد
جس قدر ممکن ہو اچھی عادتیں پیدا کرد

ہمسایہ کی امداد کرو اور حاجت روائی کرو

حدیث:۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "تم کو معلوم ہے کہ ہمسایہ کا حق کیا ہے"؟ اُس کا حق یہ ہے کہ اگر تم میں سے مدد چاہے تو اُس کی **مدد** کرو، قرض مانگے تو قرض دو، اگر تم سے کوئی حاجت پڑ جائے تو اس کی حاجت پوری کرو، بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو، اس کی اجازت کے بغیر اپنی عمارت اونچی نہ کرو، کہ کہیں اُس کی ہوا نہ رُکے، کوئی میوہ (اخروٹ وغیرہ) خرید کر کے لاؤ تو اُس میں سے ہمسائے کو کچھ تحفتہً پیش کرو؛ ورنہ چھُپا کر اپنے گھر میں لاؤ، اور اپنے بچوں کو میوہ لے کر باہر نہ جانے دو تاکہ ہمسائے کے بچّے کو رنج نہ پہنچے، ہانڈی کی خوشبو اور بگھارے اس کو ایذا مت دو، مگر اس صُورت میں کہ چمچہ بھر اس کے بھی بھیجو، مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ، اُس کو کچھ بہتری (بھلائی حاصل ہو تو مُبارک باد کہو؛ کوئی مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو، تم کو معلوم ہے کہ ہمسایہ کے حقوق کیا ہیں.؟ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہمسائے کا حق وہی ادا کر سکے گا جس پر اللہ رحم کرے۔" (ابن عدی در کامل، معدنِ اخلاق حصّہ دوم)

ہوتی امید انجام پر کچھ بھی اگر ان کو نظر!
آنکھوں سے جاتے دوڑ کر حاجت روا سائل کے پاس

فائدہ:۔ اس حدیث پاک میں ہمسایہ کا اوّل حق "اگر تم میں سے امداد چاہے تو اس کی **مدد** کرو۔" اور آگے ارشاد فرمایا کہ "اگر تم سے کوئی **حاجت** پڑ جائے تو اس کی حاجت پوری کرو" یہ دونوں حکم گستاخِ رسُول ذہنوں کے اعتبار سے حضور علیہ السلام نے پڑوسیوں کے ساتھ شرکیہ افعال کرنے کے حکم عنایت کیے معاذاللہ جب کہ ان گستاخوں کے نزدیک جملے یہ ہوتے کہ اگر تم میں سے امداد چاہیں تو پڑوسیوں سے کہو کہ تم مشرک ہو گئے۔ اسی طرح اگر تم سے کوئی حاجت پڑ جائے تو فوراً پڑوسی سے کہو کہ تو اب ڈبل مشرک ہو گیا معاذاللہ۔ اِن گستاخوں نے جواہر القرآن میں یہاں تک لکھ مارا کہ خدا کے سوا کسی کو مددگار سمجھنا شرک ہے۔ اور جو اُسے مشرک نہ سمجھے

وہ بھی مشرک "معاذ اللہ" اِن گُستاخوں نے یہ بھی نہ سُوچا کہ ہم صرف دِل میں سمجھنے پر مشرک لکھ رہے ہیں جبکہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو سمجھنا ہی کیا بلکہ مدینہ منورہ کے مقامی مُسلمانوں کو مہاجرین کی امداد کرنے پر انصار کا خطاب عنایت کیا جس کے معنیٰ ہیں **مددگار**، گویا اِن گستاخِ رسُول ٹولیوں کے نزدیک انصار کو جو شخص بھی انصار (مددگار) سمجھے یا کہے وہ مشرک ہو گیا۔ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمسائے کی حاجت روائی کرنے کی تلقین فرمائیں، مگر یہ گستاخِ رسُول اس فعل کو شرک قرار دیں۔

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ صرف اہلِ سُنّت کو ہی اِن دونوں انعال پر شرک کا فتویٰ دیتے ہیں، مگر دن رات خود یہودیوں، ہندوؤں تک سے امداد مانگتے نہیں تھکتے۔

ولی، نبی سے، مدد لینے کو — شرک ہے شرک ہے گاتے یہ ہیں
ہندی، یہودی، ایڈ امریکی — لیتے یہ ہیں کھاتے یہ ہیں
بچے، بڑے سے مدد کا فرسے — لیتے نہیں شرماتے یہ ہیں
بغیر بلائے مَدَد کو آنا — مُردوں کا اپنے بتلاتے یہ ہیں
یہ ہی کہیں ہم اپنے نبی کو — شرک کا فتویٰ لگاتے یہ ہیں
حاجت رَوائی رَبّ کے سِوا سے — شرک ہے شرک ہے گاتے یہ ہیں
مرثیہ میں گنگوہی کو کیوں پھر؟ — حاجت روا ٹھہراتے یہ ہیں
اِن کی اٹکے غیرُ اللہ سے — حاجت روائی کراتے یہ ہیں

خود بھی دن میں کئی کئی بار
حاجت رفع فرماتے یہ ہیں

(انجمن الحسن قادری)

انھیں گُستاخِ رسُول کے بدحالی نے ایک شعر میں اہلِ سُنّت پر طنز کرتے ہوئے اپنا نظریہ پیش کیا ہے۔ کہتا ہے

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے ◆ جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

ایک عاشقِ رسُول نے جواب میں اُس کے شعر کو اُسی بحر میں اُن ہی پر پلٹ دیا

ہے چندہ جو نہیں ملتا خدا سے ◆ جسے تم مانگتے ہو اغنیاء سے

اور عاشقِ رسُول امام اہلسنّت مولٰینا احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی برکاتی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۳۴۰ھ نے اصل جواب اُسی بحر میں اس طرح دیا کہ ——

توسّل کر نہیں سکتے خدا سے
اسے ہم مانگتے ہیں اولیاء سے

اِن کے بدحالی نے سوال کیا تھا کہ "وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے"۔

امامِ اہلسنّت جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ۔ خدا کو کسی کی بارگاہ میں وسیلہ نہیں بنا سکتے کہ رب سے بڑی ذات کون ہے؟ جس کی بارگاہ میں رَبّ تعالیٰ کو وسیلہ بنائیں۔؟ صِرف رَبّ تعالیٰ کی ذات ہی سب سے بڑی ہے اِسی وجہ سے ہم رَبّ کی بارگاہ میں اولیاء کو وسیلہ بناتے ہیں۔

ہمسایہ کو قرض دینا

اِس حدیثِ پاک میں ایک حکم قرض کے متعلق بھی ہے کہ "جب ہمسایہ قرض مانگے تو قرض دو"۔ دوست عزیز رشتہ دار ہمسایہ کو قرض دو تو قرضِ حسنہ کی نیّت سے دو تاکہ اگر وہ رقم دینے میں کاہلی، سُستی ظاہر کرے تو قرض کی وجہ سے آپس میں رنجش، لڑائی، جھگڑا ہونے کی نوبت نہ آئے۔ اگر وہ رقم واپس کردے تو خیر ورنہ ڈبل خیر کہ ہر آن ثواب مِلتا رہے۔

بے ضرورت قرض لینا ہے نہایت ہی بُرا
اِس بکھیڑے سے تمھیں محفوظ ہی رکھے خدا

ہمسایہ کے اتنے حقوق خصوصاً اس وجہ سے ہیں کہ رشتہ دار کو پڑوسی کی پریشانی یا بیماری کا چند گھنٹے، یا چند یوم بعد معلوم ہوگا۔ مگر پڑوسی کی پریشانی یا بیماری کا اس کے ہمسائے کو اسی وقت معلوم ہو جاتا ہے۔ اور "فسٹ ایڈ" کے معنی ہیں پہلی امداد اور اچھا پڑوسی پہلا مددگار ہوتا ہے۔ اگر اوّل وقت ہی اُس کا امداد ہو یا کم از کم ہمدردانہ لفظوں سے ہی اس کو تسلّی دیجائے، تو احساسِ کمتری یا اس سے پیدا شدہ مرض بھی ختم ہو۔ اور حوصلہ بڑھے۔ خیال رہے کہ حوصلہ ہی بڑی سے بڑی طاقت

کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور بزدل ہر آن مرتا ہے، اور اصل مرنا پھر بھی باقی رہتا ہے۔
بعض بچّوں میں یہ خصلت ہوتی ہے کہ جیسے ہی اُن کو کوئی چیز کھانے کی ملی، تو فوراً ہم عمر دوستوں میں اُس کی نمائش کرنے کی غرض سے گلی میں، بلکہ گھر گھر جھانکتے ندیدوں کی طرح کھاتے پھرتے ہیں۔ حضور انور علیہ السَّلام نے ایسے بچّوں کے والدین سے ان کو ایسی حرکتوں سے روکنے کی تلقین فرمائی اور ایسی اشیاء تحفتہً پڑوسی کو دینے یا پھر چھپا کر لانے، کھانے کی ہدایت فرمائی ہے۔ تلنے والی شے سے، اور بگھارنے سے ہمسائے اور اُس کے بچّوں کو بے چین نہ کیا جائے۔ اگر مجبوراً ایسا کیا جائے تب ان کے ہاں بھی ہدیۃً بھیجو، اسی طرح جو مُسلمانوں میں رواج ہے کہ کڑھی، کھیر، پائے، حلیم وغیرہ جب پکاتے ہیں تو محلے والوں اور عزیزوں دوستوں میں تقسیم کر کے کھاتے ہیں۔ یہ اُنکا فعل اِنہی احادیث کے مُطابق ہے۔ اِسی طرح شب برات میں حلوا تقسیم کر کے کھانا بھی اِنہی احادیثِ مُبارکہ کے مُطابق ہوا، اُس کو شرک و بدعت کہنا، طیب چیز کو ٹھکرا کر خبیث اشیاء کا مستحق بننا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گستاخِ رسُول خبیث شے کو بہت پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ گستاخِ رسُول فرقہ کے بڑے پادری رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں مشہور و معروف کوّے کا کھانا ثواب لکھا۔ اسی طرح ان کے دیگر مولوی منی (جو نجس و حرام ہے) کا کھانا جائز اور منی کے مرکز و مخزن کپوروں کو کھانا جائز لکھتے ہی نہیں بلکہ شوق سے اِس قدر کھاتے ہیں کہ وہ نجاست کے مرکز کپورے گوشت کے نرخ فروخت ہونے لگے۔ گستاخِ رسُول فرقہ کی تمام ٹولیوں کو ایسی نجس اشیاء کھانی یوں بھی ضروری ہیں کہ اللہ ربُّ العزت نے ایسوں کے لئے ہی ارشاد فرمایا۔ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ۔ ترجمہ گندیاں گندوں کے لئے۔

اِس حدیثِ پاک میں ہمسائے کو بہتری حاصل ہونے پر مُبارکباد دینے کا حکم ہے، جس سے معلوم ہوا کہ گستاخِ رسُول عیدوں پر مُبارک باد دینے کو جو شرک و بدعت اور حرام کہتے ہیں وہ بالکل غلط ہے۔ اِن کے دیگر شیطانی فتنوں کی طرح

یہ بھی ویسا ہی فتنہ پیدا کر کے مسلمانوں کو منتشر کرنا ہے۔ مُبارکباد پر جب یہ شیطانی اسکالر حدیث کا حوالہ آپ سے طلب کریں۔ تب اُن سے ہی سوال کرو کہ پاکستان بننے سے قبل ہندوستان میں ہندوؤں کو خوش کرنے کی غرض سے پیشانی پر تلک اور قشقہ لگانے کی تم نے یا تمھارے بڑے علماؤں نے مسلسل کئی سال تک جو تحریک چلائی اس کے جائز ہونے کی تم ہمیں حدیث دکھاؤ اور یہ کہ مُسلمانوں کو مُبارکباد دینا جائز ہے اس کا ثبوت ہم پیش کریں گے۔ پھر دیکھنا کس طرح یہ موضوع بدلتے ہیں۔

ایک اعتبار سے بات اِن کی بھی دُرست ہے کہ گستاخِ رسُول لعنت کے حقدار ہیں نہ کہ مُبارکباد کے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بیاہ شادی میں سہرا۔ اور حج کو جاتے آتے طیب پھولوں کے ہار گلے میں ڈالنے سے چڑتے ہیں۔ جس طرح نمازِ جنازہ کے بعد مغفرت کی دعاء سے چڑتے، نفرت کھاتے ہیں

جو دل کی بات گئی اُن کے کان تک تو کیا
ہے بات جب کہ اُتر جائے کان سے دل میں

یتیم کی مہمان داری

حدیث:۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص مُسلمانوں میں سے کسی یتیم کو کھلانے، پلانے کیواسطے اپنے گھر لے جائے، خدا اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ جب کہ اُس نے کوئی گناہ ناقابلِ معافی نہ کیا ہو۔ (ترمذی، رہنمائے شریعت) **مثلاً** گستاخِ رسُول، یا گستاخِ صحابہ نہ ہوا ہو۔

جس نے رکھا مہربانی سے یتیموں کا خیال
مہرباں ہو جائے گا اُس پر خدائے ذوالجلال

دعوت و تحائف

آج کے معاشرے میں (خصوصاً مفاد پرست لوگ) غریب، مسکین، مُسلمان کو نہ دعوت میں یاد کرتے ہیں۔ اور نہ تحفے تحائف میں۔ کہ دعوت میں امیروں، افسروں کو ہی مدعو کیا جاتا ہے جب کہ اُمرا ایک سے ایک اونچی شے دعوت وغیرہ کے علاوہ بھی اپنے مکان پر

روزمرہ کھاتے رہتے ہیں۔
اِسی طرح اعلیٰ سے اعلیٰ تحائف بھی اُنہی اُمرا کو پیش کرتے رہتے ہیں جب کہ اِن اُمراؤں کی نظر میں اِن بیش قیمت تحائف کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔ اور وہ ایک طرف ڈال دیئے جاتے ہیں۔ کہ کمرے میں صوفہ، یا قالین کے سوا کچھ دیکھنا پسند نہیں کرتے۔
پیٹ بھروں کو کھلا کر یا اُمرا کو تحفے دیکر اُن سے اچھّی دعائیں ملنے کی اُمید، بانجھ سے اولاد مانگنے کے سوا اور کیا ہے۔ اگر انہوں نے دعائیں دیں بھی تو وہ بھی فیشن ایبل ہی ہوں گی۔ اُن کی دعاؤں سے ایک مثال. شعر

دھکیل کر مجھے اندھے کنویں میں، دی یہ دُعا
کیا سپردِ خدا۔ خوش رہو، جہاں بھی رہو

اُمرا اور وزرا سے رشتہ نہ ہونے پر بھی دعوت کر کے تحفے، تحائف دیکر مفاد پرست رشتہ قائم کر لیتے ہیں۔ اور غریب مسکین رشتہ دار کی دعوت کرنا تو بڑی بات ہے۔ دعوت قبول بھی نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے قریب بھی نہیں آنے دیتے۔ اب ایسی بھیانک روشنی کا دور آگیا ہے کہ اپنے غریب بھائی یا باپ کو بھائی یا باپ تسلیم کرنے سے بھی گریز کرتے ہیں

ہو جاتے ہیں رشتہ دار، جب کچھ پاس ہوتا ہے
ٹوٹ جاتا ہے غریبی میں، جو رشتہ خاص ہوتا ہے

امامِ اہلسنّت کے ۲ دو قول

اس جگہ امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولینا الشاہ احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۳۴۰ھ کے ۲ دو قول پیش کئے جاتے ہیں۔

قول ۱:۔ "زِنہار۔ زِنہار ایسا نہ کریں کہ کھاتے، پیتوں کو بلائیں محتاجوں کو چھوڑیں۔ کہ زیادہ مستحق وہی ہیں۔ اور انھیں اس کی حاجت ہے۔ تو انکا چھوڑنا! اُنھیں ایذا دینا، اور دِل دکھانا ہے۔

آہ دِل سے جو نکالی جائے گی ◆ کیا سمجھتے ہو کہ خالی جائے گی؟

مُسلمان کی دِل شکنی معاذاللہ وہ بلائے عظیم ہے کہ سارے عمل کو خاک کر دے گی۔ ایسے کھانے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب سے بدتر کھانا فرمایا کہ پیٹ بھرے بلائے جائیں جنہیں پرواہ نہیں، اور بھوکے چھوڑ دیئے جائیں جو آنا چاہتے ہیں۔" (حضرت ابوہریرہ مسلم شریف) اور فرمایا ہے کہ تم لوگ دعوت کرنے میں بھی گناہ کا کام کرتے ہو

ہوتی امیر انجام پر کچھ بھی اگر ان کو نظر
آنکھوں سے جاتے دوڑ کر حاجت روا سائل کے پاس

قول ۲:۔ فقراء جب آئیں اُن کی مدارات و خاطر داری میں کوشش جمیل کریں۔ اپنا احسان اُن پر نہ رکھیں بلکہ آنے میں اُنکا احسان اپنے اوپر جانیں کہ وہ اپنا رِزق کھاتے اور تمھارے گناہ مٹاتے ہیں۔ اٹھانے، بٹھانے، بلانے، کھلانے، غرض کہ کسی بات میں برتاؤ ایسا نہ کریں جس سے ان کی دِل شکنی ہو۔ کہ احسان رکھنے، ایذاء دینے سے صدقہ بالکل اکارت جاتا ہے مولینا احمد رضا خاں۔ (راد القحط فضائل صدقہ وخیرات)

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دِل بہتر است

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

اس پر خود مجدّد ِ وقت نے زندگی بھر عمل فرمایا۔ بلکہ انتقال سے چند گھنٹے قبل وصیت میں بھی آپنے اپنے برادر زادے کو لکھوایا کہ میری فاتحہ کا کھانا دِل پر جبر یہ نہ کریں۔ اگر فاتحہ دلانی ہو تو خوش دِلی سے دلائی جائے۔ دِل تنگ نہ ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو یہ کھانے ہوں تو بہتر ہے۔

اعلیٰ اقسام کے کھانے لکھوا کر بار بار تاکید فرمائی کہ غرباء، مساکین کو بھی کھلائے جائیں۔ اور ان کو بڑے اعزاز واکرام سے بٹھائیں، کھلائیں کہ

عیاں تھا اس جگہ حُسنِ عمل بھی حسنِ نیّت بھی
ادب بھی، علم بھی، اخلاص بھی، اور آدمیّت بھی

حضرت لُوط علیہ السّلام

یوں تو مہمان کی خاطر انبیاءِ کرام اور اولیاءِ کرام نے کر کے قیامت تک کے لئے مثال قائم فرمائی۔ مگر حضرت لوط علیہ السّلام نے فرشتوں کی آمد پر مہمان کی خاطر بچھڑے کو ذبح فرما کر قیامت تک کے لوگوں کو بتایا کہ مہمان سے بغیر دریافت کئے ہی مہمانی کی تیاری اعلیٰ مہمانداری ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اُس بچھڑے کا صحیح مصرف و استعمال بھی یہی تھا۔ ورنہ چند گھنٹے بعد عذابِ الٰہی کا شکار ہوتا۔ اس طرح بچھڑے کو عذاب سے بھی بچالیا۔ اور فرشتوں کے امتحان میں بھی کامیابی حاصل کی۔ ساتھ ہی حقِ مہمانی کا سبق بھی دیا۔ چونکہ شریعتِ اسلام کے احکام کا اطلاق ظاہر پر ہوتا ہے لہٰذا حضرت لوط علیہ السّلام کا یہ عمل بھی درست، چونکہ فرشتے انسانی شکل میں آئے۔ اور فرشتوں کا فعل بھی حق کہ جس منصب و مقصد کیلئے فرشتوں کا آنا تھا کہ اُن کو نوعمر خوبصورت پاکر ہی قوم ان کی طرف بڑھتی اور اپنے لئے عذاب مُسلط کرتی۔ غرض کہ اس مہمانی میں، اور میزبانی میں اور بھی بہت سی حکمتیں ہیں۔

حدیث: صحیح بخاری و مسلم میں ابوشریح کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام کرے۔ ایک دن رات اس کا اکرام جائز ہے۔ ضیافت تین دن ہے۔ (یعنی ایک دن کے بعد ماحضر پیش کرے) اور تین دن کے بعد صدقہ ہے۔ مہمان کیلئے یہ حلال نہیں کہ اس کے یہاں ٹھہرا رہے اور اس کو حرج میں ڈال دے۔"

اور یوں بھی کہ ضرب المثل ہے "مہمانی اور مچھلی چند روز بعد بو دینے لگتی ہے۔"

عیادت و شادی میں مہمان کی احتیاطیں

سفر میں جب کسی کے ہاں مہمان بنا جائے تو طہارت و بیتُ الخلاء کی جگہ معلوم کرلی جائے۔ اور اگر بیمار کی عیادت یا شادی غمی میں مہمان بنا جائے تب میزبان و اہلِ خانہ پر بار یا بوجھ نہ بنے ــــ اُس کا ہاتھ

بتایا جائے کہ۔

کوئی سچّا دوست ہے، کوئی پکّا دوست ہے
ہاں مُصیبت میں جو کام آئے وہ سچّا دوست ہے

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بیمار کی تیمارداری میں مصروفیت کی وجہ سے گھر کے روز مرّہ کے کام رہ جاتے ہیں۔ اُسی مصروفیت کی وجہ سے بچّے اور بچوّں کے کپڑے زیادہ متأثر ہوتے ہیں۔ آج کے ترقیاتی دور میں حقیقی ماں، باپ، بھائی، بہن کی عیادت میں آنے والے مرد و عورت ایسے آتے ہیں جیسے شادی بیاہ کی تقاریب میں اکثر عورتیں ساڑھی اور مرد حضرات سُوٹ پہن کر سج دھج کے آتے ہیں۔ یہ بیماری ابیمار کی عیادت میں ہی نہیں بلکہ تعزیت تک میں پائی جاتی ہے۔ میّت کی تدفین سے پہلے غمی کے گھر والوں کا پان، چھالیہ، سگریٹ، چائے وغیرہ کا انتظام بھی ترقیات میں شامل ہے۔ بلکہ بھتّہ کی روٹی میں چٹخاروں کے علاوہ دیگر غیر مسنون بہت سے زرِ کثیر اخراجات شامل ہوگئے ہیں۔ جب کہ میّت کا گھر علاج و معالجہ میں ہی تباہ ہوگیا ہوتا ہے۔ اِسی طرح شادی میں لڑکے والا بری اور مکان کی مرمّت اور کمرے کی تیاری وغیرہ میں۔ اور لڑکی والا جہیز اور بہنونیوں کی تیاری کے بوجھ سے ہی دَب کر کُچلا جاچکا ہوتا ہے۔ اوپر سے مہمان ایک اور ایک گیارہ کا ثبوت دینے یعنی خرچ یا کام میں ہاتھ بٹانے کے بجائے میزبان کی مالی، جسمانی، ذہنی پریشانیوں میں مزید اضافہ کا سبب بنتے ہیں۔

آج کل کے دوست ہیں گویا کہ ہیں کاغذ کے پھول
دیکھنے میں خوشنما، بوئے وفا کچھ بھی نہیں!

نوجوان مہمان! جن پر سب کو فخر ہونا چاہیئے کہ نیا خون ہے گھنٹوں کا کام منٹوں میں کریں گے۔ اُن سے بے تکلّف کام لے سکیں گے۔ وہ بھی بڑوں کی طرح تھری پیس سُوٹ میں کسے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اُن کے وقت کا بڑا حصّہ نوجوان لڑکیوں میں گزرتا ہے۔ اِن سے ایسے ماحول میں کام کو کہنا اُن کے رومانی تارِ عنکبوت پر

بجلی گرانے کے مترادف ہے۔ اور خصُوصاً اُس وقت جب کہ وہ اپنی پسند کی سینہ بازو، گردن، کمر ننگی اور بقیہ جسم باریک کپڑوں میں کسی ہوئی نیم عُریاں لڑکی کو پولکا یا آئس کریم کِھلانے یا سیر و تفریح کرانے کا پروگرام بنا چکے ہوں یا میزبان کے مکان کی چھت سے ہی جوان لڑکیوں کے جھرمٹ میں دوسروں کے گھروں کی نظارہ بازی میں مصروف ہوں ـــــــــــــ

پرائی بیبیاں لاریب ساری مائیں، بہنیں ہیں
ہمارا دین اُن کی عزّت و حُرمت سکھاتا ہے

نصیحت

یہ چار دن کی چاندنی راتیں کہاں نصیب ◆ ذکرِ خدا کا لطف اٹھاؤ شباب میں
ہوتے ہیں سب قبول خدا کے حضور وہ ◆ جو سجدۂ خلوص ادا ہو شباب میں

یاد رکھیں:۔ مہمان! میزبان کے مکان کی گیلری یا چھت پر سے کسی کے گھر پر نہ جھانکے کہ خدا معلوم وہ اپنے گھروں میں کس حالت میں ہوں۔ کہ جبکہ پارکوں بازاروں میں نوجوان لڑکیاں تقریباً عُریاں لباس میں ہوتی ہیں تو وہ اپنے گھر کی چار دیواری میں کس کس حالت میں ہوں گی ـــــــــ؟

کیا کیا نہ کیا خود کو چھُپانے کے واسطے
عُریانیوں کو اوڑھ لیا شال کی طرح

اور ابھی مزید حقوق کی جنگ لڑی جا رہی ہے۔ حضورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنے گھر میں بھی دستک دیکر آؤ اگرچہ گھر میں اس کی بیوی ہی ہو ایک صحابی نے عرض کی یارسُول اللہ میری ماں ضعیف ہے اور مکان میں ہم دو ہی رہتے ہیں۔ اور میں ہی ان کی خدمت کرتا ہوں تو کیا میں بھی دستک دیکر مکان میں داخل ہوں۔؟ فرمایا! ہاں، جب وہ اجازت دیں تب ہی مکان میں داخل ہو۔ کیا تم اِس کو پسند کرتے ہو کہ تمھاری ماں کے جسم سے کپڑا ہٹا ہوا اور تم اُس کی

ستر دیکھو؟ عرض کی نہیں"۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے ◆ خصوصاً ننگے فیشن کی وبا سے

سترِ عورت

مرد کی سترِ عورت یعنی جسم کا وہ حصہ جسکا چھپانا فرض ہے۔ وہ بمع گھٹنے کے ناف تک کا حصہ ہے۔ اس کو شرمگاہ بھی کہتے ہیں۔ اور عورت سر کے بال سے پیر تک سترِ عورت ہے۔ البتہ مُنہ کی ٹکلی اور ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیاں، پیروں کے دونوں تلوؤں کا چھپانا فرض نہیں۔ مگر پردے کی احتیاط اُن پر بھی چاہیے۔

حقوقِ خواتین

انجمن حقوقِ خواتین کا مزید بے پردگی کے اختیارات حاصل کرنے کے سلسلہ میں جواز کے دلائل میں ترقی یافتہ غیر مسلم ملکوں میں خواتین کی ترقیوں کو دلیل میں پیش کرنا۔ اور یہ کہ مرد حضرات کُشتی اور دیگر کئی کھیلوں کے دوران رانیں کُھلی رکھتے ہیں جب کہ اُن کو بھی اسلام میں پردہ کا حکم ہے۔ یہ دلیل مجمع سے تائید میں تالیوں کی گونج تو حاصل کر سکتی ہے۔ مگر اس کو جواز کے لئے دلیل کوئی ذی عقل نہیں تسلیم کریگا کہ اس طرح تو ہندوستان کا سابقہ وزیرِ اعظم مرارجی ڈسائی پیشاب پیتا بھی ہے اور جسم پر بھی ملتا ہے۔ کیا خواتین اُس وقت بھی خود پیشاب پینے اور مَلنے پر بھی جواز دینا اور دلیل پیش کرنا پسند کریں گی۔؟ کہ وہ ہندوستان میں ہندو مُسلم دونوں قوموں کا سربراہ، لیڈر اور مرد ہو کر ایسا کرتا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی ------ یاد رہے! جو کام بُرا ہے وہ بُرا ہی کہا جائے گا۔ خواہ مرد کریں یا عورتیں۔

پان تھوکنا

مہمان کو لازم ہے کہ میزبان کے گھر کی دیواروں پر ہرگز پان کی پچکاری نہ مارے کہ اس سے میزبان کو ذہنی تکلیف دینا ہے بلکہ ہر دیکھنے والے کو یہ پچکاری گھن اور کراہت لائے گی۔ اِن پچکاریوں کا مہمانی کے دوران ہی نہیں بلکہ ہر جگہ اور ہر محفل میں خاص خیال رکھنا چاہئیے۔ خصُوصاً خواتین کو۔ اور نسوار مُنہ میں دبانے والے حضرات کو۔ نسوار کی پچکاریاں نہ کسی کے گھر

پر، نہ میٹنگ کے دوران، اور نہ ریل گاڑی یا بس میں مارنی چاہیے۔
میزبان کسی دوسرے شخص کے ذریعہ مہمان کو اس طرح کے تھوکنے سے روکے۔
البتہ لاغر، ضعیف، کمزور بیمار مہمان کو نہ ٹوکا جائے۔ اور مہمانی کے دوران نہ فقراء کو کہ وہ دنیا کی زیب و زینت پر تھوکتے ہیں

دامنِ تہذیب پر دھبہ نہ آجائے کہیں
پان کھا کر تھوکنا بھی ہر جگہ اچھا نہیں

اور اس طرح کی بھی زیادتی کسی طرح مناسب نہیں کہ جس شخص کی اصل مہمانی مقصود ہوتی ہے وہ تکلف کرنے میں ہی وقت پاس کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ آئے ہوئے یا اس وقت جو کسی نہ کسی طرح مہمان کے ساتھ بیٹھتا ہے وہ دستر خوان پر ایک نظر میں ہی خصوصی پلیٹ کو منتخب کر کے بڑی صفائی سے اسکو اپنی جانب کر لیتا ہے۔ اور اسی قسم کی دوسری پلیٹ کو بھی نظر میں رکھتا ہے۔ کبھی کسی مصلحت کی غرض سے وہ خصوصی پلیٹ اپنے آگے نہ بھی کرے تب اپنی جگہ سے ہی ہاتھ بڑھا کر مہمانِ خصوصی کے آگے سے کھاتا ہے۔ اور وہ اس عمل میں ڈبل فائدہ سمجھتا ہے۔ کہ اس طرح پلیٹ بھی صاف کر دی اور دیکھنے میں کھانے والے کے آگے پلیٹ بھی نہیں

دال روٹی ملے غنیمت ہے
کون کھاتا ہے گوشت مُرغی کا

احکامِ میزبانی

تواضع کا طریقہ میزباں! سیکھے صُراحی سے
کہ جاری فیض بھی ہے اور جھکی جاتی ہے گردن بھی

ایک دو گھنٹے والے مہمان اکثر، اور ایک دو دن والے مہمان سال میں کبھی کبھی۔ ہفتوں اور دو چار ماہ کیلئے بننے والے مہمان زندگی میں اتفاق سے ہی بنتے ہیں اور جو آج میزبانی کے فرائض سعادت سے مشرف ہو رہا ہے۔ اس کے برعکس یہی میزبان اُن مہمانوں کے ہاں مہمان بن کر میزبانی کا موقعہ دیتا ہے۔ اور یہی ازل سے زندگی کا دستور و نظام چلا آرہا ہے

کبھی دامن پکڑتے ہیں کبھی پاؤں میں پڑتے ہیں
کوئی مہماں نوازی سیکھ لے خارِ بیاباں سے

البتہ اسلام نے اِس سلسلہ میں کچھ اصول مسلمانوں کو عنایت کئے ہیں۔ جو ہر اعتبار سے عمدہ اور بہتر ہیں۔ چنانچہ چند گھنٹوں والے مہمان سے ہمہ تن تعظیم و خاطر داری اور اعلیٰ اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔ اور ہو سکے تو اُس کی مشکلات کو آسان کرے۔ اور رخصت کے وقت چند قدم بھی اس کے ساتھ چلے۔ مہمان اگر ایک دن، رات کا ہے تب شب کی تمام سہولتیں مہیّا کرے۔ اُسے قبلہ رُخ اور طہارت کی جگہ بتلائے۔ اپنے قیمتی وقت سے اسکی دِل جوئی اور خاطر داری میں کوئی کمی نہ کرے۔ پُر تکلف کھانے خاص اس مہمان کی خاطر پکوائے (تیار کرائے) روز مرّہ کی بہ نسبت دستر خوان پر وسعت پیدا کرے۔ ان کے مزاج اور طبیعت کے کھانے تیار کرائے۔ اور اگر مہمان تین دن یا تین دن سے زیادہ رہے تب اپنی حیثیت کے مطابق خاطر داری یعنی جو روز مرّہ کا معمول ہو جس کو دعوتِ شیرازی بھی کہتے ہیں کرے مہمان کو دیکھ کر پیشانی پر کسی قسم کے بل، یا شکن نہ لائے۔ دل میں تنگی محسوس نہ کرے۔

یاد رہے کہ دعوت نام و نمود، تفاخر کے طور پر ہرگز نہ کی جائے۔ کہ سخت گناہ ہے۔ اور نہ ہی مہمان کی دعوت پر اتنا فیاض ہو جائے کہ اپنے بچّوں کی ذمّہ داری کو بھی بھول جائے۔ اور سب کچھ اُن پر ہی قربان کر دے

ہر عمل میں حد سے بڑھنا اور گرنا ہے وبال
بہتری ہے جس میں پنہاں وہ فقط ہے اعتدال

امام غزالی کا ارشاد

اگر کوئی مہمان خود آئے تو کچھ تکلف نہ کرے۔ اور اگر کوئی تیرے بُلانے سے آئے تو کچھ اٹھا نہ رکھے یعنی جو تکلّف تجھ سے ہو سکے کرے۔ اور ضیافت کی بڑی فضیلت ہے۔ حضور علیہ السّلام نے فرمایا "جو مہماندار نہیں اُس میں خیر نہیں۔" اور فرمایا (بے تکلّف دوست) "مہمان کیواسطے تکلف نہ کرو۔" کیونکہ جب تکلّف کرو گے تو اس کے ساتھ دشمنی رکھو گے۔ اور جو شخص مہمان سے دشمنی رکھتا ہے۔ وہ خدا کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے۔ خدا اُس کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے۔ اگر کوئی غریب مہمان آپہنچے تو اس کے لئے قرض لے کر تکلّف کرنا درُست ہے۔ لیکن دوستوں کے لئے جو ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہیں۔ تکلّف نہ کرنا چاہیئے۔ کہ تکلّف کرتے کرتے محبّت ہی جاتی رہے گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور مہمانداری

حضرت ابراہیم علیہ السّلام مہمان کو ڈھونڈھنے ایک میل جاتے۔ جب تک مہمان نہ ملتا، کھانا نہ کھاتے۔ اِن کے صدق و خلوص کی برکت سے آج تک اِن کے مشہد میں رسم ضیافت باقی ہے حتیٰ کہ کوئی رات مہمان سے خالی نہیں جاتی۔ اور کبھی سو، دو سو مہمان آ رہتے ہیں۔ بہت سے گاؤں اس مقصد کے لئے وقف ہیں۔ = کیمیائے سعادت =

مہمان کی تکریم

دعوت خاص ہو یا عام میزبان! مہمانوں کا استقبال کرے۔ اور تواضع سے پیش آئے اور اعزاز و اکرام سے بٹھلائے۔ یہ اعزاز و اکرام فقراء و مساکین کے ساتھ بھی ہو۔ البتّہ علماء و مشائخ تکریم

کے زیادہ حقدار ہیں۔ میزبان! مہمانوں کی آمد پر اپنی خوش قسمتی جانے۔ دِل میں باری تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اُس نے یہ دن دکھائے۔ یہ وسعت وسعادت بخشی۔

خاطر داری کے علاوہ جہاں تک ہو سکے میزبان دل خوش کن باتیں کرے۔ بیوی، بچّوں، عزیز، رشتہ داروں، و نیز ذریعۂ معاش کاروبار وغیرہ کی خیریت معلوم کرے اور جو باتیں مہمان کو ناگوار اور گراں گذریں ان سے پرہیز چاہیئے، جہاں تک ہو سکے دینی، اصلاحی باتیں کرے۔ پُرانی تلخیوں اور رنجشوں کو زیرِ بحث نہ لائے۔ مہمانوں کی آمد اور خاطر داری پر طمع، لالچ، اور یہ آرزو، اُمید بھی نہ رکھے کہ جب میں اِن کا مہمان بنوں گا تب میری بھی اسی طرح کی خاطر داری ہوگی۔ مہمان اگر اتنے ہوں کہ ایک ہی محفل میں کھلائے جاسکیں۔ تب میزبان بتقاضۂ محبّت اُن کے ہمراہ ہی بیٹھے۔ اور اگر زیادہ ہوں تب آخر میں بیٹھے۔ البتّہ مہمانوں کے ساتھ ایسا شخص نہ بٹھایا جائے جس کا بیٹھنا مہمانوں میں سے کسی کو ناگوار گزرے۔ مثلاً جزامی یا برص والا یا ایسے چھوٹے بچّے جن کی ناک بہتی ہو یا جسم بغیر دُھلا ہو یا کپڑے گندے ہوں

ہم فقیروں کو نہ تم سمجھو حقیر
کپڑے میلے ہیں مگر دِل صاف ہیں

اور نہ اپنے ایسے بچّوں کو اُن کے ساتھ بٹھائے جو ایسے موقعوں سے پورا پورا فائدہ اُٹھاتے ہیں کہ مہمان تو تکلف کی رسم ادا کرتا رہ جاتا ہے اور وہ بچّے مہمان کے ساتھ لگ کر خود ہی جلدی جلدی خاص خاص اشیاء کھا کر مہمان کو کھانے سے محروم رکھتے ہیں۔ اور میزبان! مہمانوں کی خاطر داری میں خود بھی مصروف رہے۔ اُنکی نگہداشت، خدمت میں لگا رہے۔ اور مہمانوں کو کھانے پر اصرار بھی کرتا رہے۔ یہ اصرار سب پر یکساں ہو

مصرعہ: تواضع سے جو پیش آتا ہے اس کی دھوم ہوتی ہے

کھاتے وقت خوش طبعی۔ مٹھاس، پھل، فروٹ سے بہتر ہے۔ البتّہ ایسی خوش طبعی نہ چاہیئے جس سے کسی مُسلمان کی دِل شکنی یا ہجو ہو۔ میزبان! مہمان سے پہلے

دستر خوان سے نہ اُٹھے۔ کہ اس طرح مہمان بھی بھوکا دستر خوان سے اُٹھ سکتا ہے۔ میزبان گھر پر قیام کرنے والے مہمانوں کا پورا پورا خیال رکھے کہ ـــــــــــ

پناہیں دوسروں کو دینے والے خود نہیں سوتے

کیمیائے سعادت میں امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ صاحبِ خانہ اگر مہمانوں کا حکم بجالانے پر دِل سے راضی ہو تو مہمان سے پوچھے کہ تم کیا چاہتے ہو۔ اور کس چیز کی آرزو کرتے ہو۔ اس لئے کہ جو اُن کی آرزو برلانے میں کوشش دمستعد کرتا ہے۔ ہزار ہزار نیکیاں اس کے اعمال نامہ میں لکھی جاتی ہیں۔ اور ہزار ہزار برائیاں اس کے اعمال نامہ سے مٹائی جاتی ہیں۔ اور ہزار ہزار درجے بلند کئے جاتے ہیں۔ اور تین جنتوں میں سے اسے حصّہ دیتے ہیں۔ ایک فردوس۔ دوسری عدن۔ تیسری خلد" لیکن مہمان سے یہ پوچھنا کہ فلانی چیز لاؤں یا نہ لاؤں مکروہ اور بُرا ہے۔ بلکہ جو کچھ بھی موجود ہے لے آئے۔ اگر مہمان نہ کھائے تو لے جائے۔

میزبان! اُنکے اگلے پروگراموں کو آسان بنائے۔ ایسے مہمانوں میں اگر جوان لڑکیاں بھی ہوں تب اپنے جوان لڑکوں پر نظر رکھے۔ اُن سے بے تکلّف نہ ہونے دے۔

ہمارا دین اِن کی عزّت و حُرمت سکھاتا ہے

اسی طرح مہمان یا اُن کے ساتھ نوعمر لڑکے ہوں تو اپنی لڑکیوں، بہوؤں کو بے تکلفی سے بچائے۔ شب کے آرام میں آگ اور پھونس کو نہ ملنے دے۔ وقت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ نوجوانوں سے کم سن نوعمر لڑکوں کو بھی جُدا رکھا جائے۔ کہ بعض وبائی مرض اُڑ کر بھی لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ مکرم کے صدقے وطفیل سے مُسلمانوں کو جسمانی وروحانی امراض سے محفوظ فرمائے۔ مصرعہ:۔ بدی کی راہ میں شیطان آگے نکلتے ہیں

حُسن کی اِک اِک ادا پر جان و دِل صدقہ مگر
لطف کچھ دامن بچا کر ہی نِکل جانے میں ہے

اور یہ کہ میزبان! میزبانی کے دوران گھر کے افراد یا ملازمین پر ناراض بھی نہ ہو۔ کہ مہمان کا دل بہت حسّاس ہوتا ہے۔ اسی طرح اپنی تنگدستی کا یوں تو کسی

کے بھی سامنے بیان نہ کرنا چاہیئے۔ خصوصاً مہمانوں کے سامنے کہ اُن کی مہمانی کے پیشِ نظر بھی مناسب نہیں۔ اور یہ کہ کسی کے سامنے تنگدستی کا تذکرہ کرنا بھی اپنے رب کریم کا شکوہ کرنا ہے۔ تنگدستی کے اسباب سے پرہیز کرے۔ شکوہ خود تنگدستی کا سبب ہے۔ اور یوں بھی کہ دوسروں کے سامنے خود کا بھرم جاتا رہتا ہے خصوصاً وہ رشتہ دار جو حاسد ہوں، یا عیب تلاش کرنے میں کوشاں رہتے ہوں اُن سے اشد پرہیز چاہیئے۔ ایسے لوگوں کو خوش ہونے یا مذاق اڑانے کا موقعہ نہ دیا جائے ــــــ

آ رہی ہے[1] چاہِ یوسف علیہ السلام سے صدا
دوست یاں تھوڑے ہیں اور بھائی بہت

اور اگر خود کو اپنے مالکِ حقیقی سے عرض کرنے کے قابل نہ جانتا ہو۔ یا دعائیں بے اثر ہوں تو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کو وسیلہ بنا کر اپنے حقیقی مالک و مختار سے رابطہ دائمی درکھے ــــــ

بخش دیگا دینے والا دو جہاں کی نعمتیں
مانگنے والے تجھے اُن کا وسیلہ چاہیئے

◆ تنگدستی کے اسباب سُنّی بہشتی زیور، جنتی زیور اور بہارِ شریعت میں مطالعہ کریں

حدیث:۔ ابنِ ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "سنّت یہ ہے کہ مہمان کو دروازے تک رخصت کرنے جائے۔ ــــــ اس حدیثِ پاک پر بزرگانِ دین اِس طرح عمل فرماتے ہیں کہ اگر مہمان چند ہیں تو اُنکو گلی کے باہر بھی کچھ دور تک رُخصت کرنے آتے ہیں۔ (تاکہ راہ گیر کسی بد گمانی کا شکار نہ ہوں یہ احتیاط شب میں بہت ضروری ہے۔) اگر مہمان کثیر تعداد میں ہوتے ہیں تب دروازے کے باہر ہی ان کو رخصت کرتے ہوئے خندہ پیشانی سے اُن کی آمد کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور سلام کا جواب خُدا حافظ وغیرہ کہتے ہیں۔

---

[1] : چاہ کے معنی کنواں۔ مصیبت سے نجات دلانے والے دوست کم ہیں۔ اور مصیبت میں مُبتلا کرنیوالے بھائی بہت

مہمان کو پانچ باتیں ضروری ہیں

سُنّت ۳۱:- مہمان کو پانچ باتیں ضروری ہیں۔

(۱) مہمان کو جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھ جائے

(۲) جو کچھ اُس کو پیش کیا جائے اُس پر خوش ہو

(۳) کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے میزبان کو تکلیف ہو۔

(۴) میزبان کی بغیر اجازت مہمان نہ اُٹھے

(۵) جب رُخصت ہو تو صاحبِ خانہ کے حق میں دعا کرے

دُعاء (۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ

اوّل دُعا اپنے گھر کھانے سے فارغ ہونے پر پڑھی جائے۔ اور اگر کہیں مہمان ہو تب کھانے سے فارغ ہونے پر یہ دوسری دُعا بھی پڑھی جائے۔

چونکہ احکامِ میزبان اور مہمان کی تکریم پر میزبان کس کی دعوت کرے اور کس شخص کی نہیں یہ سُنّت نمبر ۲۹ اور سُنّت ۳۰ میں تحریر کئے جا چکے۔ یہاں بھی اس کے چند احکامات تحریر کئے جائیں گے اور یہ کہ کس دعوت میں جانا چاہیئے اور کس میں نہیں۔ مگر ان سے پہلے ضروری سمجھتا ہوں کہ معاشرے کی چند تقریبات میں دعوتِ طعام کے رواج پر روشنی بھی ڈالی جائے تاکہ احکامات سمجھنے میں آسانی ہو۔ کہ کھانے پینے کی دعوت میں میزبان اور مہمان کے کیا کیا طریقے غلط اور کیا درست ہیں۔ اور سُنّت ۳۱ کی پانچوں باتوں کو اکثر مہمان کس طرح نظر انداز کرتے ہیں

جدھر آنکھیں اُٹھاتے ہیں اندھیرا ہی اندھیرا ہے

میزبان! شادی یا دیگر کھانے کی تقریبات میں بیہودگیوں کو جمع نہ کرے۔

میزبان! رسمِ بسم اللہ ۔ رسمِ نشرح ۔ سالگرہ ۔ رسمِ منگنی ۔ رسمِ ابٹن رسمِ مہندی ۔ رت جگاہ ۔ رسمِ شادی ۔ اور دعوتِ ولیمہ وغیرہ کی تقریبات میں بیہودگیوں کو جمع نہ کرے۔ کہ تنہا گناہ کئے کی سزا یا عذاب کو کوئی برداشت نہیں کرسکتا نہ کہ اجتماعی گناہ کا بوجھ کہ جسقدر افراد اس گناہ میں شریک ہوں گے اُن کو تو سزا ملے گی ہی۔ مگر اُن سب کے برابر شریک کرنیوالے یعنی اس تقریب کا بانی عذاب کا مستحق ہوگا۔

یہ مانا کہ شادی بیاہ، منگنی، مہندی جیسی تقریبات میں اکثر وہ حضرات جن کے پاس اچانک دولت خواہ کسی بھی ذریعہ سے آئی ہو نت نئی بیہودگیوں کا مُظاہرہ کرتے ہیں۔

خاندانی دولت مند کی آمدنی وخرچ چونکہ مقرر ہوچکا ہوتا ہے۔ اور یہ کہ دولت کی خزاں، بہار بھی وہ دیکھ چکا ہوتا ہے۔ جب کہ نئی دولت کی آمد اکثر اچانک اور چھپّر یا جھٹکے کی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے شیطان کی پیدا کردہ آرزوؤں کو جلد تکمیل یا خاندانی دولت مندوں کے برابر بیٹھنے کی ہوس قدم، قدم پر بیہودگیاں رونما کراتی ہے۔ البتہ کچھ ایسے افراد بھی معاشرے میں ضرور ہوتے ہیں جن کی مثال "رہتے جھونپڑی میں ہیں اور خواب شیش محل کے دیکھتے ہیں۔" اور اپنی شیخی اور چھچورہ پن سے معاشرے کے شرفاء کو نیچا دکھاتے ہیں۔ خواہ کسی سے قرض لیکر ہی ایسی تقریبات رچائیں، منائیں۔ چاہے اس بیہودہ تقریب کے بعد کتنا ہی فکر مند یا ذلیل ہی ہونا پڑے پرواہ نہیں کرتے۔ شاید پرواہ اس وجہ سے نہ کرتے ہوں کہ یہ ان کی عادت، وفطرت بن چکی ہوتی ہے۔ اس موقع کی مناسبت سے کسی صاحب نے کیا خوب شعر کہا ہے۔

نیک پھل پاتا ہے وہ ہر وقت جو نیکی کرے
فیصلہ ہے آدمی جیسی کرے ویسی بھرے

تفاخر کی دعوت کے متعلق

ولیمہ کی دعوت پر بعض حضرات تفاخر کے طور پر دعوت میں عجیب و عجیب، تراش، خراش پیدا کر کے خاص کر لڑکی والے کو نیچا دکھانے کی غرض سے، اور اس کے عزیز اقربا پر مصنوعی رعب ڈالنا پسند کرتے ہیں "مگر جسے اللہ تعالیٰ عزّت دے"۔

ایسے حضرات کی دعوت میں کوئی بنیادی ایسی خرابی پیدا ہوتی ہے کہ لاکھ مکھن پالش کے باوجود بھی خرابی۔ اچھائی میں تبدیل نہیں ہوتی۔ اور ذلّت و رسوائی مزید۔ اور یوں بھی کہ غلط کام کا غلط انجام ہوتا ہے۔ دراصل جو حضرات مادّی طاقت کو اپنی عزّت کا سرچشمہ سمجھتے ہیں۔ اور اللہ عزّ وجل کی ذات بابرکات کو عزّت و ذلّت کا مالک نہیں جانتے، نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ ایسے حضرات کو بار بار بطور تنبیہہ کے ٹھوکر کھلا کر حجّت تمام کرتا ہے۔ کہ اب سنبھل جائیں۔

اتفاق کی بات یہ ہے کہ ایسوں کے ایسے ہی مشیر بھی ہوتے ہیں۔ کہ سادہ دعوت ہو تو بھر گھی کے خالی کنستر میں مرغی کی رانیں بھر کر مشیر حضرات کوڑا یا کچرا پھکوانے کے بہانے اپنے گھر کیسے بھیج سکتے ہیں۔؟ اور دیگر خوشامدی پانی کے جگوں میں سالن وغیرہ بھر کر کیونکر لیجانے کی تکلیف کر سکتے ہیں۔ اور آج کل تو پلاسٹک کی تھیلی زندہ باد۔ ایسی ہی میزبانی اور مہمانی پر بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ اندھے بیسیں، کُتّے کھائیں۔

نظر جس کی رہا کرتی ہے غیروں کے سہارے پر
وہ انساں ٹھوکریں کھا کر بھی مشکل سے سنبھلتا ہے

غرض کہ سُنّت سمجھ کر دعوتِ طعام بیٹی والا کرے یا بیٹے والا۔ اُس کھانے میں اللہ تبارک و تعالیٰ برکت فرمانے کے علاوہ عزّت سے بھی نوازتا ہے۔ خصُوصاً غریب، نادار، مفلس، بیٹی والے پر اپنا خاص فضل فرماتا ہے۔

حدیث:۔ ابوداؤد نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ ایسے دو شخص جو

مقابلہ اور تفاخر کے طور دعوت کریں رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُنکے ہاں کھانے سے منع فرمایا۔

ظفر آدمی اس کو نہ جانئے گا، ہو کتنا ہی صاحب فہم وذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی، جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

سرمایہ دار ہونا اسلام میں عیب نہیں ہے۔ اور وہ سرمایا جو صرف دین کیلئے ہو، اور اسلامی اصولوں کی بنیاد پر حاصل کیا ہو۔ پھر اس سرمایہ کی خیر وبرکت یا طیّب و طاہر ہونے پر کیا کسی کو کلام ہو سکتا ہے۔؟ اللہ تعالیٰ مُسلمانوں کو سیّدنا عثمانِ غنی سیّدنا زُبیر بن عوام، سیّدنا امامِ اعظم، اور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خزانے سے دولت عطا فرمائے۔ اور فرعون، نمرود، شدّاد کی دولت سے بچائے۔ آمین کیوں کہ ایسی دولت انسان سے کیا کچھ نہیں کراتی۔؟ اُسکا ادنیٰ کرشمہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے سے کم حیثیت والے کو حقیر، ذلیل اور معاشرے کی گندگی کا تصوّر دل میں جماتی اور کم از کم ایسا شخص ایسی دولت سے اگر کوئی نیک تقریب بھی کریگا۔ مثلاً شادی میں مسلمانوں کو کھانے کی دعوت بھی دیگا، تب بھی کم از کم ناچ، گانے، شراب نوشی وغیرہ کو بھی شامل کرلیگا۔ شراب اگرچہ اپنے مخصوص ہم مشربوں کے لئے ہی ہو — مگر فعلِ حرام تو ہے۔ اور پھر یہ کہ اجتماعی گناہ، (اللہ تعالیٰ کی پناہ)

شریعتِ مصطفیٰ یعنی اسلام کے مقابل ہونا اور دعوتِ طعام کے بہانے دوسرے مُسلمانوں کو بھی حرام حرکات میں شامل کرکے اسلامی اصُولوں کا باغی بنانا۔ ایسی دولت کی کیا یہ کم خرابی ہے۔؟ نہیں نہیں جس کے دل میں عشقِ مُصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شمع روشن ہوگی وہ ایسی محفلیں نہ خود رچائے گا۔ اور نہ اُس میں شریک ہونا پسند کریگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو شیطانی چالوں اور جالوں سے محفوظ فرمائے،

اے دینی سمجھ کا دیوالیہ نیم عُریاں عورتوں، مَردوں کی مووی فلم بنانا۔ اور اجتماعی حالت میں مزید یعنی ڈبل حرام سمجھنے کے بجائے فخر محسوس کرنا۔ ہماری دینی سمجھ کا دیوالیہ نہیں تو اور کیا ہے؟۔

اور اغنیاء کو صحیح موقعوں پر دولت خرچ کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تمنّا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی!
نہیں مِلتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

حکایت:۔ عبرت ونتیجہ کے طور پر ایک واقعہ عرض ہے کہ ایک نئے دولتمند نے ایسے ہی دولت مند سے رشتہ مانگا۔ ہم مشرب ہونے کی وجہ سے رشتہ فوراً قبول کرلیا گیا۔ اور دونوں دولتیوں نے اپنے، اپنے علاقے میں دھوم دھام سے شور وغل شروع کردیا۔ ہوسکتا ہے کہ ایسے حضرات دوسروں کو تعجب میں مبتلا کرنے کی غرض سے ایسا کرتے ہوں کہ ہم اور ہمارے جیسوں کی لڑکیوں، لڑکوں کی بھی شادی ہوسکتی ہے۔ ورنہ اس کے علاوہ اور کیا وجہ ہوسکتی ہے۔؟ اگر شادی یا نکاح کا اعلان کرنا ہی مقصود ہو تو نکاح میں لڑکی کا وکیل وگواہ اور مجلسی گواہ، خطبۂ نکاح، اور ولیمہ کیا کافی نہیں۔؟ غرض کہ کسی بھی وجہ سے شور وغل کرتے ہوں مگر اس میں شک نہیں کہ محلّہ اور آس پاس مکان دور والوں کا دِن کا چین، رات کا سکون تباہ کیا جاتا ہے۔ لٰہذا اِن نئے دولتیوں نے (شور وغل کرکے تمام آبادی سے) رت جگاہ کرایا۔ جب نِکاح کا دن قریب آگیا تو لڑکی والوں نے لڑکے والوں کو نیچا دکھانے کی غرض سے رنڈیوں وہیجڑوں اور نوعمر لڑکوں کی جُدا جُدا بکنگ نکاح کے دن ناچنے گانے کیلئے کرادی۔ اور باجے، گاجے، ڈوم، مراثی، بھانڈوں کو بھی مدعو کیا۔

ادھر لڑکے والے بھی کچھ پتلا موتنے والے نہ تھے۔ وہ اپنے طور پر اُس سے بھی کئی گُنا۔ گناہ کے سامان ساتھ لائے اور ناچنے کودنے کی کچھ کمی گھر کے افراد نے شامل

اے:۔ نئی تہذیب بعض جگہ صِرف لڑکے والے ہی رنڈیوں اور ہیجڑوں وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں اور خود بھی مع گھر والوں اور دوستوں کے ہمراہ ناچ کود کر لڑکی والوں کو عملی طور پر بتا دیتے ہیں کہ ہمارا نسب یہ ہے۔ ہماری قوم یہ ہے

اب اِنکار قص دیکھ کے ہم کو پتہ چلا ◆ یہ ناچتے بھی خوب ہیں، نچاتے بھی خوب ہیں

تعجب ہے کہ پھر بھی اپنی لڑکی اس کے نکاح میں دیدیتے ہیں جبکہ لڑکے نے "بقیہ اگلے صفحہ پر مُلاحظہ ہو"

ہو کر دور کی۔ غرض کہ آتش بازی کی طرح دولت میں آگ لگائی۔ جب رخصتی کے وقت سے بھی دو چار گھنٹے تجاوز ہو گئے تب رخصتی کی تیاری ہوئی۔ دُولہا کے باپ سے راہ میں کسی نے دریافت کیا کہ مہر کتنا رکھا گیا۔؟ تب باپ کا دولت کا نشہ اُترگیا کہ وہ تمام کام ہوئے جس سے ناک اونچی رہے مگر نکاح تو ہم بھول ہی گئے۔

اس کا صاف مطلب یہ نکلا کہ ایسے لوگوں میں لازم کام ثانوی حیثیت کے رہ جاتے ہیں۔ اور فضول وحرام کام لازم و ملزوم یہی سبب ہے کہ اللہ اور اسکے محبوب اعظم نے تمام بیہودگیوں سے روکا اور ایسی دعوت میں شامل ہونے کو بھی منع فرمایا ———

نہ وہ مسلک، وہ عقیدہ، نہ وہ زہد و تقویٰ
اَب وہ اگلے سے مُسلمان، وہ اسلام کہاں؟

یاد رہے کہ اس قسم کی بیہودگیوں سے صرف یہی نقصان نہیں کہ نکاح پڑھانا بھُول جاتے ہیں۔ بلکہ علی الاعلان گناہ اور گناہ پر جرأت و دلیری اور دوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی دعوتِ گناہ دینا۔ دنیا و آخرت میں عذابِ علیم کو دعوت دینا ہے۔ اور یہ کہ ایسی بیہودگیوں کا نتیجہ کبھی براتیوں کی چھت بٹھاتی ہے۔ تو کبھی راہ میں لڑکی اغوا کراتی ہے۔ اور کبھی قزّاقوں سے براتیوں کو لُٹواتی ہے ———

کیا گذری جو اک پردے کے عدو، رو رو کے پولیس سے کہتے تھے
عزّت بھی گئی، دولت بھی گئی، بی بی بھی گئی، زیور بھی گیا

مختصر یہ کہ کم از کم یہی جو عام دیکھنے میں آ رہا ہے۔ کہ چند دنوں بعد ہی بہو کے

حاشیہ گذشتہ صفحے کا بقایا:۔ فرمائشی پروگرام کراکے علی الاعلان ظاہر کر دیا کہ میرا تعلق رنڈیوں سے ہے۔ اسی طرح لڑکی ناچنے، گانے میں شُہرت یافتہ ہونے کے باوجود لڑکے کا اس سے نکاح کرنا اس پر فخر کرنا، اور مزید عقل کا دیوالیہ یہ کہ دوسروں کو اُس شادی پر رشک کرنا ———

سکھاؤ لڑکیوں کو ناچنا تم! ◆ تو وہ خود سیکھ جائیں گی نچانا
میاں، بیوی، بہو، بیٹی، کلب میں ہیں سبھی رقصاں ◆ نئی تہذیب کی برکت سے گھر کا گھر مُہذب ہے
دیکھتا ہے کون اب سینے پردے کی تمیز ◆ آجکل تو لڑکیوں میں شوقِ فیشن چاہیئے

ہاتھ میں ساس کی چٹیا، یا ساس کا بہو پر ہر وقت طنز کسنا، طعنے دینا۔ غرض کہ "جیسا کرنا ویسا بھرنا" والی مثال کو زندہ رکھتا ہے ــــــــــــــ

نئی تہذیب کے لطف و کرم سے
لڑائی کے سوا ہر شے گراں ہے

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دین کی سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

رسمِ دعوت

حقیقی دعوت سے ہٹ کر ہمارے معاشرے میں دعوت کی ایک رسم یہ بھی ہے کہ کسی ایک شخص یا چند اشخاص کو اس لئے دعوت پر مدعو کیا جاتا ہے۔ کہ اپنے غلط فیصلوں پر دوسروں کو راضی کیا جائے ہموار کیا جائے۔ یا آئندہ کسی سازشی پلان میں یہ مہمان رکاوٹ نہ بنیں۔ اور ہمدرد و معاون ثابت ہوں۔ یا اپنے گروہ کو وسیع سے وسیع تر کرنے کے سلسلے میں دعوت کی جاتی ہے۔

اب تو خلوص بھی ہے فقط مصلحت کا نام
بے لوث دوستی کے زمانے گزر گئے

نتیجہ اس کا یہ نکلتا ہے کہ اِلَّا مَاشَاءَ اللہ باقی تمام مہمان میزبان کے ایسے جاں نثار اور ہمدرد ثابت ہوتے ہیں کہ ۲ دو اور ۲ دو کو پانچ کہنے میں عار تو کیا بلکہ کسی قسم کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اور اگر ایسا میزبان! دعوت کے ذریعہ اپنی سازش میں کامیاب ہو گیا۔ تب اس سازش کو زندگی کے بہترین کارنامے کے طور پر بیان کرنا اپنا مشغلہ بنا تا ہے۔ بعض مفاد پرست تو یہاں

کاش کہ میزبان! اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کی رضا کی خاطر دعوتِ طعام کرے اور اپنے آقا کی سنتوں پر خود بھی عمل کرے اور دوسروں سے بھی عمل کرائے۔ ذائقہ وغیرہ کی خوبیوں کی تعریف کے علاوہ کھانے میں اسقدر خیر و برکت ہوگی کہ اپنے اور غیر بھی حیران رہ جائیں گے۔ ورنہ دیگر اور قسم کی خرابیوں کی طرح تنگیٔ طعام کا بھی سامنا پڑیگا۔ یہی وجوہات ہوتی ہیں جس کے سبب گھی چاولوں میں مزید ڈال کر (تاکہ چاول کم کھائے جائیں۔) یا قورمہ میں مرچیں گھی میں بھون کر اضافہ کر کے اور پانی میں برف تیز کر کے بھوک کو دھوکہ دیا جاتا ہے کہ مرچوں کے سبب پانی پر مہمان گزارا کریں۔ کاش کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کیا جائے تاکہ یہ سب کچھ نہ کرنا پڑے ــــــــــ انیس احمد نوری

تک جسارت کرتے ہیں کہ عقیقہ یا دعوتِ ولیمہ وغیرہ کی آڑ میں عُلماء و مشائخ تک کی دعوت کر کے یا تحفہ وغیرہ خصُوصاً کسی نیک کام کے سلسلہ میں چندہ دیکر الیکشن میں بلیک میل کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ مگر جن کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ وہ اپنی ایمانی فراست کے سبب ایسی سازشوں کو ناکام بناتے ہیں

مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

لہٰذا ووٹ حاصل کرنے کی غرض سے یا کسی مُسلمان بھائی کے عیبوں سے مطلع ہونے کی غرض سے کسی بھی قسم کی دعوت نہ کی جائے۔ کہ دعوت کا تقدس مجروح ہوتا ہے۔ اسی طرح مہمان کو بھی چاہیئے کہ دعوت خواہ چائے یا سو ڈیڑھ سو گرام کھٹا میٹھا شربت، لیمن پانی پینے کی خاطر اپنے کسی بھائی کے رازوں کی چغلی سے بچے،

ضمیر فروش

یہ بے حس بے حیا، یہ خود پسند و خودغرض انساں ◆ یہ انسانوں کی دُنیا کیلئے مہلک مرض انساں
زبردستوں کے جوتے چاٹنا عادات ہیں انکی ◆ غریبوں سے نوالے چھیننا خدمات ہیں انکی

گیارہویں، بارہویں شریف یا عُرس کا کھانا

یہی وجہ ہے کہ خلوص کی دعوت صرف عرس، میلاد یا کسی بزرگ، رشتہ دار کو ثواب بخشنے کی دعوت ہی رہ گئی ہے۔ اور یہ تقریبات خلوص کی ہونی بھی چاہیئے کہ جب اُس تمام تقریب (کھانے پینے کی شے) کو اللہ تعالیٰ کے محبوب یا کسی بزرگ سے منسُوب کر دی گئی اور اُن کے مِلک ہونے کی وجہ سے یہ کھانا گویا اُن کی طرف سے کھلایا گیا۔ یعنی میزبان اِس صورت میں وہی بزرگ ہوئے۔ اور منسوب کرنے والا شخص صِرف ان بزرگ کا خادم یا کارندہ یا انتظامیہ ــــــ کی حیثیت سے لوگوں کو کھلانے پلانے والا ہوا۔ تو ظاہر ہے کہ اس کے ہر ہر فعل و عمل میں خلوص کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ یکھتی، ہو یا کر وٹپتی سب ہی نسبت کی وجہ سے اس کھانے کو تبرک

سمجھتے ہیں۔ یہ خلوص کی ہی برکت ہے اور نسبت و تعلق کی وجہ ہے کہ لذّت و روحانیت ذائقہ کی وجہ سے گیارہویں شریف، بارہویں شریف، بزرگوں کے عُرس وغیرہ کے کھانے، خواہ دال رُوٹی ہو یا آلو والے پیلے چاول ہر شخص انگلیاں چاٹتا اور کھانے کی تعریف کرتا نظر آتا ہے۔ اور کھانے میں برکت تو مُسَلّم ہے ہی۔ رہا اللہ ربّ العزّت کی بارگاہ میں قبولیت کا سوال تو ہمارے اپنے نیک اعمال کی قبولیت مشکوک ہو سکتی ہے۔ کہ قبول نہ ہوں۔ مگر جب یہ کھانا ہی اللہ تعالیٰ کے محبوبِ اعظم کی طرف سے کھِلایا جائے، گویا کہ کھانے والا حضور علیہ السّلام کا ہی کھا رہا ہو پھر قبول نہ ہونے کا سبب کیا ہو سکتا ہے۔؟ اس طرح کے منسوب کئے گئے کھانے وغیرہ اُس سنّت کی طرح ہیں جیسا کہ حضور پُرنور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اپنے غریب اُمتیوں کی طرف سے بھی قربانی فرماتے اور اُمتیوں کو ھدایت فرمائی کہ تم بھی اپنے نبی کی طرف سے قربانی کرو تو اچھا ہے ____

اس طرح منسوب کرنیوالا خوش قسمت، اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب و اولیاء کرام کا کتنا تقرب حاصل کرتا ہے یہ باطنی آنکھ والا ہی بتا سکتا ہے۔ اور یوں بھی کہ تحفہ دینا محبّت میں زیادتی کی علامت خود حضور علیہ السّلام نے ارشاد فرمائی۔ اور پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب و اولیاء کرام کی محبّت میں اضافہ کی غرض سے اور یہ کہ اجتماعِ خلوص اور کھانا وغیرہ منسوب کرنیوالے کی نیّت تقرب و رضاءِ الٰہی، و رضاءِ رسُول بھی ہو۔ بلکہ یہ تقریبات ہوتی ہی اِسی مقصد کی غرض سے ہیں۔ جب کہ دعوتیں سیاسی ہوں یا غیر سیاسی مطلب سے خالی نہیں۔ جس کی وجہ سے دعوت جیسا مقدس عمل بھی سیکڑوں خرابیوں کا مجموعہ بن کر رہ گیا ہے ____

مطلب کا نام دوستی، شہوت کا نام عِشق
اہلِ ہوس نے دونوں کی مٹی خراب کی

جب کہ عزیز رشتہ دار کے انتقال کے بعد اُس کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کھانے کی دعوت میں اُس سے کوئی مطلب، لالچ، مفاد بھی نہیں ہوتا۔ کہ صِرف اُس کو نفلی ثواب بخش کر اپنے رب کی بارگاہ میں خلوص کا نذرانہ پیش کرنا ہی ہوتا ہے۔ ظاہر ہے

کہ سیاسی، غیر سیاسی، مفاد پرستوں کی نیت اور ان پُر خلوص دعوتوں کی نیت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ لہٰذا اُسی مناسبت سے اُس کے اجر کی اُمید کی جانی چاہیئے۔ اور یہ کہ اخلاص کا اجتماع بھی عین اخلاص ہی رہتا ہے۔ اور اخلاص کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حُسنِ عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

فاتحہ بیٹھے ہوئے وہ پڑھ رہے ہیں قبر پر
شمع باہر جل رہی ہے روشنی مدفن میں ہے

میزبان کس کو دعوت پر مدعو کرے

حدیث:- ترمذی ابوالاحوص جشمی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں "میں نے عرض کی یارسول اللہ یہ فرمایئے کہ میں ایک شخص کے ہاں گیا اُس نے میری مہمانی نہیں کی۔ اَب وہ میرے ہاں آئے تو اُس کی مہمانی کروں یا بدلہ دوں۔؟ فرمایا بلکہ تم اُس کی مہمانی کرو۔

درندوں سے بھی پیش آئے جو کوئی مہربانی سے
تو اکثر باز آجاتے ہیں وہ ایذا رسانی سے

مُتّقی کی دعوت

حدیث:- اَطْعِمُوا طَعَامَكُمُ الْاَتْقِيَاءَ ؕ یعنی "پرہیزگاروں کو اپنا کھانا کھلاؤ"۔ امام غزالی فرماتے ہیں "جو شخص دعوت کرتا ہے اس کیلئے یہ سُنّت ہے کہ نیک لوگوں کے سوا اور کو نہ بلائے۔ کیونکہ کھانا کھلانا قوت بڑھاتا ہے۔ اور فاسق کو کھلانا فسق میں مدد کرنا ہے"۔

میزبان کو چاہیئے کہ مسلمان، مسافر، پڑوسی، عزیز، دوست، رشتہ دار اور بزرگ، عُلماء، مشائخ، خصوصاً غرباء کو کھانے کی دعوت پر مدعو کرے۔

اور گمراہ بے دین، دہریئے جو کہ اسلام اور اسلامی قانون کے خلاف کچھ نہ کچھ پروپگنڈہ کرتے رہتے ہیں۔ ان کو ہرگز مدعو نہ کرے۔ خصوصاً گستاخِ رسُول، گستاخِ صحابہ کو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھا کر پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوبوں کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کرنے میں ہر وقت تن، من، دھن سے کوشاں رہتے ہیں۔ معلومات

کیلئے، تمہید ایمان بآیات القرآن، مصنف اعلیٰحضرت مولینا الشاہ احمد رضا خاں، تاریخ نجد و حجاز، مصنف مفتی عبدالقیوم ہزاردی، جاء الحق مصنف مفتی احمد یار خاں، باطل اپنے آئینہ میں مصنف مولینا محمد صدیق ملتانی، تعارف علماءِ دیوبند مصنف مولینا محمد شفیع اوکاڑوی، تحفۂ جعفریہ مصنف مولینا محمد علی۔ الحق المبین مصنف مولینا سیّد احمد سعید شاہ کاظمی، اور عالمِ اسلام پر سامراجیت کے بھیانک سائے کا مطالعہ فرمائیں۔

اور جیسا کہ سنّت نمبر ۳۰ میں چار احادیث سے ثابت کہ دعوت اور مہمانی صرف مسلمان کی کرنے پر عظیم بشارتیں ہیں۔ عنوان کے اعتبار سے بھی اُن احادیثِ مبارکہ کا یہاں بھی اعادہ مناسب ہے۔ مصرعہ:۔ گذارش ہو چکا ہے پیشتر یہ ماجرہ سارا۔

حدیث:۔ اوسط میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "سب سے افضل کام **مسلمان** کا جی خوش کرنا ہے۔ کہ اسکا بدن ڈھانکے، یا بھوک میں پیٹ بھرے، یا اس کا کوئی کام کرے۔" **حدیث**:۔ بیہقی، شعیب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے "جو اپنے بھائی **مسلمان** کو اس کی چاہت کی چیز کھلائے۔ اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ پر حرام کر دے۔" **حدیث**: حاکم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "رحمتِ الٰہی واجب کر دینے والی چیزوں میں غریب **مسلمان** کو کھانا کھلانا۔" **حدیث**:۔ طبرانی، کبیر، ابوالشیخ، حاکم، بیہقی میں ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے **مسلمان** بھائی کو پیٹ بھر کھانا کھلائے، پیاس بھر پانی پلائے۔ اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ سے سات کھائیاں دور کرے۔ ہر کھائی سے دوسری کھائی تک پانچسو برس کی راہ ——

غنی ساتھ دنیا سے کیا لے گیا ◆ مگر جو کسی کو دیا لے گیا

اِن احادیثِ مبارکہ میں افضل کام **مسلمان** کا جی خوش کرنا، کپڑے پہنانا

بھوک بھر کھانا کھلانا، خصوصاً غریب مُسلمان کو کھلانے پلانے پر رحمتِ الٰہی اور دوزخ سے نجات کی عظیم بشارتیں بیان کی گئیں۔

اَب گمراہ گستاخِ رسُول مرتد سے نفرت پر چند قرآنی آیات بھی مُلاحظہ فرمائیں تاکہ اُن سے دوستی نبھانے کی غرض سے کھانے کی دعوت اور ان کی خاطر داری سے نفرت پیدا ہو۔

آیت: ترجمہ:۔ "اے ایمان والو! اپنے باپ اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں۔ اور تم میں جو اُن سے رفاقت کریں وہی لوگ ستمگار ہیں۔" [سورۃ التوبہ آیت ۲۳]

آیت: ترجمہ:۔ وہ جو رسُول اللہ کو ایذاء دیتے ہیں۔ اُنکے لئے دردناک عذاب ہے۔ [سورۃ التوبہ آیت ۶۱]

آیت: ترجمہ:۔ "بیشک جو لوگ اللہ و رسُول کو ایذاء دیتے ہیں اُن پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ نے اُن کے لئے ذِلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" [سورۃ الاحزاب آیت ۵۷]

آیت ۲۴ سورۃ التوبہ، اور آیت آخری سورۃ المجادلہ، سورۃ الممتحنہ اور آیت نمبر ۱۔۳ میں گستاخِ رسُول کی ملکی گستاخی پر اور خصوصاً سُورۃ التوبہ آیت ۶۵-۶۶ اور آیت ۷۴ يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ **ترجمہ:۔** خُدا کی قسم کھاتے ہیں کہ اُنہوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بیشک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مُسلمان ہو کر کافر ہوگئے۔

"حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی۔ اُس کی تلاش تھی رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اُونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک مُنافق بولا محمدؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتاتے ہیں کہ اُونٹنی فلاں جگہ ہے۔ محمد غیب کیا جانیں۔؟"

صِرف اتنا لفظ کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کیا جانیں؟ کہنے پر حلفیہ

انکار سے بھی اللہ تعالیٰ اُن کو کافر فرماتا ہے۔

آج کے گستاخوں کی کفریہ عبارتوں کو دیکھا جائے تو مندرجہ بالا جملہ جس پر اللہ ربّ العزت اُن مُنافقوں کو کافر فرمارہا ہے اِن گستاخوں کی کفریہ عبارتوں کے مقابلہ پر اُس کا جملہ کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ بلکہ آج تو یہ گستاخ خود اُسکو مشرک کہتے ہیں جو حضور پُرنور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے غیب کا علم مانے۔ یاایھاالنبیُّ میں الف، لام خاص کی علامت اور نبی کے معنیٰ غیب کی خبر دینے والا۔ النبی کا ترجمہ خاص غیب کی خبر دینے والا۔ اگر نبی کے معنیٰ صرف خبر دینے والا ہی ہو تب تو ہر خبر دینے والا نبی کہلائے گا۔ النبی کے قواعد کے رو سے ایک معنیٰ غیب کی خبریں دیئے گئے بھی ہیں۔ اور جیسا کہ پیشتر عرض کیا گیا کہ اُمّی کے معنیٰ ماں کے پیٹ سے پڑھا ہوا اسی لئے قرآن شریف کے خطاب نَبِیَّ الاُمّیِّ کے معنیٰ "بے پڑھے غیب کی خبر دینے والے" سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام پڑھے ہوئے تو ہیں لیکن بے پڑھے غیب کی خبریں دے رہے ہیں۔ اور پیدا ہوتے ہی زمین پر سجدہ فرما کر فرمانا ربِّ ھَبْلِیْ اُمَّتِیْ، اے میرے رَبّ میری اُمت بخش دے، گویا خبر دے رہے ہیں کہ میں نبی ہوں اور میری اُمت گنہگار عاصی ہوگی

چھوٹے بڑے کو حفظ ہے آیت — فلا یُظھر سُناتے یہ ہیں
اِلاَّ مَنِ ارتضیٰ مِن رَّسُولٍ — سب سے نوری چھپاتے یہ ہیں

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ۝ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مُسلط نہیں کرتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ میں نوری — یُوحٰی اِلَیَّ بھلاتے یہ ہیں
ذاتی علم کی دکھائیں نفی — رَبّ کی عطا کو چھپاتے یہ ہیں
وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ سے — آنکھیں بند فرماتے یہ ہیں

ترجمہ:۔ "اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔" (سورۃ النساء) اب کونسا

علم رہ گیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو نہ سکھایا۔؟ ایسی بہت آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اعظم کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔

یہاں اس مضمون پر بہت ہی مختصر گفت گو کی ہے تفصیل کیلئے مندرجہ بالا کتب ادر الدولتہ المکیہ، اثبات علم غیب، علمِ خیر الانام بعطائے ربُ الانام، کا مُطالعہ فرمائیں

قدم قدم پہ اگر رک رہے ہیں دشت میں ہم
تو کیا کریں کہ تعارف ہے خار خار کے ساتھ

مغرور شخص کو دعوت نہ دیجائے

الحاصِل یہ کہ کسی گستاخِ رسُول گمراہ، بے دین، کی خاطر مدارات تو کیا اُس کی سادہ دعوت سے بھی بچا جائے۔ ادر نہ ایسے مغرور متکبر افراد کو مدعو کیا جائے جو عام مُسلمانوں کے ساتھ بیٹھنے سے گریز کرتے ہوں یا عام مسلمانوں کو حقیر سمجھتے ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا **قول** ہے۔ اَلتَّکَبُّرُ مَعَ الْمُتَکَبِّرِیْنَ عِبَادَۃٌ۔ ترجمہ:۔"خاص متکبرین کے ساتھ خاص تکبر سے پیش آنا عبادت ہے۔" تاکہ مغرور کا تکبر ٹوٹے۔ اَلْمُتَکَبِّرُ اللہ تعالیٰ کا اسم ہے۔ مُسلمان! مُسلمان سے غرور سے پیش آئے یہ حرام ہے۔

ارشاد حضرت یحیٰ بن معاذ:۔ اپنے مال ومتاع پر تکبر کرنے والے کے ساتھ تکبر سے پیش آنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تواضع (انکساری) میں داخل ہے۔

وضاحت جو تکبر متکبرین کے تکبر کو توڑنے کی غرض سے ہوگا۔ وہ تکبر مصنوعی ہوا۔ اصل تو نہ ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ تکبر توڑنا عبادت ہے

انکساری چھوڑ کر جس نے کیا کچھ بھی غرور
ایک دن گر جائیگا وہ سب کی نظروں سے ضرور
خود بخود جھک جائیں گے تعظیم کو دنیا کے سب
شرط لیکن یہ ہے پہلے سر جھکانا سیکھ لو

اور جو اپنے تمام گھر یا تمام خاندان یعنی دور کے رشتوں کو بھی دعوت دینے کی دھمکی دے کہ ہمارے فلاں، فلاں رشتہ دار کو بھی مدعو کرو گے تب ہم آئیں گے۔ میزبان اپنی چادر یعنی گنجائش کو اور حالات کو دیکھے کہ اُن کے سب افراد کی دعوت کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر ایسوں کی دعوت سے پرہیز کیا جائے تو بہتر ہے۔ کیونکہ ایسے افراد دہی دھمکی دوسروں کو دینے میں بھی جری ہوں گے۔ ایسوں کے ہی حق میں حضور علیہ السلام کی **حدیث**:۔ ابوداؤد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے۔ کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کو دعوت دی گئی اور اُس نے قبول نہ کی اُس نے اللہ ورسُول کی نافرمانی کی۔ اور جو بغیر بلائے گیا وہ چور ہو کر گھسا اور غارت گری کر کے نکلا"۔

کہاں جانا، اور کہاں دعوت میں نہیں جانا چاہیئے۔؟

ہر شخص مہمان اور کبھی میزبان ہونے کا شرف حاصل کرتا ہے۔ لہٰذا ہمیں مہمان اور میزبان کے آداب ومسائل سے بھی آگاہ رہنا چاہیئے۔ اور حتی الامکان ان پر عمل بھی ضروری ہے۔ **حدیث**:۔ ابوداؤد نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ "ایسے دو شخص جو مقابلہ اور تفاخر کے طور پر دعوت کریں رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کے ہاں کھانے سے منع فرمایا"۔

دعوتِ ولیمہ میں جانا سُنّتِ مؤکدہ۔ اور دوسری دعوتوں میں جانا یا قبول کرنا افضل ہے۔ اگر روزہ دار ہو تب بھی جائے۔ اور صاحبِ خانہ کے حق میں دعائے خیر ہی کرے۔ دعوت دینے والے کا مقصد ادائے سُنّت ہو۔ فخر یا داہ واہ نہ ہو۔ ورنہ ایسی دعوتوں میں نہ جایا جائے۔ خصُوصاً اہلِ علم ایسی دعوتوں میں نہ جائیں۔ مدعوئین کو دعوت میں جانا سُنّت جب ہے۔ کہ معلوم ہو کہ وہاں گانا، بجانا، ناچ، لہو لعب نہیں ہے۔ ورنہ نہ جانا چاہیئے۔ **حدیث**:۔ امام احمد وداؤد نے ایک صحابی سے روایت کی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جب دو شخص دعوت

دینے بیک وقت آئیں تو جس کا دروازہ تمھارے دروازہ سے قریب ہو اُس کی دعوت قبول کرو۔ اور اگر ایک پہلے آیا تو جو پہلے آیا اُس کی قبول کرو۔"

فاسقوں کا مہمان نہ بنا جائے

حدیث:۔ بیہقی نے شعیب الایمان میں عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا۔"

کہاں جاکر واپس پلٹنا چاہیئے

اگر جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں تو واپس پلٹ آئے اور اگر کھانے کی جگہ نہیں کسی اور جگہ لغویات کا انتظام ہے۔ تب بیٹھ سکتے ہیں۔ یہ عام اشخاص کے لئے ہے۔ خواص یعنی علماء و مشائخ وہاں نہ رکیں۔ اور اگر رُکنے سے گمان ہے کہ یہ لغویات رُک جائیں گی تب مناسب ہے کہ رُکے اور لغویات سے روکے۔ = بہارِ شریعت =

فقیر کی دعوت قبول کرنا

دعوت قبول کرنے میں فقیر و امیر میں کچھ فرق نہ کرے اور فقیر کی دعوت سے بے پروائی نہ کرے۔ اس لئے کہ جناب سلطانُ الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام فقیروں کی دعوت قبول فرماتے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گذر ایک محتاج قوم کی طرف ہوا وہ لوگ روٹی کے ٹکڑے کھارہے تھے۔ عرض کی کہ اے فرزندِ رسول آپ بھی ہمارے ساتھ شریک ہوجائیے۔ تو آپ سواری پر سے اتر کر اُن کے ساتھ شریک ہو گئے۔ اور فرمایا حق تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ جب نوش فرما چکے تو اُن لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ کل تم میری دعوت قبول کرو۔ دوسرے دن ان کے لئے عمدہ کھانا پکوایا۔ اور اُن کے ساتھ بیٹھ کر نوش فرمایا۔"

جس کو دعوت دیجائے راہ دور ہونے کے سبب سے دعوت رد نہ کرے۔ بلکہ عادت کے مطابق جتنی راہ چلنے کی برداشت ہے اُس کا متحمل ہو جائے۔

توریت میں ہے کہ:۔ بیمار پُرسی کے لئے ایک میل جا۔ جنازے کیساتھ دو میل جا۔ مہمان کے لئے تین میل جا۔ دینی بھائی کی ملاقات کے لئے چار میل جا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے زمانے میں بڑے سفر بھی پیدل کے ہی تھے۔ اور نماز کے لئے بھی آٹھ دس میل جانا ہوتا کہ مسجد کے سوا نماز جائز نہ تھی۔

نفلی روزہ میں دعوت قبول کرنیکی اہمیت

اور یہ کہ روزے کی وجہ سے دعوت رد نہ کرے بلکہ اس میں شرکت کرے اگر میزبان کی خوشی ہو تو۔ خوشبو اور اچھی باتوں پر قناعت کرے کہ روزہ دار کی میزبانی یہی ہے۔ اگر رنجیدہ ہو تو نفلی روزہ کھول ڈالے۔ کیونکہ مُسلمان کا دل خوش کرنیکا ثواب روزہ سے بہت زیادہ ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ایسے شخص پر جو میزبان کی رضامندی کیلئے نفلی روزہ نہ کھول ڈالے اس پر اعتراض کیا ہے۔ اور فرمایا کہ تیرا بھائی تو تکلیف کرے اور تو کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (خوشبو سے مُراد تازہ کھانے کی خوشبو ہوتی ہے۔)

چھ نیتوں سے دعوت قبول کرنا

مہمان پیٹ کی خواہش مٹانے کے لئے دعوت قبول نہ کرے۔ کہ یہ جانوروں کا کام ہے۔ (۱) بلکہ اتباع سُنّت نبوی کی نیّت کرے۔ (۲) اور اس بات سے بچنے کی نیت کرے جو رسُول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعوت نہ قبول کریگا وہ خدا اور رسُول کا گنہگار ہوگا۔ اسی وجہ سے عُلماء کے ایک گروہ نے کہا کہ دعوت قبول کرنا واجب ہے۔ (۳) اور دعوت قبول کرنے میں مسلمان بھائی کے اعزاز و اکرام کی نیت کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کسی مومن کا اعزاز و اکرام کرے اس نے خدا کا اعزاز و اکرام کیا۔ (۴) اور مُسلمان کا دل خوش کرنے کی نیت کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ جو کوئی مُسلمان کو خوش کرے اس نے خدا کو خوش کیا۔ (۵) اور ملاقات میزبان کی نیت کرے۔ اس لئے کہ دینی بھائی کی مُلاقات عبادات میں سے ہے۔ (۶) اور اپنے آپ کو غیبت سے بچانے کی

نیّت کرے۔ تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ فلاں شخص بدخوئی اور تکبّر کی وجہ سے نہ آیا۔ دعوت میں جانے کی یہ چھ نیّتیں ہیں۔ اگر دعوت کی جگہ چھ نیّتوں سے جائے تب ہر اک نیّت کے عوض ثواب حاصل ہوگا۔ ایسی نیّتوں کی بدولت مباح چیزیں قربِ خدا کا باعث ہوتی ہیں۔ بزرگانِ دین کوشش کرتے ہیں کہ تمام حرکات و سکنات میں اُن کی ایسی نیّت ہو جسے دین سے مناسبت ہو۔ تاکہ انکا کوئی سانس ضائع نہ جائے۔

⊏ امام غزالی، کیمیائے سعادت ⊐

گھر کے چند افراد کی دعوت ملنے پر ناراضگی

لڑکے والوں کی طرف نکاح میں لڑکی والوں کے ہاں لیجانے کی دعوت میں کسی کے گھر سے ایک فرد کسی کے گھر سے دو فرد یا کسی کے گھر کے تمام مرد افراد کی دعوت پر مدعوئین کو ناراض نہ ہونا چاہیئے کہ ہمارے تمام گھر کی دعوت کیوں نہیں کی؟ یہ ناراضگی بھی میزبان کا دل دکھانے، تکلیف دینے میں ہی شمار ہوتی ہے۔ کیونکہ لڑکی والے پابند کرتے ہیں کہ پچاس[۵۰] یا سو[۱۰۰] باراتی لانا۔ کیوں کہ لڑکی والے کو اپنے عزیز و اقارب، دوستوں کو بھی لڑکی کے نکاح میں مدعو کرنا ہوتا ہے۔ اس ناراضگی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ بارات کے ساتھ جو بھی آئے گا لڑکی والا اُن کی بھی دعوتِ طعام ضروری کرے۔ **سوال** یہ پیدا ہوتا ہے کہ لڑکی والے کو یہ کب ضروری ہے کہ وہ باراتیوں کی دعوتِ طعام ضروری کرے۔ **جبکہ** اس رواج کا قرونِ اولیٰ میں کہیں ثبوت نہیں ملتا۔ اور نہ ہی قرونِ اولیٰ کے بزرگوں میں اسکا رواج تھا کہ شادی سے قبل منگنی کا کھانا، مہندی کا کھانا بھی کیا جائے۔ اور نہ قرونِ اولیٰ میں اسکا ثبوت ملتا ہے کہ شادی کے بعد لڑکی کے قریبی اور دور کے رشتہ دار لڑکے والوں کی باری، باری دعوت کریں۔ اور نہ اس کا ثبوت ملتا ہے کہ لڑکے والے کے عزیز و اقارب لڑکی والوں کی باری، باری دعوت لازمی کریں۔

صرف ولیمہ کی دعوت **سُنّت ہے** اور وہ بھی آج کی طرح اہتمام سے پاک۔ **حدیث:۔** صحیح بخاری میں اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مَروی ہے

کہتے ہیں "خیبر سے واپسی میں خیبر و مدینہ کے مابین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زفاف کی وجہ سے تین راتوں تک حضور علیہ السّلام نے قیام فرمایا میں مُسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت میں بُلا لایا۔ ولیمہ میں نہ گوشت تھا اور نہ روٹی تھی۔ حضُور علیہ السّلام نے حکم دیا۔ دستر خوان بچھا دیئے گئے۔ اُس پر کھجوریں، پنیر اور گھی ڈال دیا گیا۔ امام احمد و ترمذی و ابو داؤد و ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ میں ستّو اور کھجوریں تھیں"۔

یہ اُس ذاتِ گرامی کے ولیمہ کی دعوت کا بیان ہے جو خود ارشاد فرمائے

حدیث:۔ اَللّٰہُ مُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ۔ ایک اور روایت میں ہے۔ اَللّٰہُ یُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ۔ **ترجمہ**:۔ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

رَب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اُس کا ہے کھِلاتے یہ ہیں
مولینا احمد رضا خاں

اس حدیثِ پاک سے صاف ظاہر ہے کہ اپنی غریب اُمتیّوں کی دلجوئی کی خاطر اس سادہ طریقہ پر دعوتِ ولیمہ فرمایا۔ اور یوں بھی کہ آپ کا فعل قانونِ اسلام بھی ہے۔ **یاد رہے**! جس طرح لڑکے والے نکاح میں لڑکی والوں کی دی ہوئی تعداد میں باراتی لیجانے میں مجبُور ہوتے ہیں۔ بالکل اسی طرح لڑکے کے ولیمہ میں لڑکی والے بھی اپنے ساتھ محدود افراد لیجانے میں مجبور ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہر گھر سے ایک یا دو، افراد کو ولیمہ میں مدعو کرنے پر لڑکی والوں سے ناراض نہ ہونا چاہیئے۔ اور نہ لڑکے والوں سے ان کے عزیز و اقارب اور دوست احباب کو ناراض ہونا چاہیئے کہ اُنھیں لڑکی والوں کو بھی دعوتِ ولیمہ میں مدعو کرنا ہوتا ہے۔ اور پھر یوں بھی کہ جس کو بلایا جائے وہ خوش دلی سے دعوت قبول کرے کہ ہر شخص اپنی چادر ـــ جیب دیکھ کر ہی دعوت کرتا ہے۔ بلکہ جو چادر یعنی جیب دیکھ کر دعوت نہیں کرتا اُسے بھی اپنی چادر ـــ جیب دیکھ کر ہی دعوت کرنی چاہیئے۔ کہ خوش دلی سے دعوت کرنے کے معنیٰ بھی یہ ہی ہیں۔

اپنی حیثیت نہ بھولو ریس کرنا چھوڑ دو
خرچ اتنا ہی کرو کہ بعد میں پھر دُکھ نہ ہو

حدیث: صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو قبول کرنی چاہیئے پھر اگر چاہے کھائے، چاہے نہ کھائے۔"

گویا میزبان سے جلی کٹی باتیں نہ کرے کہ یہ فعل بھی میزبان کو تکلیف دینے کے مترادف ہے۔

میزبان کا مہمانوں سے حسنِ سلوک

میزبان! دیگوں، ٹپ، پانی کی ٹنکی، پینے کے پانی میں پاکی کا خاص خیال رکھے ــــ سبزی، گوشت، چاول، دھو کر ہی پکائے ــــ اسی طرح کھجوریں، پھل وغیرہ بھی دھو کر ہی استعمال کرائے جائیں ــــ کہ حضور علیہ السلام نے دھو کر استعمال کرنے کی سخت تاکید فرمائی ہے ــــ انڈے دھو کر ہی استعمال کئے جائیں خواہ اُبالے جائیں یا زردی، سفیدی نکالی جائے ــــ اِن احتیاطوں پر عمل میزبان اور مہمان اپنے، اپنے گھر بھی ہمیشہ رکھیں۔

ــــ میزبان! مہمان کا کشادہ پیشانی سے استقبال کرے ــــ اور تواضع سے پیش آئے ــــ اور اعزاز واکرام سے بٹھلائے ــــ یہ اعزاز واکرام وتکریم فقراء ومساکین کے ساتھ بھی ہو ــــ البتہ علماء ومشایخ تکریم کے زیادہ حقدار ہیں ــــ میزبان! مہمان کے آنے پر اپنی خوش قسمتی جانے ــــ دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اُس نے یہ دن دکھلائے ــــ یہ سعادت بخشی ــــ پیشانی پر بَل نہ لائے ــــ کسی مُلازم یا عملہ کے کسی فرد پر ناراض بھی نہ ہو۔ کہ مہمان کا دِل بہت حسّاس ہوتا ہے ــــ پہلے جوانوں کے ہاتھ دھلائے جائیں ــــ بعد میں بوڑھوں کے ــــ اور کھانا کھلانے کے بعد پہلے بوڑھوں کے اُن کے بعد جوانوں کے ہاتھ دُھلائے جائیں ــــ اپنی حکمت عملی سے، ایسے لوگوں کو کسی خاص جگہ اہتمام سے بٹھلائے جن سے اکثر لوگ نفرت یا گھن کھاتے ہوں مثلاً کوڑھی، جُزامی، بَرص کے مریض یا ایسا مریض جس کے جسم پر ایسا پھوڑا یا زخم

ہو جس کی بدبو آس، پاس کے افراد کو متاثر کرے ـــــ اگر بہت لوگ آچکے ہوں اور ایک باقی ہو تو حاضرین کی رعایت زیادہ بہتر ہے۔ مگر جب کوئی غریب یا فقیر نہ آیا ہو اور انتظار نہ کرنے سے وہ دِل شکستہ ہو جائیگا تو اُس کی خوشی کی خاطر کی نیّت سے تاخیر بہتر ہے۔

اصولِ تقسیم

میزبان پہلے جس بزرگ کو کھانا پیش کرے پھر اُس کے دائیں والے کو پھر اُس کے دائیں جانب والے کو ہی پیش کرتا جائے ـــــ یہ احتیاط ہر محفل میں تبرک کی تقسیم پر بھی چاہئیے کہ یہی سُنّت ہے۔ **حدیث:** صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے بکری کا دُودھ دوہا گیا اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے گھر میں جو کنواں تھا، اُس کا پانی اُس میں مِلایا گیا یعنی لسّی بنائی گئی پھر حضور علیہ السّلام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضور علیہ السّلام نے نوش فرمایا۔ حضور علیہ السّلام کے دوسرے سیدھے جانب (یعنی بائیں جانب) ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تھے اور داہنی جانب ایک اعرابی (دیہاتی) تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے عرض کی یا رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیجئے۔ حضور علیہ السّلام نے اعرابی کو دیا کیونکہ یہ داہنی جانب تھے اور ارشاد فرمایا داہنا مستحق ہے پھر اس کے بعد جو داہنے ہو۔ داہنے کو مقدّم رکھا کرو۔

پہلے مہمانوں کو سالن پیش کیا جائے ـــــ بعد سالن کے روٹی، کہ روٹی بغیر سالن کے بھی کھا سکتے ہیں ـــــ اور اصل دعوت بھی روٹی کی ہی کی جاتی ہے ـــــ کیونکہ روٹی کے بعد انتظار نہ چاہئیے، کہ انتظار مکروہ ہے ـــــ کھانا تقسیم کرتے وقت کسی ایک مہمان کو درمیان میں چھوڑ کر کھانا تقسیم نہ کیا جائے ـــــ اسی طرح محفلِ میلاد وغیرہ کے تقسیمِ تبرک میں کسی بھی ایک اپنے مسلمان بھائی کو چھوڑنے سے گریز کیا جائے ـــــ کھانے یا تبرک سے محروم شخص اپنے دِل میں بڑی خفّت محسُوس کرتا ہے ـــــ حسّاس شخص اپنی اس ہجو پر آئندہ اس قسم کی

محافل میں نہ شریک ہونیکا دل میں عہد تک کر گذرتا ہے۔ جس طرح نماز کی دوسری رکعت میں پہلی رکعت کی تلاوت کردہ سُورت سے ایک سُورت چھوڑ کر سُورۃ پڑھنا مکروہ ہے۔ یہاں دعوت وغیرہ میں بھی کسی مُسلمان کی اِس طرح کی دل شکنی جائز نہیں، تاوقتیکہ کوئی خاص عُذر نہ ہو۔

میزبان! روٹی پیش کرنے کے بعد مہمانوں کو کھانے کی اجازت دینے میں عُجلت کرے تاکہ مہمان کھانے کا انتظار نہ کریں ـــــ روٹیاں مہمانوں کے سامنے اتنی تعداد میں رکھے کہ بار بار مہمانوں کو روٹیاں نہ مانگنی پڑیں ـــــ یا مہمان کسی غلط فہمی کے شکار ہوں ـــــ اور اتنی زیادہ تعداد میں بھی نہ رکھے کہ روٹیاں اتنی ٹھنڈی ہو جائیں کہ دوسری محفل کے افراد روٹیوں کو تازہ نہ جانیں ـــــ میزبان وقتاً فوقتاً کھانے پر اصرار کرتا رہے (کھاؤ، کھائیے) اصرار سب پر یکساں ہو ـــــ میزبان! مہمانوں سے دِل خوش کُن باتیں بھی کرے ـــــ بالکل خاموش نہ رہنا چاہیئے ـــــ اور نہ کھانا رکھ کر غائب ہو جائے ـــــ مہمانوں کی خاطر داری میں مشغول رہے ـــــ خادموں کے ذمّہ اُن کو نہ چھوڑ دے میزبانی خود کرے کہ یہ حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیہِ السَّلام کی سُنّت ہے ـــــ کہ اگر مہمان تھوڑے ہوں تو میزبان اُن کے ساتھ بیٹھ جائے ـــــ جس چیز کی کمی محسوس کرے میزبان! مہمان کے طلب کرنے سے پہلے وہ شے اُن کے سامنے رکھے ـــــ مہمانوں کی رُخصت پر اُن کی آمد کے شکریئے مختلف لفظوں میں ادا کرے ـــــ اگر ممکن ہو تو کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد مہمانوں کے ہاتھ میزبان خود ہی دُھلائے ـــــ اور بعد کھانے کے کچھ دور مہمانوں کے ساتھ چل کر رُخصت کرے ـــــ اور خُدا حافظ وغیرہ بھی کرے۔

دعوت کی مختصر تعریف

میزبان اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیّت سے مسلمانوں کے آگے جو چیز کھلانے کے لئے رکھے اُس کا نام "کھانے کی دعوت ہے"۔ خواہ وہ روٹی، سالن ہو یا پلاؤ، زردہ، کھجور، چھوہارا، مٹھائی ہو یا نمکین یعنی سموسے، نمک پارے، دال موٹ، دہی بلّے، اِسی طرح پھل فروٹ، ڈرائی فروٹ، یا بسکٹ، کیک، پیسٹری، چائے، دودھ، لسّی، لیمن، شربت قلفی ہو یا پان، گوٹا مصالحہ، الائچی خورد ہو، اگر تھوڑی تعداد میں ہے تب حاضرین اس میں سے اتنی اُٹھا کر کھائیں کہ سب کو پوری ہو جائے۔ میزبان نے مہمان کے آگے جو کچھ رکھا اس کے کھانے کا اختیار دیا ہے۔ اس کا مالک نہیں بنایا یعنی ساتھ لیجانے، کسی کو دینے یا ضائع، بَرباد کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ یہ دعوت کی مختصر تعریف و مفہوم ہے

کہیں بھیڑ میں کھو گئی آدمیت
جسے ڈھونڈنے میں زمانے لگیں گے

میزبان نے روٹی کو سالن لگا کر کھانے اور پانی کی دعوت کی۔ میزبان دال روٹی، سبزی روٹی، چٹنی روٹی، اگر سامنے رکھے یا باجرے، مکئی، چاول کے آٹے کی روٹی سامنے رکھے تو مہمان اُس کو بخوشی تناول کرے۔ جس طرح امام اہلسنّت اعلیٰحضرت عظیم البرکت مولٰینا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۳۴۰ھ اس سُنّت پر عمل فرماتے کہ باوجود نحیف و کمزور، دُبلے، پتلے ہونے اور طبع نازک کے اگر کوئی غریب مُسلمان محبّت سے آپ کی دعوت کرتا، باوجود مصروفیت کے آپ اُس کی دِلجوئی کی خاطر قبول فرما لیتے اور وقتِ مقررہ پر اُس کی جھگی نما کٹیا

میں، زمین پر بچھی چٹائی پر بغیر کسی تکلّف کے، باجرے، مکئی، جوار کی روٹی پر ہی میزبان ساگ رکھ کر آپ کو پیش کرتا آپ اُس کو اتنے شوق سے تناول فرماتے کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔ آپ کے اجداد، مغلوں کے دورِ اوّل ہی سے فوج کے اعلیٰ عُہدوں پر فائز رہے۔ اعلیٰ کارناموں پر مغلوں نے بڑی بڑی زمینیں پیش کیں جس کی وجہ سے آپ کا گھرانہ بڑے زمینداروں میں شُمار ہوتا۔ یہی وجہ تھی کہ اُمراء، رؤساء، نوابُ، آپ کی دعوت کرنا فخر محسوس کرتے۔ جب کہ اُن سے اپنی مجبوریاں بیان فرماتے۔ اور وہ خود بھی آپ کو یومیہ خطوط کے جواب فتاووں کی شکل میں یا تصانیف کی ذمّہ داری میں مصروف در مصروف پاتے دیکھتے تو عُذر کے بعد شاکی نہ ہوتے۔ ریاستُ نان پارہ کے نوابُ کی دعوت پر جو نعت کے مقطع میں ارشاد فرمایا وہ بھی اسی عادت کی غمازی کرتا ہے۔ کہ میں حضورُ علیہ السّلام کے در کا گدا ہوں، میرا دین روٹی کے ٹکڑوں والا نہیں۔ شعر میں دولت کی جمع دِوَل، اور نان پارہ (یعنی روٹی کے ٹکڑوں) کو اُلٹ کر پارۂ نان نے ایک خاص شعریت پیدا کی۔

کروں مدحِ اہلِ دِوَل رضاؔ پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

کاش کہ ہم بھی اعلیٰ دعوت پر رُوکھی، سُوکھی، روٹی کو ترجیح دیں۔ زبان کے چٹخاروں کو خاطر میں نہ لائیں۔ اور کوشش کریں بالخصوص دعوت پر سالن ڈونگوں میں یا چاول ڈش میں جب سامنے رکھے جائیں، تب چاول یا سالن اتنا ہی نکالیں جتنا کھا سکیں ــــــ زائد نہ لیا جائے ــــــ کہ میزبان کو کہیں تنگی کا سامنا یا بعد کے مہمانوں سے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے ــــــ بعض موقع پر صاحبِ خانہ، مہمان کے آگے یہ سوچتے ہوئے کہ جو مہمان سے بچے گا وہ گھر والے کھائیں گے۔ تمام کھانا مہمان کے سامنے رکھ دیتا ہے ــــــ یہ صرف مہمان کی دلجوئی کی خاطر ایسا کرتا ہے ــــــ مہمان کھانے کو ایسا ہی کھائے جس طرح احتیاط سے اپنے گھر میں بچّوں وغیرہ کا خیال کرتا ہوا کھاتا ہے۔ (کہ

کوئی بچّہ کھانے سے رہ نہ جائے۔) بلکہ دعوت پر اس سے بھی زیادہ احتیاط لازم ہے۔ شعر۔

رَسد نایاب، پانی بند، دشمن سخت، کم سَاتھی
مگر آلِ پیمبر کو پریشانی نہ حیرانی

صِلۂ رحمی

اگر مہمان کو یہ محسُوس ہو جائے کہ کھانا کم پڑ گیا ہے۔ تو اپنے بھائی میزبان پر یہ اظہار کئے بغیر کہ ہم ابھی اور کھاتے، بلکہ میزبان کو مطمئن کرنے کے لئے اپنے پیٹ بھر کھانے اور کھانے کی تعریف کرتے ہوئے دسترخوان سے اُٹھنے اور رخصت کی میزبان سے اجازت لے ــــ تاکہ تم کسی کے سَاتھ بھلائی سے پیش آؤ تو کوئی تمھارے سَاتھ بھلائی کرے ــــ اور بہت ممکن ہے کہ تمھارے اس خلوص کے سبب اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی رحمت سے تمھیں روزِ محشر بھی ذلّت سے بچالے ــــــــ

کوئی پکا دوست ہے اور کوئی سچّا دوست ہے
ہاں مصیبت میں جو کام آئے وہ پکا دوست ہے

بزرگوں کا مشاہدہ ہے کہ صِلۂ رحمی نہ کرنیوالا اکثر فاقے اور تنگدستی میں مُبتلا رہتا ہے ــــ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ آمین ــــــــ

یار یار کردم دِلدار یار نیست
مطلب کے یار سیکڑوں غم خوار یار نیست

صِلۂ رحمی کی مثال

حضرت ابوالحسن انطاکی علیہ الرحمتہ کے ہاں تیس [۳۰] مہمان آگئے آپ کے پاس گنتی کی چند روٹیاں تھیں، اُن سے سب شکم سیر نہ ہو سکتے تھے۔ آپ نے روٹیوں کو توڑ کر ٹکڑے بنائے۔ پھر دسترخوان بچھایا اور اس پر ٹکڑے بکھیر دیئے۔ مہمانوں سے فرمایا "بسم اللہ کیجئے"۔ اور بتّی درست کرنے کے بہانے چراغ گل کر دیا۔ فرمایا "تم کھانا کھاؤ میں چراغ کی بتّی درست کرتا ہوں"۔ سب ہاتھ، مُنہ چلاتے رہے۔ گویا کہ کھا رہے ہیں۔ جب چراغ جلا کر لایا گیا تو دیکھا کہ روٹیوں کے ٹکڑے جُوں کے توں موجود ہیں۔ اِس خیال

سے کسی نے کچھ نہ کھایا تھا کہ دوسرے کھالیں۔

⊏ احیاء العلوم ⊐

بلخ کے کتّے اور صبر وشکر

حضرت شقیق بلخی عَلیہ الرّحمۃ اپنے شہر سے چل کر حضرت ابراہیم بن ادہم عَلیہ الرحمۃ کے شہر میں اُن کی ملاقات کے لئے آئے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم عَلیہ الرحمۃ نے اُن سے پوچھا،
آپ کے شہر کے فقیر کس حال میں ہیں۔؟

انہوں نے کہا!
نہایت اچھی حالت میں ہیں، اگر انھیں کچھ مل جاتا ہے تو شکر کرتے ہیں اور اگر نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادہم عَلیہ الرحمۃ نے فرمایا!
میں نے بلخ کے کتّوں کو بھی اِسی حالت میں دیکھا۔

حضرت شقیق عَلیہ الرحمۃ نے دریافت فرمایا!
آپ فقیروں کی کس حالت کو دُرست سمجھتے ہیں۔؟

فرمایا!
اگر کچھ نہ پائیں تو شکر کریں۔ اور کچھ پائیں تو دوسروں کو عطا کردیں۔

حضرت شقیق بلخی عَلیہ الرحمۃ نے آپ کے سَر مُبارک کو بوسہ دیا، اور کہا!
حقیقت یہی ہے۔

⊏ احیاء العلوم ⊐

حدیث:۔ ترمذی وابنِ مَاجہ نے مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں، میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلّم کو یہ فرماتے سُنا کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ بُرا کوئی برتن نہیں بھرا۔ ابنِ آدم کو چند لُقمے کافی ہیں جو اُس کی پیٹھ کو سیدھا کریں۔ اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو تہائی پیٹ، کھانے کے لئے، اور تہائی پانی کے لئے، اور تہائی سانس کے لئے۔"

حدیث:۔ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کی ڈکار کی آواز سُنی فرمایا "اپنی ڈکار کم کر۔ اِس لئے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا جو دنیا میں زیادہ پیٹ بھرتا ہے۔"

مہمان خانے میں بیٹھنا

نکاح یا ولیمہ کی دعوت میں جب مدعوئین پہنچتے ہیں، اکثر افراد کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ مہمانِ خصُوصی یا دُولہا کے ساتھ ہی بیٹھیں یا وہ جہاں بیٹھے گا اُس کے قریب کی جگہ پر قبضہ کریں، کچھ یہی طریقہ منگنی، مہندی، یا نکاح میں عورتوں کا دلہن کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جب پانچ افراد کی جگہ پر پچاس کی نیت بیٹھنے کی ہو گی، پھر کس طرح کی ہنگامہ آرائی ہو گی خود ہی تصور فرمائیں۔

آج کل تو وڈیو، موِوی کی بیماری بھی پیدا ہو گئی ہے۔ (اور یہ ہے بھی وبائی یعنی اڑ کر لگنے والی) جس کی وجہ سے ہنگامہ آرائی میں مزید اضافہ ممکن ہے۔ بلکہ ممکن نہیں ہوتی ہی ہے نظم و ضبط یوں بھی خراب ہوتا ہے کہ میزبان جہاں بٹھانا چاہتا ہے، مہمان وہاں نہیں بیٹھتے۔ اور جہاں نہیں بٹھانا چاہتا وہاں بیٹھ جاتے ہیں۔ اِس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انتظامیہ کا سالن، روٹی اور پانی وغیرہ لانے کی جگہ یعنی راستہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ پھر ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جس جگہ چالیس افراد بٹھانے ہیں اور باقی احباب انتظار گاہ میں رہیں مگر افسوس! ہوتا یہ ہے کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ پہلے میں کھانا کھا کر فارغ ہو جاؤں، جس کا یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ چالیس افراد کے بجائے سَو افراد مہمان خانہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔

دعوت عزیز، دوستوں کی ہی کی جاتی ہے۔ مگر بعض دوست، عزیز میزبان کا ہاتھ بٹانے کے بجائے خدا معلوم کب کب کے بدلے، انتقام لینے کی غرض سے مشکلات ہی نہیں بلکہ ہر ہر چیز میں عیب بھی نکالتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو مناسب ہوگا کہ جس طرح "مقننین" جو قانون بناتے ہیں وہ اور قانون کے محافظ ــــ

مجرموں کو قانون کی گرفت سے صاف بچ نکلنے کی راہیں دکھلاتے ہیں۔ بالکل اُسی طرح میزبان کے دوست، رشتہ دار ا دوستی، رشتہ داری کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے خود بھی اور دوسرے مہمانوں سے بھی نظام میں خلل اور پروگرام کو درہم برہم کرنے کے لئے چھوٹی جگہ مہمان خانے میں خود بھی اور دوسرے دوستوں کو بھی ہاتھ پکڑ کر دھکیلتے ہوئے داخل ہوتے ہیں ـــــــــــ

کھا کے جو تیر دیکھا کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے مُلاقات ہو گئی

مہمانوں کو مہمان خانہ میں پہلے دایاں پیر بسم اللہ پڑھ کر رکھنا چاہیئے۔ اور ایسی جگہ نہ بیٹھنا چاہیئے جہاں سے اُٹھائے جانے کا احتمال ہو۔ یا کم از کم وہاں بیٹھنا میزبان وغیرہ کو گراں گزرے۔ یہ احتیاط دعوت ہی میں نہیں بلکہ ہر محفل میں ضروری ہے۔

جب کسی مجلس میں جانیکا تمھیں موقعہ ملے
ایک جانب بیٹھ جاؤ باادب آرام سے

حدیث:- صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوان پر کھانا نہیں تناول فرمایا۔ نہ چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھایا۔ اور نہ حضور کے لئے کبھی پتلی چپاتیاں پکائی گئیں۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضور علیہ السّلام نے پتلی چپاتی دیکھی بھی نہیں۔ حضرت قتادہ سے پوچھا گیا کہ کس چیز پر وہ لوگ (امرا، مغرور) کھانا کھایا کرتے تھے۔ کہا کہ خوان پر (خوان میز کی طرح اونچی چیز ہوتی ہے جس پر اُمرا کے یہاں کھانا چُنا جاتا ہے تاکہ کھاتے وقت جھکنا نہ پڑے۔ اُس پر کھانا کھانا متکبّرین کا طریقہ تھا جس طرح بعض متکبّر لوگ اس زمانے میں میز پر کھاتے ہیں۔) ــ بہارِ شریعت ــ

چونکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی سُنّت بیٹھ کر ہی کھانا ہے۔ اور کرسی میز تپائی پر کھانا آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناپسند ـــــ لہٰذا آقا کے غلاموں کو بھی ناپسند ہی ہونا چاہیئے۔ اور یوں بھی ضروری بچنا چاہیئے کہ کرسی، میز

یا کھڑے ہو کر کھانا شریعت پر جرأت دلیری ہوگی۔ کھانے کے لئے بیٹھنے کے طریقے سُنّت نمبر ۵ میں گزر گئے ___ محفل میں بیٹھتے وقت پڑوسی یعنی جو دائیں، بائیں بیٹھے ہوں ان کا خیال ضروری چاہیئے کہ ان کو تمھاری ذات سے تکلیف نہ ہو ___ خاص کر دو۲ موٹے موٹے فربہ شخصوں کے درمیان پتلے دُبلے شخص کا خیال ضروری کیا جائے۔ کہ کہیں دو پاٹوں کے درمیان کمزور، نحیف پس کر نہ رہ جائے۔ اِسی طرح گرمیوں میں نمازوں کی جماعت میں کمزور، دُبلے پتلے شخص کا خیال ضروری ہے ___ مگر ہوتا اِس کے برعکس ہے کہ دو جسیموں کے درمیان کمزور شخص جسیموں کی رعایت کرتا ہے۔ کہ خود ہی سکڑتا ہے، موٹے حضرات اور چوڑے کھلے ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ بجائے، دُبلے پتلے، نحیف کمزوروں کے یہ فربہ **موٹے** حضرات چاہتے ہیں کہ ہمارے آس پاس ایک ایک میل دور تک کوئی نہ ہو۔ اور خصوصاً گرمیوں میں۔ اللہ تعالیٰ احساس کی توفیق عنایت فرمائے آمین ___

خود نظر آتی نہیں، جو چیز تم کو سُود مند
دوسروں کے واسطے کرتے ہو کیوں اُسکو پسند

مہمان کی بدسلوکیاں

میزبان! جس کو دعوت پر مدعو کرے وہ ہی مہمان خانے میں جائے۔

کہیں بھیڑ میں کھو گئی آدمیت
جسے ڈھونڈنے میں زمانے لگیں گے

بن بلائے دعوتوں میں جانا میزبان کے ساتھ بدسلوکی ہے ___ اور میزبان انتظار گاہ سے جتنے اشخاص کو کھانے کے لئے مہمان خانے میں بٹھانا چاہتا ہے اس سے زائد کا کونیاں مار کر دھکے دیکر مہمان خانے میں داخل ہونا ___ بدسلوکی ہے۔ اسی طرح میزبان جہاں بٹھانا چاہتا ہے وہاں نہ بیٹھنا ___ مہمانِ خصوصی کے متصل ہی بیٹھنے کی کوشش کرنا ___ بہت کشادہ ہو کر بیٹھنا ___ جب کہ متصل مہمان تنگی جگہ کی وجہ سے تنگی سے بیٹھے ہوں ___ کھانا پانی لانے والوں کی راہ میں بیٹھنا منتظمین کی راہ میں حائل ہونا ___ کھانا طلب کرنے میں شور و غل کرنا ___ مثلاً ارے بھئی کیا دیری ہے؟ ___ دعوت نامہ میں تو کھانے کا یہ وقت دیا تھا۔ کیا انتظام غلط ہاتھوں میں دیدیا ہے؟ ___ میں تو دکان اکیلی چھوڑ کر آیا ہوں ___ میاں کسی کے قیمتی وقت کا خیال کرنا چاہیئے ___ گھر میں جگہ نہیں تھی تو ہال میں دعوت کا انتظام کرنا تھا ___ مہمان کا بے صبری کا اظہار کرنا وغیرہ یہ سب بدسلوکیوں میں ہی شمار ہیں۔ جب کہ میزبان کے علاوہ اور دیگر لوگوں کی نظروں میں بھی حقیر ہونا ہے۔

یہاں تشریف لاتے ہیں فقط طعنہ طرازی کو

اسی طرح درندوں، وحشیوں کی طرح کھانا ___ جب کہ شریفوں کی طرح

بیٹھ کر ہی کھانا سُنّت ہے ــــــــ پلیٹ میں صرف مرغ کی رانیں ہی رانیں، بغیر روٹی کے، ایک طرف کھڑے کھڑے یا چلتے پھرتے کھانا، (جب کہ وہاں زمین پر بیٹھ کر بھی کھانے کی جگہ ہو) مرغ کی رانوں کے کونڈوں اور چاول کے تھالوں پر اس طرح ٹوٹ پڑنا کہ اپنے سوا کسی دوسرے کا حق ذہن میں نہ لانا ــــــــ اور خاص کر کھانے اور میزبان پر یہ ظلم کرنا کہ گوشت یا بریانی وغیرہ سے بھری پلیٹیں یونہی چھوڑ کر کھانے سے ہٹ جانا ــــــــ جس کے سبب پھر وہ کچرے کی ٹبوں میں مزدوروں کا ڈالنا (جبکہ غربا و مساکین یا کم از کم جانوروں کو ہی شکم سیر کیا جاتا) یعنی چھ من گوشت سے دو من کا پھینکنا ــــــــ اس سے کہیں زیادہ کشیر مال روٹی کے ساتھ بدسلوکی کرنا۔ جس کے سبب آدھے مہمانوں کا بے کھائے واپس پلٹنا ــــــــ

درندے جو نہیں کرتے وہ یہ انسان کرتے ہیں

یہ سب بدسلوکیوں میں ہی شمار ہے۔ اور پچھلے صفحات میں درج شدہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی سُنّتوں کا بے دردی سے رُوندنا ــــــــ اور پھر درندانہ، وحشیانہ حرکتوں کو تہذیب کا نام دینا ــــــــ یہ مزید اللہ واحد قہار کے غضب کو دعوت دینا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے طفیل ہمیں دین کے سمجھنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔

ارشاد حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرمایا "جب تم کسی پر احسان کرو تو اُسے چھپاؤ ــــــــ اگر کوئی تم پر احسان کرے تو اُسے پھیلاؤ" ــــــــ شعر ــــــــ

اُس کے گُن گاؤ تمھارے ساتھ جو احساں کرے
تاکہ اپنے لطف کو وہ اور بھی ارزاں کرے

بوڑھوں کا مذاق اُڑانا

مذکورہ بدسلوکیوں کی وجہ سے جہاں مسلمان کا دل دکھانا حرام ہے وہیں اسراف کے سبب رزق کو برباد کرنا بھی حرام ہے۔ اسی طرح بزرگوں کی کھاتے ہوئے نقلیں اُتارنا، اُن کا مذاق اُڑانا ــــــــ اور پھر دوسروں کو بھی اشاروں سے مذاق میں شامل

کرنا، علاوہ دعوت کے بھی ناجائز و حرام ہے۔ یہ میزبان کے ساتھ ہی بدسلوکی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے ساتھ بدسلوکی ہے۔ ـــــــ

پژمردگیٔ گل پہ ہنسی جب کوئی کلی
آواز دی خزاں نے تو بھی نظر میں ہے

فرمائش سلاد، رائیتے، فرنی وغیرہ کا انتظام ہو یعنی دسترخوان پر موجود ہو تو استعمال کریں ـــــ خود فرمائش کر کے میزبان کو شرمندہ نہ کریں ـــــ اور اس طرح کی آوازیں نہ کسیں کہ، کیا فرنی کا انتظام نہیں ؟ ـــــ سلاد لاؤ ـــــ رائیتہ لانا ـــــ گرم روٹی لاؤ ـــــ جانور کے کسی خاص حصہ یا عضو کا نام لیکر کہنا کہ اس کی بوٹیاں لانا ـــــ چکنی بوٹی، روکھی بوٹی یا گول بوٹیوں کی فرمائش کرنا ـــــ صرف بوٹیاں، بوٹیاں ہی لانا ـــــ سالن گرم لانا ـــــ "پیارے اسلامی بھائیو! (بیشتر صفحات میں آپ پڑھ چکے کہ ٹھنڈا کھانا سُنّت ہے اور گرم کھانا مکروہ ہے") پلاؤ یا بریانی میں بار بار بوٹیوں کی فرمائش کرنا ـــــ یا اس طرح کے الفاظ ادا کرنے جن سے فرمائش کی بو آتی ہو مثلاً، قورمہ کے ساتھ شیرمال کا ساتھ ہے ـــــ کھانے کے آخر میٹھے کا ہونا سُنّت ہے ـــــ (بڑے شرم کی بات ہے ایسے حضرات اپنے مطلب کی خاطر بالکل بے ڈھنگی اور من گھڑت بات کو سُنّت کہتے ہوئے نہیں خوف کھاتے! جب کہ دعوت میں میٹھے کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ حضور علیہ السّلام کا ارشاد یہ ہے کہ ہر کھانے کا آخر نمک ہو یعنی نمکین۔ البتہ حضور علیہ السّلام کو حلوہ محبوب تھا۔) ـــــ جب میٹھا نہیں تو دعوت کرنیکی کیا ضرورت تھی۔؟ ـــــ اور یہ کہ اپنے آگے خود کھانا نکال کر سالن یا چاول وغیرہ سب نہ کھانا ـــــ کھانا برباد کرنا ـــــ گویا ڈھکے، چھپے لفظوں میں میزبان سے یہ کہنا کہ تم نے میری دعوت کیوں کی ؟ ـــــ اس کی میزبان کو سزا دینا ـــــ

وضاحت:۔ اس قسم کے افعال سے محبّت میں اضافہ تو کیا نفرت

کا بیج بونا ہے، اس طرح کے عملوں سے کینہ، بغض دِلوں میں خوب پھلتا پھولتا ہے

جہاں کبر درعونت ہو وہاں جھگڑا ضروری ہے

شبہ کا ازالہ فرمائش سے متعلق ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے کہ نمک، پانی مانگنا، بلکہ حاجت پر طلب کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح ڈش میں کھانا ختم ہوگیا ہو اور اطمنان ہو کہ دیگوں میں کھانا ختم نہیں ہوا ہے، تب اپنے لئے طلب کرسکتے ہیں، اسی طرح اگر تھوڑا سا سالن یا شوربہ پلیٹ میں بچ گیا ہو تو میزبان کی اجازت سے اس کا کھانا پینا جائز ہے۔

ماہر فرمائش وہ مہمان جو دوست یا رشتہ دار ہونے کی وجہ سے چند گھنٹے یا چند دن کے لئے مہمان بنتا ہے اُن میں بعض مہمان فرمائش کرنے کا ماہر بھی ہوتا ہے۔ اور ایسی اُمیدیں میزبان سے رکھتا ہے کہ میری خدمت کے لئے چند افراد مخصوص رہیں ___ اور صاحبِ خانہ بھی اسی سے متوجہ رہے ___ کوئی اور کام بالکل نہ کرے ___ ایسے مہمان اکثر مہمان بننے کا ہی فن رکھتے ہیں ___ خود میزبانی کے نام سے خاطر ومدارات تو کیا، اپنے سر کی جوں بھی کسی کو دینے کے روادار نہیں ہوتے ___ کہ اگر اُن کو معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص جس کے ہم کافی دن مہمان رہے ہیں یا اُس کے ہم پر کافی احسان ہیں، وہ ہمارے ہاں مہمان بنے گا، تو وہ مہمان کے آنے سے قبل ہی اس دن اپنا گھر چھوڑ کر کسی دوسرے کے گھر مہمان بن چکے ہوتے ہیں ___ اور مہمان گھر میں تالا لگا دیکھ کر واپس ہو جاتا ہے ___ کبھی ایسے اشخاص یہ فن بھی دکھاتے ہیں کہ مین دروازے پر تالا لگا کر دوسرے دروازے سے اندر آکر پھر اندر سے کُنڈی لگا لیتے ہیں ___ اور اگر کوئی مہمان خط سے بغیر اطلاع کئے اچانک مکان کے اندر آ بھی جائے تب فوراً کسی کی شادی یا موت کا فرضی بہانہ بنا کر معذرت کر کے چلنے کی تیاری کرتے ہیں۔

جزاء احسان کی احسان ہی انسان کا شیوہ ◆ بدی محسن سے کرنا ہے فقط شیطان کا شیوہ

ایسے میزبان دوسرے میزبانوں کو بھی بدنام کرتے ہیں ـــــ جبکہ یہ کسی کے ہاں مہمان بنتے ہیں تب سیر و تفریح کرانے کی فرمائش کے علاوہ میزبان سے دریافت کرتے ہیں کہ یہاں کے کیا کیا سوغات کھلاتے ہیں؟ ـــــ اگر میزبان کے ہاں فون کا انتظام ہے، پھر گھبرا دینے والے انداز میں کہیں گے کہ مجھے ایک بہت ضروری کال کرنی ہے ـــــ جبکہ ایک کال کے بہانے مُلک کے گوشہ گوشہ فون پر بے ضرورت گفتگو میں پندرہ بیس بیس منٹ گفتگو کر کے میزبان کی جیب پر بوجھ بنتے ہیں ـــــ میزبان کے فون پر اپنے دوست احباب، اور رشتہ داروں کی خیریت لینے دینے سے میزبان کو تکلیف دینا ہے ـــــ جبکہ خود ان فنکاروں کو اپنے چند پیسوں سے خط بھی برسوں کسی قریبی رشتہ دار کو بھیجنا نصیب نہیں ہوتا ـــــ بزرگ ایسے ہی افراد پر یہ مثال دیتے ہیں کہ،

"حلوائی کی دکان، ناناجی کی فاتحہ"۔

ایسے مہمان کا میزبان کے ہمراہ بازار میں چند قدم چلنا بھی مصلحت سے خالی نہیں ہوتا، کہ جو چیز بھی دیکھتا ہے للچائی بھری نظروں سے دیکھتا ہے ـــــ اور میزبان کی جیب میں جتنی رقم ہوتی ہے وہ بھی خرچ اور میزبان کو مقروض کرانے سے بھی نہیں چوکتا ـــــ اور جو بڑا فنکار ہوتا ہے وہ خریداری ایسی کرتا ہے کہ دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ مہمان، میزبان کو شاپنگ کرا رہا ہے۔ ـــــ

نظر جس کی رہا کرتی ہے غیروں کے سہارے پر
وہ انساں ٹھوکریں کھا کر بھی مشکل سے سنبھلتا ہے

ایسے مہمان کی اس قسم کی فنکاریاں بھی میزبان کو تکلیف دینے، اور اُسکے ساتھ بدسلوکیوں میں ہی شمار ہوتی ہیں ـــــ اور اسی طرح کھانے میں عیب بیان کرنا ـــــ اور فرمائش کرنا بھی ـــــ

وہ اگلے بے وفا جو تھے، وفاداروں سے اچھے تھے
جو دشمن اُٹھ گئے یاں سے وہ اِن یاروں سے اچھے تھے

کھانے کو عیب لگانا مکروہ

حدیث: صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانے کو کبھی عیب نہیں لگایا (برا نہیں کہا) اگر خواہش ہوئی کھالیا، ورنہ چھوڑ دیا"—— کھانے کو عیب لگانا، برا کہنا، اپنے مکان پر بھی مکروہ ہے، اور جب کسی کے مہمان ہوں تو سخت مکروہ ہے —— کہ میزبان کے دل کو مجروح کرنا ہے —— لہٰذا اس قسم کے الفاظوں سے سخت پرہیز چاہیئے —— نمک زیادہ ہے —— مرچ تیز ہے —— گوشت خراب ہے —— گوشت بوڑھے جانور کا ہے —— بڑے جانور کا ہے یا بڑے عمر کے جانور کا ہے —— گوشت بوڑھی بھینس کا یا اونٹ کا ہے —— میزبان سے اونچی دکان پھیکا پکوان، والی مثال کے کسی قصائی کا نام لے کر کہنا کہ تمھیں اُس سے گوشت لینا چاہیئے تھا —— اسی طرح میزبان سے مُنہ بگاڑ کر معلوم کرنا کہ یہ کس سے پکوایا ہے؟ —— پکّا اچھّا نہیں —— مصالحے کم ڈالے گئے —— شوربہ کو کہنا کہ پانی لاکر رکھ دیا ہے —— اس سے اچھّا تو میں اپنے ہی گھر کھایا کرتا ہوں —— کیا میٹھے کا انتظام نہیں —— شیرمال بھی ہونا چاہیئے تھے —— قورمہ روٹی کے ساتھ فرنی کا ہونا لازمی ہے —— کسی کروڑپتی یا کمشنر و وزیر کا نام لے کر کہنا کہ اس نے میری دعوت کی، میں کیا، کیا بیان کردوں ہر ہر شخص کے آگے بیس قسم کے کھانے چُنے گئے تھے —— **یاد رکھیں!** اس قسم کی گفتگو سے میزبان کا دل سخت مجروح ہوتا ہے —— اور یہ کہ کھانے وغیرہ میں عیب لگانا بھی میزبان کو تکلیف دینے میں ہی شمار ہے —— اس تمام گفتگو کے مکروہ ہونیکا احساس جب ہوگا جب کہ دوسرے حضرات ہی سب کچھ ایسے الفاظ کہنے والوں کی دعوت کے دوران کہیں —— مگر ایسے حضرات کو میزبان بننا مشکل ہی سے نصیب ہوتا ہے۔

اُس کے گُن گاؤ تمہارے ساتھ جو احساں کرے
تاکہ اپنے لُطف کو وہ اور بھی ارزاں کرے

بُخل و سخاوت کی وضاحت

بخیل حضرات کے مہمان بننے کے دوران "کارنامے" آپ نے "فرمائش" اور "ماہرِ فرمائش" کے عُنوان۔ اور "کھانے کو عیب لگانے" کے عُنوان میں مُلاحظہ فرمائیے۔ اب بُخل اور سخاوت کی وضاحت بھی مُلاحظہ فرمائیں کہ ــــــ

حضرت مُصلح الدّین سعدی علیہ الرّحمۃ سے کسی نے پوچھا!

سخاوت کیا ہے؟

فرمایا! سخاوت یہ ہے کہ اپنی ضرورت سے جو کچھ زائد ہو سب خیرات کر دیا جائے۔

پھر اس نے پوچھا! بخل کیا ہے؟

فرمایا! نہ مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے، اور نہ مُستحقین کو کچھ دیا جائے ــــــ

پوچھا! ایثار کیا ہے۔؟

فرمایا! جس چیز کی خود کو اشد ضرورت ہو اُسے دوسروں کی ضرورت پوری کرنے میں صرف کر دیا جائے۔ "یہ سخاوت کا کمال ہے"۔ ــــــ

جو خود فاقہ سے رہ کر دوسروں کا پیٹ بھرتے ہیں
زمیں خوشحال ہوتی ہے جہاں سے بھی گزرتے ہیں

پوچھا! اور بُخل کا کمال کیا ہے۔؟

فرمایا! بخل کا کمال یہ ہے کہ جس چیز کی خود کو ضرورت ہو اسے اپنی ذات کے لئے بھی خرچ نہ کیا جائے۔ اور اسی تاک میں رہے کہ کہیں اور سے ہی یہ ضرورت بھی پوری ہو جائے ــــــ ⊏ شیخ سعدی گلستان ⊐

لطیفہ:۔ ایک کنجوس آدمی اپنے ملازم کے کسی کام سے خوش ہو کر کہنے لگا۔ جا تجھے وہ گھوڑا انعام میں دیا جو پچھلے سال کھو گیا تھا، کنجوس کی بیوی نے یہ سُنتے ہی تیزی سے کہا ــــ کیا کہہ رہے ہو اُس کے مِلنے کا تو امکان بھی ہے

وہ بھینس کیوں نہیں دے دیتے جو دو سال قبل مر گئی تھی۔

۲:۔ کنجوس کی بیوی نے شوہر کا بدن علیل دیکھ کر کنجوس شوہر سے سوال کیا:

بیوی بولی شوم کی، کیوں ہے بدن علیل
کیا گرہ سے کھل پڑا، یا کسی کو دیل؟

کنجوس کا جواب:

نہ گرہ سے کھل پڑا، اور نہ کسی کو دیل
دیتے دیکھا اور کو، تو ہے بدن علیل

کنجوس اپنی کنجوسی میں اتنا نازک مزاج تھا، کہ کوئی شخص کسی کو کچھ دے رہا تھا تو یہ دیکھتے ہی سے بیمار ہو گیا۔

مہمان کو چاہیئے

مہمان کو چاہیئے کہ میزبان کا کشادہ پیشانی سے شکریہ ادا کرے ــــ اور یقین دلائے کہ ماشاء اللہ کھانا بہت لذیز تھا جسکی وجہ سے بہت کھایا گیا ــــ کوئی قابل باورچی آپ کے ہاتھ لگ گیا، کہ اس نے نوابوں کے باورچیوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ــــ غرض یہ کہ کھانا اپنے گھر یا کسی کے مہمان بنکر کھایا جائے تو میزبان یا کھانے پر احسان کرنے کی غرض سے نہ کھایا جائے بلکہ اللہ ربُّ العزّت کی نعمت و احسان خیال کر کے کھائے، کہ اُس نے ایک عظیم نعمت سے نوازا، ورنہ بکھتی، کروڑپتی ہو کر بھوکے رہتے ہیں، کھانا کھلانے والا بھوکا رہتا ہے۔ اَلْقَاسِمُ مَحْرُوْمٌ یعنی تقسیم کرنے والا محروم رہتا ہے۔ شریعت مطہرہ کا حکم ہے کہ "جو کچھ مہمان کو پیش کیا جائے اس پر خوش ہو" ــــ اور ایسی کوئی حرکت مہمان نہ کرے جس سے میزبان کو تکلیف ہو ــــ مگر افسوس اکثر مہمان وہی حرکات کرتے ہیں جن سے میزبان کو جسمانی و روحانی تکلیف پہنچے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا **ارشاد** ہے:۔ جب تم کسی پر احسان کرو تو اُسے چھپاؤ، اور اگر کوئی تم پر احسان کرے تو اُسے پھیلاؤ۔

غم نہیں اِس کا تمھاری ذات سے کچھ سکھ نہ ہو
ہاں مگر یہ دیکھنا تم سے کسی کو دُکھ نہ ہو!

یہ گفتگو نخروں سے کھانے والوں کے بارے میں اور میزبان پر احسان جتانے والوں کے بارے میں تھی۔

اب ایسے حضرات کا بھی عمل مُلاحِظہ کریں جو کھانے کو عیب نہیں لگاتے احسان نہیں جتاتے، بعض گھروں کے کل افراد کی دعوت کی جاتی ہے۔ اور دعوت پر آتے بھی ہیں، مگر پھر بھی کھانا لیجانے کے لئے برتن ساتھ لاتے ہیں ــــ البتہ بعض ہمارے بھائی یہ احتیاط بھی کرتے ہیں کہ سارے گھر کے افراد سے ایک کو گھر پر ہی چھوڑ آتے ہیں، اور پھر اُس کے واسطے کھانا طلب کرتے ہیں ــــ ہو سکتا ہے کہ یہ اس وجہ سے تکلّف کرتے ہوں، کہ ایک خوراک میں پانچ کا کھانا ملے گا۔ ــــ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس کے نام کا کھانا لیا گیا وہ بھی کسی نہ کسی طرح اس محفل میں دعوت کھا چکا ہوتا ہے ــــ

کم از کم ایسا فعل کرتے وقت یہی سوچ لیا جائے، کہ جب کوئی یہ حرکت میرے ساتھ کرے تب اُس وقت مجھ پر کیا گزرے گی ــــ قارئین آپ نے دیکھا جو کھانے میں عیب بیان نہیں کرتے یا اور کوئی فعلِ قبیح نہیں کرتے ان میں کے اکثر اس طرح میزبان کو ایذا، دیتے ہیں ــــ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب کے طفیل دین کی صحیح سمجھ اور عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین ـ

خود نظر آتی نہیں جو چیز تم کو سُود مند
دوسروں کے واسطے کرتے ہو کیوں اس کو پسند

مسئلہ:۔ دعوت قبول کرنا سُنّت اور دعوت پر نہ جانا اپنے مُسلمان بھائی کا دل دُکھانا ہے ــــ اگر کوئی مجبُوری ہو یا عذر ہو تو عاجزی سے شکریہ ادا کرتے ہوئے مجبوری کا اظہار کرے ــــ اور یہ کہ جانا بھی نہیں اور کھانا بھی طلب کرنا ظلم در ظلم ہے ــــ لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے ہی سوچ سمجھ کر

دعوت قبول کی جائے اور اگر پھر بھی کوئی مجبوری درپیش ہو تو میزبان سے معذرت کرلی جائے اور ہرگز ہرگز کھانا گھرے جانے کے لئے طلب نہ کیا جائے، میزبان اگر خود کھانا گھر بھیج دے تو قبول کرلیا جائے ــــــــــ

مصلحت اس میں ہے پہلے سوچ کر حامی بھرو
اور جب اقرار کر بیٹھو تو پھر پورا کرو!

اعتراف

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ جو حضرات دعوت کی بدسلوکیوں میں پی، ایچ، ڈی پاس ہوتے ہیں یعنی شہرت یافتہ ہوتے ہیں، اگر اُن کے سامنے کسی بھی بدسلوکی کا تذکرہ کیا جائے، کہ لوگ دعوت میں ایسا، ایسا کرتے ہیں تب یہ پی، ایچ. ڈی پاس حضرات دو طرح کی باتیں کرتے ہیں ــــ اوّل یہ کہ تم غلط کہتے ہو، ایسا تو پوری دنیا میں نہیں ہوتا ــــ دوم یہ کہ ہاں آپ بالکل ٹھیک فرمارہے ہیں ــــ میں نے دعوت کی تھی تو مہمانوں نے اس اس طرح ہم کو بھی تنگ کیا، ــــ تعجب کی بات یہ ہے کہ وہی حضرات یہ دونوں باتیں ــــ "کیا؟ سمجھ کر جواب دیتے ہیں" ــــ اتنی موٹی بات میری آج تک سمجھ میں نہ آسکی کاش کہ وہی، پی، ایچ، ڈی، پاس حضرات اس ناچیز کو سمجھائیں تو بہتر ہے ــــــــــ

ان کو الزام اگر دیں بھی تو ہم کیوں کردیں
اتنے معصوم ہیں، انجان نظر آتے ہیں

مُغالطہ کا ازالہ

قارئین کا یہ مُغالطہ دور کرنا ضروری ہے، کہ چغلی، غیبت وہ کہلاتی ہے جو اصلاح سے خالی اور کسی مُسلمان بھائی کا نام لے کر ہجو مقصود ہو ــــ ورنہ چور کی چوری اور قاتل کے قتل کرنے پر گواہی، شہادت بھی چغلی شُمار ہوگی ــــ اور معاشرے پر اصلاح کی غرض سے تمام لاکھوں کتب بھی چغلی شمار کی جائیں گی۔

عیّار، مکّار گُستاخِ رسُول کے جب عقائدِ کفریہ اُن کی ہی کُتب

(حفظ الایمان ــــ تقویتُ الایمان ــــ صراط مستقیم ــــ بُراھین قاطعہ وغیرہ)
سے پڑھ کر سُنائے جاتے ہیں۔ تب وہ بھی عوام کو دھوکہ فریب دینے کی غرض
سے یہی کہتے ہیں کہ حضور علیہ السّلام نے کسی مُسلمان کی غیبت چغلی کرنے سے
منع فرمایا ہے ــــ سیدھے سادے سُنّی بھی ان کے فریب میں آکر کہتے ہیں
کہ ہمیں کسی کی چغلی نہیں کرنی چاہیئے۔

جب کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کسی **مُسلمان** کی چغلی غیبت سے منع فرمایا ہے۔ نہ کہ گستاخِ رسُول کافر مُرتد کے عقائد بیان کرنے سے۔

مسئلہ:۔ تمام مسُلمان، گمراہوں کی گمراہی سے بچے رہیں۔ اِس غرض سے، گمراہ، بدمذہب کے عقائدِ باطلہ بیان کرنے فرض ہیں۔ ورنہ روزِ قیامت ــــ مُسلمانوں کے گمراہ ہونے کی ذمّہ داری اہلِ علم حضرات پر ہوگی، کہ تم نے مُسلمانوں کو بدمذہبوں کے عقائد سے آگاہ کیوں نہیں کیا؟ آپکے انیس نے بھی اسی خوف سے اس کتاب میں بعض جگہ اپنے سُنّی بھائیوں کو گستاخِ رسُول فرقے کی مختلف ٹولیوں کے فریب سے آگاہ کیا ہے۔

مہمان کی احتیاطیں

میزبان کی دعوت پر مہمان! میزبان کے ہاں جانے میں جلدی کرلے[۱]۔ اور مہمان بسم اللہ پڑھ کر مہمان خانے میں پہلے دایاں پیر داخل کرے ــــ حاضرین کو سلام کرے ــــ جہاں جگہ پائے وہاں دایاں گھٹنا کھڑا اور بایاں گھٹنا بچھا کر بیٹھ جائے ــــ مخصُوص اعلیٰ جگہ کی کوشش نہ کرے ــــ اور نہ راستے میں بیٹھے۔ کہ منتظمین کو پریشانی پیدا ہو ــــ اور اسی طرح نہ برابر والوں کے لئے تنگی کا

۱:۔ مغرور، عزیز رشتہ دار، دعوت قبول کرکے اکثر وقت پر انتظار کراتا ہے۔ میزبان اور اسکے معاون حضرات کو اس کے آنے والی راہ دیکھنے کے لئے بار بار دور دور تک جانا پڑتا ہے ــــ

آہٹ پہ کان، در پہ نظر بار بار ہے ◆ کچھ خیر تو ہے، کس کا تمہیں انتظار ہے
عجب انقلابِ زمانہ ہے، کہ ہے اقربا میں بھی تفرقہ
نہ پدر ہے کوئی پسر سے خوش، نہ پسر ہے کوئی پدر سے خوش

سبب بنے ـــــ عورتوں کے حجرے کے برابر نہ بیٹھے ـــــ جب بیٹھے تو جو شخص قریب تر ہو اُسکی مزاج پُرسی کرے ـــــ اگر کوئی امر خلافِ شرع دیکھے تو انکار کردے ـــــ جہاں سے کھانا لایا جاتا ہو اُدھر بار بار نہ دیکھے۔ **حدیث:۔** اگر کسی مریض کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق واقع ہو تو کہے ـــــ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ ـــــ کھانا شروع کرنے میں بے صبری کا اظہار نہ کرے ـــــ کہ میزبان، مہمان کی بہ نسبت زیادہ جلدی چاہتا ہے ـــــ جب کھانا پیش کیا جائے تب محفل کے بزرگ سے کھانا شروع کرنے میں سبقت نہ کرے ـــــ اور یہ کہ جو شخص عمر، علم یا پرہیز گاری میں یا کسی اور وجہ سے بڑھ کر ہو جب تک وہ کھانے کو ہاتھ نہ بڑھائے اس وقت تک یہ بھی ہاتھ نہ لپکائے ـــــ اگر خود سب سے بڑھ کر ہو تو اوروں کو انتظار میں نہ رکھے ـــــ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ؕ بلند آواز سے پڑھ کر کھانا نمکین سے شروع کرے ـــــ اسی طرح دیگر سنتوں پر بھی عمل کرے ـــــ سالن اتنا لیا جائے کہ جتنا کھا سکے ـــــ بریانی یا پلاؤ، روٹی، قورمہ دسترخوان پر ہو تو پھر مہمان بریانی یا پلاؤ میں قورمہ ڈالکر نہ کھائے کہ قورمہ روٹی سے کھانے کو رکھا گیا ہے ـــــ البتہ اگر میزبان خود تاکید اً کہے کہ قورمہ ڈالکر کھائیں تب ایسا بھی کر سکتے ہیں ـــــ اسی طرح نہ صِرف گوشت سے ہی پیٹ بھرے کہ دعوت تو روٹی یا نی کی ہے اور سالن، روٹی سے لگا کر کھانا ہے ـــــ البتہ آخر میں شوربہ پلیٹ میں بچ جائے اور میزبان کے کھانے میں تنگی بھی نظر نہ آئے، تب میزبان کی اجازت سے شوربہ لے پی سکتے ہیں ـــــ کھانے کی جو چیز دسترخوان پر نہ ہو وہ طلب کرنا میزبان

اے؎:۔ بلکہ اپنے مکان پر انگلی سے پلیٹ چاٹنا سُنّت ہے ـــــ زُود ہضم اور شِفاء ہے۔ صحیح مسلم کی حدیثِ مُبارکہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی سُنّت نمبر ۱۹، سُنّت نمبر ۲۰ میں بیان کی گئی کہ شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے، اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو انگلیاں بھی چاٹ لے، کیوں کہ یہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصّہ میں برکت ہے ـــــ اور یہ کہ برتن جہنم سے آزادی کی دُعاء کرتا ہے کہ جس طرح اِس نے مجھے شیطان سے آزاد کیا۔ اے اللہ تو بھی اسے آزاد فرما۔

کو دیگر افراد کے سامنے شرمندہ کرنا ہے ـــــ مثلاً سلاد، فرنی، پھل فروٹ، میٹھا، چائے، پان، سگریٹ، بیڑی وغیرہ ـــــ البتّہ پانی، نمک یا کھانا ضرورتاً اپنے لئے طلب کر سکتے ہیں ـــــ ناپسند کھانا نہ کھائے یا جس قدر کھائے خوش دلی سے کھائے ـــــ کھانے کو عیب نہ لگائے ـــــ کھاتے ہوؤں کو نہ تکے ـــــ اگر مہمان کی خوراک قلیل ہے تب اُس رفتار سے کھائے کہ دوسروں کا آخر تک ساتھ دے سکے ـــــ کیوں کہ دوسرے مہمان دسترخوان سے بھوکے اُٹھیں گے ـــــ یا کھاتے ہوئے دل میں خفّت محسوس کریں گے۔ لہٰذا جب دیگر حضرات کھانے سے ہاتھ روک لیں تو خود بھی رُک جائے ـــــ کھانا کھانے کے بعد بغیر اجازت میزبان کے دسترخوان سے مہمان ہاتھ نہ پونچھے کہ مکروہ ہے ـــــ البتّہ تولیہ یا کپڑے سے ہاتھ پونچھنے کا انتظام ہو تب اس سے پونچھ سکتے ہیں ـــــ اپنے مکان پر اپنے دسترخوان سے ہاتھ پونچھنا جائز ہے۔ مگر تنگدستی کو دعوت دینا ہے۔

رخصت میزبان جب کھانے کے برتن سامنے سے ہٹالے تب مہمان! میزبان کے حق میں دُعائے خیر کے بعد رُخصت کی اجازت حاصل کرے ـــــ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ۔ **حدیث**:۔ ابنِ ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم "نے کھانے پر سے اُٹھنے کی مُمانعت کی ہے، جب تک کہ کھانا اُٹھا نہ لیا جائے"۔

شکریہ لہٰذا دُعا۔ کے بعد کھانے، اور کھلانے کے انتظام کی خصوصاً محبّت اور خلوص سے پیش آنے کی مہمان! میزبان سے تعریف کرے اور دعوت کرنے کا شکر ادا کرے۔ **حدیث**:۔ فَاِنَّ مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ **تو بیشک جس نے بندوں کا شکر ادا نہ کیا وہ خدا کا شکر بھی ادا**

نہیں کرتا۔

اس کے علاوہ مہمان! میزبان سے گفتگو میں مصروف نہ ہو ـــــ اور نہ میزبان کے معاون ومددگاروں سے گفتگو میں مصروف ہو ـــــ کہ ہوسکتا ہے کہ میزبان کو دوسری محفل کے لئے جگہ کی ضرورت ہو ـــــ یا خواتین کو اسی جگہ کھانا کھلانا ہو ـــــ یا یہ جگہ کسی اور کی استعمال کرنے کی غرض سے لی ہو، اور اب اُس کو واپس کرنی ہو ـــــ یا ممکن ہو کہ میزبان کو دعوت سے بعد فراغت پر اہم ذمہ داری ادا کرنی ہو ـــــ غرض یہ کہ مصروف یا غیر مصروف شخص کے وقت کی قدر ہر جگہ کرنی ہے ـــــ اس وجہ سے بھی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب نے دعوت کے بعد رُکنے سے منع فرمایا ہے ـــــ البتہ اگر میزبان کسی بات یا کام کی غرض سے روکے تو رک جائے ـــــ یعنی مہمان میزبان سے اجازت لیکر ہی رُخصت ہو ـــــ یہی حکم ہر میٹنگ، ہر مجلس، ہر محفل کا ہے ـــــ اور رُخصت کے وقت دعاء وسلام کرے۔

کھانے پینے سے قبل کی دُعاء

دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھانے پینے تو یہ کہہ لے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ط پھر اس سے کوئی بیماری نہ ہوگی اگرچہ اُس میں **زہر** ہو۔

حدیث رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "جب کوئی شخص کھانا کھائے تو یہ کہے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَ اَبْدِلْنَا خَیْرًا مِّنْہُ۔ اور جب دودھ پیئے تو یہ کہے۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ کیونکہ دودھ کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جو کھانے اور پانی دونوں کے قائم مقام ہو" ابوداؤد، وترمذی، ابن ماجہ

مریض کیساتھ کھانے کی دُعاء: ثِقَۃً بِاللّٰہِ وَتَوَکُّلًا عَلَیْہِ

پانی پینے کی دعاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَہٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا۔

ترجمہ:۔ تمام تعریفیں اللہ کیلئے جس نے اسے میٹھا خوشگوار بنایا اپنی رحمت سے اور ہمارے گناہوں کے باعث اُسے کڑوا، کھاری نہ بنایا

علاجِ گناہ میں نیکوں کو کھانا کھِلانا اور
عام مُسلمانوں کے ساتھ اچھّا سلوک کرنا چاہیے

اِس عنوان پر مضمون سُنّت ۲۸، سُنّت ۲۹، سُنّت ۳۰، اور سُنّت نمبر ۳۱ میں گزرا اور اُس میں احادیثِ مُبارک بھی پیش کیں گئیں ــــ یہاں چند احادیث مزید پیش کی جاتی ہیں ــــ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے ــــ آمین

حدیث:- رواہ البیہقی فی شعب الایمان وابو نعیم فی الحلیہ ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا "مسلمان اور ایمان کی کہاوت ایسی ہے جیسے چراگاہ میں گھوڑا اپنی رسّی سے بندھا ہوا کہ چاروں طرف چرکر پھر اپنی بندش کی طرف پلٹ آتا ہے ــــ یونہی مُسلمان سے بھُول ہو جاتی ہے ــــ پھر ایمان کی طرف رجوع لاتا ہے ــــ تو اپنا کھانا پرہیزگاروں کو کھلاؤ اور اپنا نیک سلوک سب مُسلمانوں کو دو۔"

حدیث:- ابی الدردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسُلّم نے فرمایا مہمان اپنا رِزق لے کر آتا ہے اور کھِلانے والوں کے گناہ لے کر جاتا ہے ــــ اُن کے گناہ مٹاتا ہے ــــ **حدیث**:- رواہ الطبرانی بسندِ صحیح عن عمرو بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرمایا رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلّم نے قریبی رشتہ داروں سے اچھّا سلوک مال کا بہت بڑھانے والا ــــ آپس میں بہت محبّت دلانے والا، عمر کا زیادہ کرنیوالا ہے ــــ **حدیث**:- امام احمد و بیہقی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسُلّم صلہ رحم اور نیک خوئی اور ہمسایہ سے نیک سلوک شہروں کو آباد کرتا ہے، اور عمروں کو زیادہ کرتے ہیں ــــ

حدیث:- حاکم فی المستدرک حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا نیک سلوک کے کام بُری موتوں، آفتوں، ہلاکتوں سے

بچاتے ہیں ــــ اور دنیا میں احسان والے ہی آخرت میں احسان والے ہوں گے ــــ

حدیث:۔ مسلم شریف جلد اوّل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ روزِ قیامت پر ایمان رکھے اُس کو چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھے وہ اپنے پڑوس کا احترام کرے ــــ اور جو شخص روزِ قیامت پر ایمان رکھے وہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے۔

اِس حدیث شریف میں مہمان کی تعظیم کی ترغیب ہے ــــ مثلاً اُن کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنا تاکہ اُسے گھٹن نہ محسوس ہو ــــ حتی الوسع خاطر و مدارات کرے، اُس کو کوئی کام سُپرد نہ کرے ــــ مگر بجز اس کے جس سے اطمینان ہو کہ یہ بخوشی کارانجام دے ــــ

= ماہنامہ فیض الرسول جنوری ۱۹۸۸ء =

حدیث:۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے بیشک میرا اپنے کسی دینی بھائی کو ایک نوالہ کھلانا مجھے اُس سے زیادہ پسند ہے کہ مسکین کو ایک روپیہ یا درہم دوں اور اپنے دینی بھائی کو ایک درہم (ایک روپیہ) دینا مجھے اُس سے زیادہ پیارا ہے کہ مسکین پر سَو روپیہ خیرات کروں۔

نیک، غربا، مسَاکین مُسلمان کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے ہوئے کن کن باتوں کا خاص خیال رکھا جائے ــــ وہ قرآنی اصول مجددِ وقت امام اہلسنت مولینا الشاہ **احمد رضا خان** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۳۴۰ھ کی قدرِ وضاحت توسین کی روشنی میں مُلاحظہ کریں۔

"جو لوگ خرچ کرتے ہیں مال خدا کی راہ میں پھر اپنے دیئے کے پیچھے نہ احسان رکھیں، نہ دل دکھانا اُن کے لئے اُن کا ثواب ہے اپنے رب کے پاس، نہ اُن پر خوف اور نہ وہ غم کھائیں اچھی بات (کہ ہاتھ نہ پہنچا تو میٹھی زبان سے سائل کو پھیر دیا) اور درگزرے حلم والا ہے۔ (کہ بیشمار نعمتیں دیکر تمھاری سخت سخت نافرمانیوں سے درگزر فرماتا ہے تم ایک نوالہ محتاج کو دیکر وجہ بے وجہ اُسے ایذا دیتے ہو) اے ایمان والو اپنی خیرات اکارت نہ کرو، احسان رکھنے اور دل ستانے سے اُس کی طرح جو مال خرچ کرتا ہے لوگوں کے دکھاوے کو۔"
(کہ اُس کا صدقہ سِرے سے اکارت ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔)

امام اہلسنّت مولینا الشاہ عبدُ المُصطفےٰ احمد رضا خاں نے علماء، صُلحاء، وفقراء کو اعزاز سے کھلانے پلانے اور اُن کے ساتھ صلۂ رحمی سے پیش آنے پر عربی اردو ترجمہ کے ساتھ ساٹھ ۶۰ احادیث اور پچیس ۲۵ فوائد پر مشتمل "راد القحط والوباء" کتاب تحریر فرمائی۔

اکثر احادیث میں چار چار پانچ پانچ بشارتیں

گیارہ احادیث :۔ باذنہٖ تعالیٰ بُری موت سے بچیں گے ___ چھ احادیث: ستّر دروازے بُری موت کے بند ہوں گے ___ نو احادیث: عمریں زیادہ ہوں گی ___ چھ احادیث رزق کی وُسعتِ مال کی کثرت ہوگی ___ ایک حدیث: اِس کی عادت سے کبھی محتاج نہ ہوں گے ___ پانچ احادیث: خیر و برکت پائیں گے ___ سات احادیث: آفتیں بلائیں دُور ہوں گی، بُری قضائیں ٹلے گی ___ ایک حدیث، ستّر دروازے بُرائی کے بند ہوں گے ___ ایک حدیث: ستّر قسم کی بَلا دور ہوں گی ___ ایک حدیث: ان کے شہر آباد ہوں گے ___ ایک حدیث: شکستہ حالی دُور ہوگی ___ ایک حدیث :۔ خوفِ اندیشہ زائل اور اطمینان خاطر حاصل ہوگا ___ دو حدیثیں: مددالٰہی شاملِ حال ہوگی ___ ایک حدیث: رحمتِ الٰہی اُن کے لئے واجب ہوگی ___ چار احادیث: رضائے الٰہی کے کام کریں گے ___ ایک حدیث: ملائکہ ان پر درود بھیجیں گے ___ ایک حدیث: غضبِ الٰہی اُن پر سے زائل ہوگا ___ گیارہ احادیث: اُنکے گناہ بخشے جائیں گے، مغفرتُ اُن کے لئے واجب ہوگی، اُن کے گناہوں کی آگ بجھ جائے گی، یہ دس ۱۰ فوائد دفع قحط و وباء ہرگونہ امراض و بلاد قضائے حاجات و برکات و سعادت کو مفید ہیں ___ ایک حدیث: خدمت اہل دین میں صدقہ سے بڑھ کر ثواب پائیں گے ___ ایک حدیث: غلام آزاد کرنے سے زیادہ اجر لیں گے ___ ایک حدیث: اُن کے ٹیڑھے کام دُرست ہوں گے ___ ایک حدیث: آپس میں محبتیں بڑھیں گی جو ہر خیر خوبی کی متبع ہیں ___ ایک حدیث: تھوڑے صرف میں بہت کا پیٹ بھرے گا کہ تنہا کھاتے تو دونا خرچ ہوتا ___ وفیہ لحادیث لمرزن کرلھا

دس احادیث :۔ اللہ عزوجل کے حضور درجے بُلند ہوں گے ___ ایک حدیث :۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ ملائکہ سے اُن کے ساتھ مُباہات فرمائے گا ___ تین احادیث :۔ روزِ قیامت دوزخ سے اماں میں رہیں گے ___ دو حدیثیں :۔ آتش دوزخ اُن پر حرام ہو گی ___ دو حدیثیں :۔ آخرت میں احسانِ الٰہی سے بہرہ مند ہوں گے کہ نہایت مقاصد و غایت مرادات ہے ___ ایک حدیث :۔ خدا نے چاہا تو اس کے مُبارک گروہ میں ہوں گے جو حضور پُرنور سیّد عالم سرورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی نعل اقدس کے تصدق میں سب سے پہلے داخل جنّت ہو گا۔

اللہ اکبر غور کیجئے بحمد اللہ کیسا نسخہ جلیلہ، جمیلہ، جامعہ کافیہ، شافیہ، وافیہ ہے، کہ ایک مُفرد دوا اور اس قدر منافع جانفزا و فضل اللہ اوسع واکبر واطیب واکثر ___ کسی مُسلمان، تنگدست، مسکین، خصوصاً عالم صالح کی دعوت کرتے اُس کے ساتھ صلۂ رحمی حسنِ سلوک سے پیش آنے پر کثیر احادیثِ مُبارکہ میں بشارات آپ نے مطالعہ فرمائیں۔ اگر مندرجہ بالا بشارات کے حصُول کی نیّت کر کے کسی مُسلمان دیندار کی دعوت کی جائے تو ایک عمل سے اسقدر بیش بہا انعام واکرام وفضلِ الٰہی کا مستحق ہو

ارشاد مولینا احمد رضا خاں

اعلیٰحضرت امامِ اہلسُنّت مولینا الشاہ عبدُ المصطفےٰ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۳۴۰ھ

ارشاد فرماتے ہیں: **تصحیح نیّت** کہ آدمی کی جیسی نیّت ہوتی ہے ویسا ہی پھل پاتا ہے ___ نیک کام کیا اور نیّت بُری تو وہ کچھ کام کا نہیں انما الاعمال بالنیات تو لازم کہ ریا ___ دکھاوا ___ ناموری وغیرہ اغراض فاسدہ کو اصلاً دخل نہ دیں ورنہ نفع درکنار ___ نقصان کے سزاوار ہوں گے ___ والعیاذ باللہ تعالیٰ ___ صرف اپنے سر بلا ٹلنے کی نیّت نہ کریں کہ جس نیک کام میں چند طرح کے اچھے مقاصد ہوں اور آدمی ایک ہی نیّت کرے تو اُسی لائق ثمرہ کا مستحق ہو گا۔ انما لکل امرئٍ مانوی جب کام کچھ بڑھتا نہیں صرف نیّت کر لینے میں ایک نیک کام کے دس ہو جاتے ہیں تو ایک ہی نیّت کرنا کیسی حماقت ___ اور بِلا وجہ اپنا نقصان ہے ___ ہم اُوپر اشارہ کر چکے

ہیں کہ اس عمل میں کتنی نیکیوں کی نیّت ہو سکتی ہے۔ اُن سب کا قصد کریں کہ سب کے منافع پائیں ــــ بلکہ حقیقتاً اس عمل سے بلا ٹلنا بھی انہی نیتوں کا پھل ہے جیسا کہ ہم نے احادیث سے روشن کر دیا تو بغیر ان نیتوں اعنی صدقہ فقراء و خدمت صلحاء و صلۂ رحم و احسان جا وغیرہ مذکورات کے بلا ٹلنے کی خالی نیّت پوست بے مغز ہے ـــــــــــ

اپنے مالوں کی پاکی میں حد درجہ کی کوشش بجالائیں کہ اس کام میں پاک ہی مال لگایا جائے ــــ اللہ عزوجل پاک ہے ــــ پاک ہی کو قبول فرماتا ہے ــــ

بزرگ فرماتے ہیں :- حرام کمائی سے صدقہ، خیر، خیرات کرنا ایسا ہی ہے کہ جیسے پیشاب سے کپڑا دھونا۔

اس دور میں اپنے بزرگوں کو ثوابِ عظیم، اہلِ سُنّت کی کُتب عوام کو پڑھوا کر پہنچائیں تاکہ فوت شُدہ پر احسانِ عظیم کے صلہ میں اللہ تعالیٰ آپ کے گناہ بھی ہلکے فرمائے۔

گھروں میں بولے جانے والے کُفریہ کلمات

روزمرہ کی زندگی میں بعض مرد و خواتین ناشکری یا دِلی صدمہ یا مذاق میں ایسے کلمات مُنہ سے نکال دیتے ہیں جس سے بسبب کُفر کے میاں بیوی ایک دُوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں۔ اس کتاب میں اس کا حل پڑھنا اُن مسائل سے واقف ہونا بہت ضروری ہے۔

فی کتاب -/۵ فی سیکڑا -/۳۰۰

کیا کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیئے؟

اس کتاب کے شروع میں قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی کا مضمون ہے۔ پھر گستاخِ رسول کے سات مکر اور اُن کے جوابات تحریر ہیں۔ یہ کُفر سوز ایمان افروز کتاب خود پڑھیں اور دُوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی پڑھائیں۔

فی کتاب -/۶ فی سیکڑہ -/۳۶۰

قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی

قرآن شریف کے غلط ترجموں سے واقف ہونا ہر مسلمان پر ضروری ہے تاکہ ناواقفی میں کوئی غلط ترجموں کو اللہ رب العزت کا فرمان نہ سمجھ لے۔ ناواقف لوگوں میں یہ کتابچہ تقسیم کرنا بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ فی کتابچہ -/۳۔ سو سے زائد لینے والوں کو ۴۰ فیصد کمیشن پیش کیا جائے گا۔ ڈھائی سو لینے والوں کو ۵۰ فیصد کمیشن کی رعایت دی جائے گی۔

فاتحہ کا طریقہ

اس کتاب میں ثبوتِ فاتحہ۔ آدابِ فاتحہ۔ فاتحہ کا طریقہ اور دُعاءِ فاتحہ آسان زبان میں تحریر ہے۔ جس کے سبب گھر کی خواتین اور بچے تک فاتحہ پڑھ سکتے ہیں۔

فی کتابچہ -/۳ تقسیم کرنے والوں کو فی سیکڑہ -/۱۵۰

مُسلمان خواتین اور دعوت

گھر کے سربراہ پر خرچ کی بجلی

یہ حقیقت ہے کہ جب کہیں سے کسی تقریب میں شامل ہونیکا کارڈ آتا ہے تو گھر کے تمام افراد خوش۔ مگر شوہر یا گھر کے سربراہ کے دِل پر بجلی گرتی ہے۔ اگر بجلی نہ بھی گرے مگر دل پر کرنٹ کا شارٹ ضرور لگتا ہے۔

ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ـــــ یہ وہی صحیح بتا سکتا ہے۔ جس کا چہرہ کارڈ دیکھ کر زرد پڑتا ہو یا کچھ دیر کے لئے سوچ کی دُنیا میں گم ہو جاتا ہو۔ البتہ غالب گمان یہ ہے کہ نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاکِ کاشغر تک لمبی اخراجات کی فہرست سے خوف کھاتا ہو۔ **مثلاً** زیور، سُوٹ، ساڑھی، جوتے، چوڑیاں، اور سنگھار کے لوازمات وغیرہ۔ اسی طرح بچّوں کے کپڑوں سے لیکر جوتوں تک کی تیاری، تحفہ میں دینے کے لئے اہم انتخاب، اور اگر تقریب کسی دوسرے شہر ہے تب ریل کے کرایہ کے علاوہ میزبان کے بچّے بچّے کے سُوٹ، مع سوئٹر، موزے، وغیرہ پیش کرنے کے اخراجات کا نقشہ نظر میں گھومتا ہو۔

جہاں دعوت کرنا کئی وجہ سے مہنگی ہو گئی ہے۔ اُسی طرح دعوت کھانا بھی کئی وجہ سے خواتین نے مہنگی کر دی ہے۔ کھانا کھانے جانے سے قبل تحفے یا لفافہ میں بڑے نوٹ ضرور ہوں اور نوٹوں کے ہار ـــــ اور یہ کہ مذہبی کتاب تحفہ میں دینا اکثر خواتین چونکہ بہت ہی بُرا سمجھتی ہیں بلکہ چڑ کھاتی ہیں۔ البتہ فوٹو البم کا تحفہ دینا بہت پسند کرتی ہیں۔

ایسی خواتین بہت کم ہوتی ہیں جو شوہر سے تحفہ دینے میں انصاف سے کام لیتی ہوں، ورنہ وہ شوہر کو یہی باور کراتی ہیں کہ فلاں فلاں موقعوں پر اُس کے ہاں سے سُوٹ اور نقد رقم (دوگنی رقم بتا کر کہتی ہیں) آئی تھی ـــــ اس کی یہ رقم چار مرتبہ بھی اگر کسی نہ

کسی طرح اُس کو پہنچائی گئی ہو پھر بھی کہتی ہیں کہ ہمارے ہاں تقریب ختنہ، ابٹن، مہندی، یا شادی، ولیمہ، سالگرہ، رُوزہ کشائی، نشرح میں اُس کے ہی ہاں سے تحفے اور لفافوں میں روپے آئے ہیں۔ ابھی تک اس نے کوئی ایسی تقریب ہی نہیں کی جو ہم اس کو دیتے۔ آج اُس کے ہاں پہلی تقریب ہے۔ ایسا تحفہ دیا جائے جو آج تک آئے ہوئے تحفوں کا بہترین بدل ہو۔ وغیرہ وغیرہ ——

نمائش میں برتری حاصل کرنا

خدا کے فضل سے بیوی، میاں، دونوں مہذّب ہیں
حجاب انکو نہیں آتا، انہیں غصّہ نہیں آتا

مُذکورہ تقریبات صرف اور صرف خواتین کی نمائش تک کامیاب رہتی ہیں۔ خواتین کی فطرت میں سنگھار اور کپڑوں کی نمائش تو ہوتی ہی ہے —— مگر تحفہ دینے میں بھی اب بڑھ چڑھ کر حصّہ لینا شروع ہی نہیں کیا بلکہ دوسروں پر سبقت و برتری کا رجحان بھی پیدا ہو گیا ہے —— چونکہ ایسی نمائشی تقریبات میں شامل ہونے کیلئے خواتین ہر وقت تیار اور بے چین رہتی ہیں خواہ شوہر کی جیب اجازت دے یا نہ دے، خواہ شوہر جبریہ راضی ہو —— یا ناراض مگر جانا ضرور ہے۔ اگرچہ بچوّں کے کپڑوں، اور جوتوں، یا خود کے کپڑوں، جوتے، یا سنگھار وغیرہ اور خاص کر تحفہ کے طور پر دینے کی تیاری کے اخراجات سے شوہر کی راتوں کی نیند ہی اُڑ جائے —— قابلِ افسوس وہ خواتین ہیں جو شوہر کی محبّت کو بھی داؤ پر لگا دیتی ہیں۔ مگر بناؤ، سنگھار اور دوسری خواتین پر برتری دلانے والی نمائش کی غیر حاضری کسی قیمت پر قبول نہیں کرتیں۔

اُس وقت خواتین کی ذہانت کو داد دینے کو جی چاہتا ہے کہ جب اُس تقریب سے واپس آکر شوہر کے خون، پسینے کے ہزاروں روپیہ پانی کی طرح بہانے پر احساس کئے بغیر شوہر کو اُس نمائش میں اپنی شرمندگی، تحفہ کو سب سے ہلکا تحفہ بتا کر، گویا کہ کپڑوں وغیرہ اور تحفہ دینے کے خرچ کو فائدے کے انداز میں بیان کرتی ہیں،

کہ تمھاری اس معمولی خرچ میں جان چھوٹ گئی جب کہ دوسری عورتیں ایسے ایسے لباس میں آئی تھیں ـــــ اور فلاں فلاں تحفے تحائف بھی لائی تھیں ـــــ سب سے کم قیمت تحفہ میرا تھا ـــــ لباس اور تحفہ کی وجہ سے میں کسی کو منہ دکھانے تک کی نہیں رہی تھی۔

ایسی مُسلمان مائیں بہنیں ذرا غور و فکر کریں کہ اتنا معقول خرچ کرانے کے بعد بھی اس طرح کی گفتگو کہاں تک درست ہے؟

کسی مُسلمان کی دعوت قبول کرنا جہاں سُنّت ہے وہاں آپ نے مُطالعہ فرمایا کہ نام و نمود کی دعوت میں نہ جانا بھی سُنّت ہے۔ حضور علیہ السلام نے ایسی دعوت میں جانے سے مُسلمانوں کو رُوکا ہے۔ ایسی دعوتوں میں تحفے دینے کا رواج بھی ماضی قریب کے چند سالوں کو چھوڑ کر پوری چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں نہیں مِلتا ـــــ تحفوں کے نام پر شوہر یا اپنے آپ کو زیرِ بار کرنا ـــــ اپنے گھر کی ضرورتوں کا گلا گھوٹنا کسی طرح بھی درُست نہیں، اور نہ ہی ضرورت کا سامان موجود ہونے پر اور نہ ہی طرح طرح کی زیب و زینت کی خاطر رقم خرچ کر کے گھر کے سربراہ کو زیرِ بار کرنا درُست ہے۔

کاروباری دعوت

جیسا کہ سُنّت ۲۹ سُنّت ۳۰ سُنّت ۳۱ میں آپ نے مُلاحظہ فرمایا کہ جو مُسلمانوں سے حسنِ سُلوک کی نیّت سے دعوت کرتا ہے اُس کے گناہ مٹنے، دوزخ سے نجات کی خوشخبریاں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائیں ـــــ لہٰذا ہماری تمام بہنوں کو چاہئیے کہ دعوت نام و نمود یا کسی کو نیچا دکھانے کی نیّت سے نہ کی جائے کہ دعوتِ خلوص کو ہی اللہ تعالیٰ قبولیت بخشتا ہے۔ اور اسی پر اجر و ثواب عنایت کرتا ہے۔

رسمِ بسم اللہ، نشرح کی دعوت کریں یا روزہ کشائی، سالگرہ، اُبٹن مہندی، یا نکاح، ولیمہ کی دعوت، میزبان کی نیّت و مقصد اگر یہ ہو کہ صرف اُس کو ہی بلایا جائے جو لفافے میں باندھ یا تحفہ میں کم از کم نوٹوں کے ہار ہی لائے۔

ایسی تقریبات کاروباری نیّت سے ہوں — یا محلّے والے، عزیز و اقارب، دوست احباب کو سال میں دو چار مرتبہ بے وقوف بنانے کی نیّت سے — جیسا کہ ظاہری فائدہ وہ بہنیں ہی حاصل کرتی ہیں جو سالگرہ کے بہانے ایک کیک اور کچھ کاغذ کی ٹوپیاں منگا کر ہزاروں روپے کے تحائف حاصل کرتی ہیں — یاد رکھیں! اس طرح کے اعمال دعوت کے تقدّس کو پائمال کرنے کے مترادف ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوبِ اعظم کے نزدیک ایسی تقریبات ناپسندیدہ و مکروہ ہیں — اور معاشرے میں بھی اس قسم کی تقریبات کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا — اور نہ ہی اس طرح کے مفاد پرستوں کی عزّت و احترام کسی کے دل میں رہتا ہے۔

ختنوں کی دعوت

ہمارے معاشرے میں ایک ایسی دعوت کا بھی رواج ہے جس کے نام کے معنیٰ اور ہیں — اور اس دعوت کا مقصد اور — اور یہ کہ ہندوستان میں اِس دعوت کا مقصد اور تھا — اور پاکستان میں اس کا مقصد اور ہی ہے۔ اس دعوت کا نام "ختنوں کی دعوت" ہے۔

ہندوستان میں کفّار و مشرکین کا مُقابلہ ہر تقریب میں پیشِ نظر رہتا تھا اور اب بھی رہتا ہے۔ مگر پاکستان میں صِرف مقصد اپنی ناک کو اونچی کرنا — اور دوست احباب، عزیز رشتہ داروں، محلّہ والوں کی جیب خالی کرانا، اور وہ رقم اپنے پاس بھی نہیں رکھنا، بلکہ پیشہ ور نائی یعنی قصائی کو اپنے پاس سے بھی دو چار سو روپیہ ان میں شامل کر کے نذر کرنا ہوتا ہے۔ اس تقریب میں بھی خواتین کا دخل ہے — ورنہ تقریبِ ختنہ بھی سادہ انداز میں ممکن ہے — اور جس خاندان میں خواتین کا دخل نہیں وہاں یہ تقریب صِرف ختنہ تک ہی محدود ہے۔

باوجود آپس میں رنجش کے ڈھول اور گانے پر خواتین کا جمع ہونا

اس میں شک نہیں جن خواتین کی بیاہ شادی کی تقریب یا میلادِ پاک کی محفل میں شرکت کی دعوت پر یہ شرط ہوتی ہے کہ اگر محفل میں فلاں عورت آئے گی تو پھر ہم نہیں آئیں گے۔ مگر وہی جب ڈھول پر بیٹھی جو بول گاتی ہوگی ــــ باوجود رنجش اور مختلف زبان کے، وہ بول اور گانے سب کی زباں پر ایسے رواں ہوتے ہیں جیسے سب ایک وقت میں، ایک اُستانی کی شاگرد رہی ہوں ــــ اس ڈھول کی تھاپ پر ساری شب کیا کیا فحش گانے گائے جاتے ہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ــــ اور نہ فحش انداز میں ناچنے کے متعلق کہنا ہے ــــ ترقی یافتہ نوعمر کنواری لڑکیاں تلوار سے تیز دھار حملہ آور گانوں سے لڑکے اور لڑکی والوں کی طرف سے جب ایک دوسرے پر وار کئے جاتے ہیں۔ اُس وقت بجائے شرم وغیرت سے پانی پانی ہونے کے ان حرکات پر نانیاں، دادیاں خوش ہوتی ہیں ــــ اگر کچھ کسر رہ جاتی ہے تب کیسٹوں کے فحش اور ــــ موٹی پتلی ــــ لمبی پتہ ــــ کالی گوری کے مقابلے بھرے گانوں سے کسر پوری کی جاتی ہے ــــ عُریانیوں پر کچھ کہنا یوں مناسب نہیں کہ جوان لڑکیاں اگر عُریاں لباس زیبِ تن نہ کریں تو وڈیو مووی بننا بیکار اور بے مقصد ہوجائیگی کہ وہ مووی جب بھی وی، سی، آر پر دکھائی جائے گی تو لوگ اور شیطان مسرور نہ ہونگے،

ایسی تقریبات میں جہاں بیشمار نقصانات ہیں۔ دہاں ۲ دو فائدے بھی ہیں ــــ اول یہ کہ جس تقریب میں جتنی بیہودگیاں ہوں گی۔ اسی قدر ایک دوسرے کی شکل سے بیزار خواتین آپس میں مل بیٹھی نظر آئیں گی۔ دوسرا فائدہ یہ کہ بوڑھی خواتین جتنی دیر بھی ایسی تقریبات میں رہتی ہیں اتنی دیر کے لئے اُن پر جوانی آجاتی ہے۔

مگر ان فائدوں کے سامنے اس عظیم نقصان کو نہیں بھولنا چاہیئے جو کہ علاوہ اور

دیگر نقصانات کے، کم سن بچیوں کے لئے ایسی تقریبات، فحاشی اور بیہودگیوں کی تربیت گاہیں ثابت ہوتی ہیں۔

میزبان کو تکلیف دینا جیسا کہ سُنّت ۱۳۱ میں آپ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی پڑھا۔ اور احکام مطالعہ فرمائے کہ میزبان جہاں بٹھائے بیٹھ جائے، جو کچھ مہمان کے سامنے پیش کیا جائے اُس پر خوش ہو، اور مہمان کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے میزبان کو تکلیف ہو، اور جب مہمان رخصت ہو تو مہمان تعریفی اور دُعائیہ کلمات ادا کرے۔

لہٰذا ہماری ماں، بہنیں میزبان سے پان، چھالیہ، چائے وغیرہ کی فرمائش نہ اعلانیہ کریں، اور نہ کانوں میں کانفرنسوں کے ذریعہ، اسی طرح دیگر مہمانوں کے پرس جھپٹ کران کی سُرخی وغیرہ استعمال نہ کریں۔ اور نہ کھانے کی جلدی کریں، کہ جب سب ہی جلدی کریں گی تو یقین کریں کہ سب کی آوازیں شور وہنگامہ کی شکل اختیار کر جائیں گی۔ یاد رہے! کہ دیر ہونی ممکن ہے۔ کہ کبھی جگہ کی تنگی کے سبب مَردوں کے کھا چکنے کا انتظار، اور خواتین میں کھانا کھلانے والا عملہ نایاب، اور کبھی دُھلے ہوئے برتنوں کی کمی مجبوری بنتی ہے، کہ اِن برتنوں کو دُھوئے کون؟ تو بھی رانی میں بھی رانی. کون بھرے گا پانی؟! اور یہ کہ جس طرح پیشاب زور کا محسوس ہوتا ہے تو جلدی میں کمر بند کو ڈبل گرہ لگ جاتی ہے بالکل اسی طرح کی جلدی کبھی مزید تاخیر کا سبب بھی بن جاتی ہے۔ کسی کے ہاں تقریب میں ہماری ماں، بہنیں، بچوں کو کھیل کُود، شُور وغل اور اہلِ خانہ کے سامان کے نقصان سے نہیں روکتیں، اور خاص کر بچوں کو جُوتے پہنے صاف چاندنیوں پر دوڑنے سے تو بالکل ہی منع نہیں کرتی ہیں۔ اسی طرح بعض ماؤں کا بچوں کو اپنے ہی مکان سے پیشاب پاخانہ سے فارغ کرا کے نہ لانے کے سبب خواتین کے بیٹھنے کی جگہ کو بیتُ الخلاء میں تبدیل کرنا اُن کی عادت میں داخل ہوتا ہے۔ غرضکہ یہ سب وجوہات میزبان کو تکلیف دینے میں شمار ہوتے ہیں۔ کھانے کے دوران خود کم کھانا اور بچوں پر زیادہ زور دینا تو ماں کا فطری عمل ہے۔ مگر یہ کہ ہر بچے کے لئے علیحدہ پلیٹ میں کھانا طلب کرنا۔

اور بچّوں کا بالکل سیر ہو چکنے کے باوجود بچّوں کو اور زیادہ کھانے پر مجبور کرنا۔ اور پھر سے پلیٹ بھر کر اُن کے سامنے رکھنا، کئی کئی بوٹیاں کھانے کے باوجود بھی سبق یاد کرنے کی طرح بار بار دوہراتے رہنا کہ حرام ہو جو ناخن برابر بھی بوٹی میں نے یا بچّوں نے کھائی ہو۔ اسی طرح چاولوں کے بارے میں کہنا کہ مجھ سے چاہے جیسی قسم لے لو جو ایک چاول بھی مُنہ میں اُڑ کر گیا ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ (بات تقریباً ان کی بھی درست ہی ہوتی ہے کہ نہ ناخن برابر بوٹی کھاتی ہیں، اور نہ چاول مُنہ میں اڑ کر جاتا ہے۔) کچھ اسی طرح کی وہ مرد جو دعوت میں کلو سے کم یا زیادہ بوٹیاں کھانے پر ہر چھوٹے بڑے کو بلکہ حکیم ڈاکٹر سے دستُ، پیچش یا بدہضمی کے علاج کے دوران اداکاری کرتے ہیں کہ میں نے ایک چھوٹی سی بوٹی کھائی تھی۔ وغیرہ [1]

ابھی کھانے کے عیبوں پر کوئی بات نہیں کی ہے، اور نہ کرنے کا خیال ہے۔ اور نہ ہی اُن تفصیلی کہانیوں، آپ بیتیوں کا ذکر کرنا ہے۔ جو ہر ہر ہماری ماں، بہن ایسے موقعوں پر کبھی آبدیدہ، کبھی ہنسی کے لہجے میں، اور کبھی ایک کہانی سُنانے والی سُننے والیوں کے مونڈھے پر ہاتھ مار مار کر یا کلائیوں کو بھنجوڑ کر سُناتی ہے۔ اور نہ وہ رازدارانہ گفتگو بیان کرنے کا خیال ہے جو یہ کہہ کر کی جاتی ہے کہ کسی سے کہنا نہیں، مجھ کو اُس کے ذریعہ معلوم ہوا ہے۔ یا یہ کہ یہ بات چغلی کے طور نہیں کہہ رہی ہوں، تمھیں سے کہہ رہی ہوں، وغیرہ وغیرہ

نصیحت

دوستوں سے راز کی باتیں جو سُن پاؤ کہیں ◆ جا بجا ان کو بیاں کرنا تمھیں زیبا نہیں
جو کریں غیبت کسی کی سخت دل آزار ہیں ◆ یہ سمجھ لو ان کی ساری نیکیاں بیکار ہیں

چونکہ یہاں صرف دعوت کے ہی سلسلہ میں کچھ کہنا ضروری سمجھتا ہوں البتّہ ایک شبہ کا ازالہ کرنا ضروری ہے کہ بعض بہنیں کہیں گی کہ دوسروں کو چغلی سے روکتے ہیں اور خود جو عیب و نقص بیان کریں تو کیا مردوں کو عیب بیان کرنے یا چغلی کرنے کی اجازت ہے؟

اپنے عیوب پر تو ذرا بھی نظر نہیں
اوروں پہ اعتراض میں ہر وقت مست ہیں

[1] :- یہ ہے ہماری ماں، بہنوں کا حدیث پر عمل کرنا، اور کھانے کے بعد میزبان کے حق میں دعائیہ کلمات ادا کرنے

تو ان بہنوں کی خدمت میں دست بستہ عرض ہے کہ خادم انیس احمد نے کسی عورت کا نام نہیں لیا، اور نہ کسی ایک کی طرف اشارہ کیا، بعض ماں، بہنوں کی بات کی ہے، خدا کرے آپ بعض میں شامل نہ ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ اس ناچیز سراپا تقصیر میں بیشمار عیوب ہیں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقہ اپنے اس بندے کو صحیح اعمال کی توفیق عنایت کرے۔ آمین۔

ایک خاص بات یہ عرض کرنی ہے کہ دعوت میں بچّوں کی آڑ میں کھانا بہت برباد کیا جاتا ہے۔ اور بچّوں سے زیادہ مچھلی بازار کی آواز کو دبا دینے والا خواتین کا شور خصوصاً شور نہ مچاؤ، خاموش رہو کی آوازوں کا شور کہ اکثر میلادِ پاک تک کی محفل نہ خود سنتی ہیں، اور نہ سننے دیتی ہیں۔

خواتین کا بیٹھنا

بیٹھنے کے سلسلہ میں بھی ہماری بہنیں افراط و تفریط کی شکار ہیں۔ کہ ضرورت سے زیادہ جلدی کرنیوالی ہماری ماں، بہنیں جب وہ محفل میں بیٹھتی ہیں تو پھر اُس جگہ سے ان کو اسقدر محبّت ہو جاتی ہے۔ کہ اسی جگہ دوسری، تیسری محفل کی باری ہی نہیں آنے دیتیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جگہ ان کے نام الاٹ ہو گئی ہے۔

خواتین کی یادداشت

ہماری ماں، بہنیں جب کسی دعوت یا تقریب میں جاتی ہیں۔ تب ایک ایک عورت کو ایسی نظر میں لیتی ہیں کہ پچیس سال بعد بھی یاد رکھتی ہیں کہ اس کو پہلی بار فلاں محفل میں ملکے گلابی رنگ یا باریک موتیا کے پھول کے سُوٹ میں اونچی ہیل کے سینڈل اور اونچی ہی قمیض دوپٹہ پر آری کا کام تھا۔ فلاں عورت سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ غرض کہ لباس میں ہی کیا کھانے میں کیا کیا تھا کس کس چیز میں کیا کیا نقص تھا پچیس سال بعد بھی ازبر یاد ہوتا ہے۔ اسی طرح بچّوں کی پیدائش کا دن اور اس دن کیا پکایا، کیا کھایا تھا یاد ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی ذہانت پر مردوں کو بھی رشک آتا ہے۔ مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ یادداشت زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق ہوتی

ہے یا صرف ایسی ہی تقریبات کے متعلق خاص ہے۔ کیونکہ جس طرح مردوں کی یادداشت سے خواتین کو ہر وقت شکایت رہتی ہے کہ جس چیز کو لانے یا کام کو کہا جائے تو مرد بھول جاتے ہیں اور واپسی میں دروازے کے قریب پہنچ کر یاد آتا ہے۔ اسی طرح مرد جب کسی بھی معمولی کام کو کہے یا کئی بار تاکید اُجھہ کر کام پر جائے کہ یہ کام کر کے رکھنا۔ مگر جب شام کو آکر دریافت کرے تو بیوی قسم کھا کر کہتی ہے کہ مجھ سے نہیں کہا۔ یا میں نے نہیں سُنا، وغیرہ وغیرہ

بے حِسی

نہ کیوں حیرت ہو یارب وہ زمانہ آگیا ناقص
حیا ڈھونڈے نہیں ملتی برائے نام تُو تُو کوسُ حیا خاتون

خوشی یا غمی کی محفل میں ہماری وہ بہنیں جو کسی کی ہمدردی میں جاتی ہیں، وہ یہ بالکل بھول جاتی ہیں کہ ہمیں جا کر اُنکا ہاتھ بٹانا ہے۔ ساڑھی اور اونچی ہیل کے سینڈل پہن کر وہاں جانا، کیا اِس بات کی علامت نہیں کہ شہزادی یا رانی کی طرح وہاں جا کر بیٹھنا ہے؟ کیا اس طرح ہمدردی کی طالبہ کے لئے مزید پریشانیاں پیدا نہیں کرتی ہیں؟

کیا کچھ کیا نہ خود کو چھپانے کے واسطے
عُریانیوں کو اوڑھ لیا شال کی طرح

اور تو اور گہری سہیلیاں، سگی شادی شدہ بیٹیاں، بھتیجیاں، بھانجیاں اور بہوویں بھی بجائے تقریب میں ہاتھ بٹانے کے اس طور پر تیار ہو کر پہنچتی ہیں کہ جیسے اِن کو شوکیس میں سجا کر رکھا جائے گا۔ ان کے ٹھاٹ، باٹ دیکھ کر کوئی اُن سے خود ہی کسی کام کو نہ کہہ سکے

پڑی ہوں گی کل خاک پر قبر میں
جو بیٹھی، سنورتی، نکھرتی ہیں آج

جو خواتین کسی کی تکلیف سُن کر اس کا دکھ بانٹنے کے لئے بیچین ہوا کرتی تھیں۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ان میں فیشن کی نمائش سے اتنی بے حسی پیدا ہو جائے

گی جو آج بیان سے باہر ہے۔ یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ آئندہ اس روش میں مزید ترقی کی توامید ہے۔ مگر کمی کی نہیں۔

نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کا خلط ملط ہونا

مطلب کا نام دوستی، شہوت کا نام عِشق
اہلِ ہوس نے دونوں کی مٹی خراب کی

اور یہ اس سے بھی بڑا المیہ ہے کہ دیگر تقریبات کی طرح کھانے کی تقریب میں بھی نوجوان لڑکے، لڑکیوں کا خلط، ملط بلکہ کھانا کھلانے کا کل نظام خواتین کی دعوتِ طعام میں نوجوان لڑکوں کے ہی ہاتھ میں دیا جاتا ہے ـــــ خالی نظام؟ ـــــ جس طرح گڈریئے، چرواہے ـــــ بھینسے، بیل اور بکروں میں ـــــ گائے، بھینسوں، بکریوں کو چھوڑ دیتے ہیں ـــــ اسی طرح بے حس عمر رسیدہ خواتین دس۱۰ سال سے تیس۳۰ سال تک کی لڑکیوں سے کہتی ہیں کہ جاؤ ری لڑکیو پہلے تم فارغ ہو جاؤ (کھاکر) ـــــ چونکہ اب نوجوان لڑکے، لڑکیاں جُدا نہیں ـــــ یکجا ـــــ کیسا بیٹھنا؟ ـــــ کھڑے کھڑے ـــــ نہ صِرف کھڑے! ـــــ بلکہ چلتے پھرتے ـــــ کس کا داہنا ہاتھ؟ اور کیسا داہنا ہاتھ؟ ـــــ اپنے آگے سے؟ ـــــ سب کے آگے سے ـــــ کیسی بسم اللہ؟ ـــــ اور کس کی بسم اللہ؟ ـــــ کیسا سر جھکا کر؟ اور کیوں سر جھکا کر؟ ـــــ سینہ تان کر ـــــ قہقہوں کی آواز میں کھانا کھلایا، کھایا جاتا ہے ـــــ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

جس تقریب میں دادی سے لیکر جوان پوتی ـــــ اور نانی سے لیکر جوان نواسی بنی ٹھنی ہوتی ہے ـــــ اور نوجوان لڑکے کا، نوجوان لڑکی کو کھانا پیش کرتے ہوئے فوٹو گرافی کا بھی انتظام ہوتا ہے ـــــ بلکہ کھانے کے بعد پسند کی لڑکیوں کے برابر کھڑے ہو کر فوٹو باری باری کھینچنے پر بجائے ناراضگی کے ـــــ فخر محسوس کیا جاتا ہے ـــــ اس کے بعد مصنوعی پیار بھرے رقعہ جات کے تبادلے کے

سلسلے شروع ہو جاتے ہیں ——— جو ہزار فتنوں کے باعث بنتے ہیں ———

تجھے بے پردگی نے آج کتنا کر دیا ارزاں
اگر برقعے میں رہتی بند مٹھی کا بھرم ہوتا

حسّاس خواتین سے گذارش ہے! کہ خدارا اس المیہ کا تدارک کا حل سوچیں ——— اور جو حل سوچیں اس کو عملی جامعہ بھی پہنائیں ——— اگر آپ اپنے انیس کی بات سُننا اور اُس پر عمل کرنا نہیں چاہتی ہیں۔ تو یہی جانتے ہوئے کہ آپ کا چھوٹا، بڑا بھائی کہہ رہا ہے۔ کہ ———————————

بُلبلو! اے قمریو! رہنا چمن میں ہوشیار
کہ چمن میں باغباں کے بھیس میں صیّاد ہیں

حرام لباس فتنوں کا باعث

خواتین کو چاہیئے کہ وقت کی پابندی کا خیال ہر وقت اور ——— ہر کام میں رکھیں ——— ایسا ہر گز نہ چاہیئے کہ میلاد شریف کی محفل ہو یا قرآنِ پاک کے تلاوت کی دعوت ۲ بجے دوپہر کی دیجائے اور پہنچیں مغرب سے چند منٹ قبل ——— اس طرح اعتماد ——— اعتبار جاتا رہتا ہے۔ اور یہ تاخیر اکثر لباس اور میک اپ وغیرہ کی میچنگ کے سبب ہوتی ہے۔ اس کے لیے ہماری بہنیں شریعت کا اصول اپنائیں کہ شوخ زینت صِرف اور صِرف اپنے شوہر کے لئے مخصوص کرلیں۔ کہ باریک کپڑوں کے استعمال یا موٹے کپڑوں کا چُست لباس یا ایسے لباس کا استعمال جس سے جسم کا کچھ حصّہ ننگا ہو۔ اور کچھ حصّہ چھپا ہو ان تینوں لباس کا ایک ہی حکم ہے۔ کہ یہ شوہر کو دکھلانے کے لئے تو جائز ہیں۔ مگر دیگر حضرات کے حق میں حرام۔ کہ کسی نہ کسی طرح یہ لباس وغیرہ فتنے کے باعث بنتے ہیں ——— حتیٰ کہ باپ کے لئے بھی۔ کہ بیس یا پچیس سال قبل تک اخباروں میں خبریں چھپتی تھیں ——— اور عُلماء و مفتی صاحبان کے پاس اِس قسم کے زِنا کے مرتکب مسائل دریافت کئے جاتے تھے۔ ممکن ہے اب عوام بہت ہی نیک ہو گئے ہیں یا پھر اِس عظیم بُرائی کو بُرائی

ہی نہیں سمجھ رہے ہوں! جس کی وجہ سے اخبارات میں خبریں اور علماء و مفتی صاحبان کے پاس آنے کا بھی تکلف نہیں کرتے ـــــ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

یاد رکھیں! اس طرح کے زیب وزینت سے کم سے کم خرابی یہ ممکن ہے کہ اگرچہ باپ، بیٹی کو ناچنے کے لئے کلبوں وغیرہ میں نہ بھی لے جائے، اور صرف باپ نے شہوت کے جذبات کا ہاتھ اپنی دس بارہ سال کی بالغہ لڑکی کے بدن پر کہیں بھی رکھا، حتّٰی کہ سر پر ہی اگرچہ درمیان باریک کپڑا ہی حائل ہو، باپ پر اپنی بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔ البتّہ نکاح نہ ٹوٹے گا۔ اسی طرح شہوت سے ماں اپنے بالغ بیٹے کو چھوئے گی تب بھی اس کا شوہر اس کے لئے ہمیشہ کو حرام ہو گیا۔ اگرچہ ماں باپ بھول سے یا مغالطہ سے ہی چھوئیں تب بھی۔ اسی طرح خسر بہو کو یا بہو خسر کو قصداً یا سہواً ایسا کرے تب بھی بہو ہمیشہ کے لئے اپنے شوہر پر حرام ہو گئی۔ اگر شوہر طلاق بھی دیدے اور وہ عورت بعد عدّت کسی اور سے شادی کر لے اور وہ شوہر بھی بعد صحبت طلاق دے دے، عدّت گذارنے کے بعد بھی یہ خاتون اگر اوّل شوہر سے شادی کرنا چاہے پھر بھی اس پر حرام ہی رہے گی ـــــ یہ ہے ہمیشہ کیلئے حرام کا مطلب ـــــ

مذکورہ بھول باپ سے لڑکی کے حق میں ہو ـــــ یا ماں کا بیٹے کے حق میں ہو ـــــ یا خسر کا بہو کے حق میں ـــــ یا بہو کا خسر کے حق میں ہو ـــــ قصداً جرم پر سزا کا مزید مستحق ہو گا ـــــ مذکورہ چاروں صورتوں میں شوہر پر بیوی ہمیشہ کے لئے حرام اور بیوی پر شوہر ہمیشہ کے لئے حرام ہے ـــــ اور نکاح قائم رہنے کی وجہ یہ ہے کہ کہیں بیوی شوہر سے نجات حاصل کرنے کے لئے اس عمل کو آلہ کے طور پر نہ استعمال کرے۔

مسئلہ: جس عورت سے زِنا کیا اُس کی ماں اور لڑکیاں اس پر حرام ہیں۔ یوہیں وہ عورت زانیہ اس شخص کے باپ، دادا، اور بیٹوں پر حرام ہو جاتی ہے۔ حرمت مصاہرت جس طرح وطی سے ہوتی ہے یوہیں بشہوت چھونے اور بوسہ لینے اور فرج داخل کی طرف نظر کرنے اور گلے لگانے اور دانت سے کاٹنے اور

مباشرت یہاں تک کہ سر پر جو بال ہوں اُنہیں چھونے سے بھی حرمت ہوجاتی ہے اگرچہ کوئی کپڑا بھی حائل ہو۔ یونہیں بوسہ لینے میں بھی اگر باریک نقاب حائل ہو تو حرمت ثابت ہوجائے گی۔ البتہ اگر اتنا موٹا کپڑا حائل ہو کہ گرمی محسوس نہ ہو تو نہیں

مذکورہ جرم وخطا کا ہی نتیجہ ہے کہ آج گستاخِ رسول حضرات کی بہتات ہوتی جارہی ہے۔ مذکورہ عمل گستاخِ رسُول کی پیدائش کے حق میں بیج اور کھاد کا اثر رکھتا ہے اور پہلے فعلِ زِنا اسقدر نہ تھا تو گستاخِ رسُول بھی خال خال نظر آتے تھے۔ مگر اب گھروں میں ہی اکثر زِنا کی اولاد سے گستاخِ رسُول کی بُہتات ــــ اللہ کی پناہ ــــ حکومت کے اداروں میں، اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں اپنے مذہب کو پھیلانا اِن کی فطرت، اور یہ کہ ان کی مساجد و مدارس میں گستاخِ رسول بنانے کی مشینیں تیار ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے گستاخ کی دس نشانیاں ارشاد فرمائیں۔ آخری نشانی بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ کہ وہ حرامی ہے۔ اور آگے سزا یہ سُنائی کہ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُوْمِ۔ یعنی قریب ہے کہ ہم اس کی سُور کی سی تھوتنی پر داغ دیں گے۔ (سُورۃ قلم پ ۲۹) لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ زِنا سے بچیں تاکہ ــــ گستاخِ رسُول پیدا نہ ہوں۔ بلکہ زنا کے اسباب ننگے لباس اور شوخ میک اپ سے بھی سخت پرہیز چاہیئے۔ سر میں تیل، دانتوں پہ مسّی، دنداسہ، آنکھوں میں سُرمہ، ہاتھ پیروں میں مہندی سے زینت کریں۔ اس سے شخصیت میں رُوحانیت، جاذبیت، معصُومیت پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ شوخ قسم کے میک اپ سے چنچل اور تیز شخصیت معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ مصنوعی حُسن مہنگا بھی، اور وقت کا ضیاع بھی جس سے دعوت وغیرہ میں بھی تاخیر ممکن ہے۔ جبکہ مسّی، سُرمہ، تیل، مہندی وغیرہ سے زینت سستی، اور وقت کی بچت بھی، مہندی ایک بار کی لگی ہوئی کئی ہفتوں رہتی ہے۔

قیمتی شیمپو کی جگہ ریٹھا، آملہ، سیکا کائی سے سر دھویا جائے جو بالوں کو کالا چمکدار لامبے کرنے میں بے مثال ہوتے ہیں۔

احکام عقیقہ اور دعوت

بچّہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذِبح کیا جاتا ہے اُس کو عقیقہ کہتے ہیں ــــ حنفیہ کے نزدیک عقیقہ مُباح و مستحبّ ہے ــــ یہ جو بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ عقیقہ سُنّت نہیں اُس سے مُراد یہ ہے کہ سُنّتِ مؤکدہ نہیں ــــ ورنہ جب خود حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے فعل سے اِس کا ثبوت موجود ہے تو مطلقاً اسکی سُنّیت سے انکار صحیح نہیں ــــ بعض کتابوں میں یہ آیا ہے کہ قربانی سے منسُوخ ہے ــــ اسکا یہ مطلب ہے کہ اس کا واجب ہونا منسُوخ ہے ــــ جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ نے حقوق مالیہ کو منسُوخ کردیا (یعنی ان کی فرضیت منسُوخ ہوگئی۔ (بہار شریعت)

اذان دافع بلا موجب رحمت ہے

حدیث: ابوداؤد، ترمذی ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کہتے ہیں کہ جب حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اُن کے کان میں وہی اذان کہی جو نماز کیلئے کہی جاتی ہے۔

جب بچّہ پیدا ہو تو مُستحب یہ ہے کہ اُس کو غسل کے بعد جلد سے جلد اُس کے کان میں اذان واقامت کہی جائے ــــ اذان! جس طرح غضب الٰہی کو رحمت میں تبدیل اور طوفانی آندھی، بارش، آگ سے نجات اور قبر میں مُردہ کی وحشت کو دُور کرتی ہے ــــ اِسی طرح شیطان جو کہ بچّے کے جسم میں خون کی طرح دوڑے اور گردش کرتا ہے انشاءاللہ اذان! بچے کو شیطان سے نجات دلائے گی ــــ بہتر یہ ہے کہ داہنے کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں کان میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے ــــ بہت لوگوں میں یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اذان کہی جاتی ہے، اور لڑکی پیدا ہوتی

ہے تو اذان نہیں کہتے ــــ یہ نہ چاہیئے ــ بلکہ لڑکی پیدا ہو جب بھی اذان و اقامت کہی جائے کہ شیطانی خلل، جن آسیب سے بچاؤ اُس کو بھی ضروری ہے ــ بہارِ شریعت ــ

متقی سے شہد چٹوایا جائے

اذان کے بعد بچے کو عمر رسیدہ نیک پرہیزگار متقی عورت یا مرد سے یعنی ایسا شخص جو چغلخوری، غیبتُ یا جھوٹ، سچ بول کر مسلمانوں کو لڑانے سے خود بھی بچتا ہو اور دوسروں کو بھی بُری حرکات سے روکتا ہو اُس کے ہاتھ سے شہد چٹایا جائے **یا** نرم کھجور چبوا کر بچّہ کے تالو میں لگوائیں کہ **حدیث**:۔ امام مُسلم حضرتُ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رَاوی کہتی ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلّم کی خدمت میں بچّے لائے جاتے حضور عَلیہ السّلام اُن کیلئے برکتُ کی دُعاء فرماتے اور تحنیک کرتے یعنی کوئی چیز مثلاً کھجور چبا کر اُس بچّہ کے تالو میں لگا دیتے کہ سب سے پہلے اس کے شکم میں حضوُر عَلیہ السّلام کا لعابِ دہن پہنچے ــــ

خبردار! خبردار! بدزبان بدخصلت والی خواتین کی گود سے اور اُنکے ہاتھوں سے شہد چٹوانے سے بچے کو بچایا جائے۔ کہ ایسی خَصلَتُ والی خواتین ایسے کاموں میں خود گھستی ہیں ــــ **یا** ان کو شیطان ایسے کام کرنے پر اُکساتا ہے ــــ **یا** مجبور کرتا ہے، تاکہ بچّہ بڑا ہو کر شیطانی کاموں میں اُس کا ہاتھ بٹائے، اور ماں، باپ، اُستاذ، بزرگ اور ولی، نبی کا گُستاخ بنے ــــ معاذاللہ

ہمارے لئے صحابہ کا عمل مشعلِ راہ ہونا چاہیئے **حدیث**: حضرت اسماء بنتِ ابی بکر صدیق رضیَ اللہ تعالیٰ عنہمَا سے رَاوی کہتی ہیں کہ عبدُاللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مکّہ ہی میں ہجرت سے قبل میرے پیٹ میں تھے ــــ بعد ہجرت قبا میں یہ پیدا ہوئے میں ان کو رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلّم کی خدمت میں لائی ــــ اور حضور عَلیہ السَّلام کی گود میں اُن کو رکھدیا ــــ پھر حضور عَلیہ السَّلام نے کھجور منگائی اور چبا کر اُن کے مُنہ میں ڈالدی ــــ اور اُن کے لئے دُعائے برکت کی ــــ اور بعد ہجرت مُسلمان مہاجرین کے یہاں یہ سب سے پہلے بچّہ ہیں۔" سُبحان اللہ

ــ بخاری و مسلم شریف ــ

عقیقہ کا حکم

حدیث:۔ ابوداؤد، ترمذی ونسائی نے ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہتی ہیں ــــ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ــــ اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ــــ اس میں حرج نہیں کہ نر ہو یا مادہ ــــ **حدیث**:۔ ابوداؤد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن و امام حسین، رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کا عقیقہ کیا ــــ اور نسائی شریف کی روایت میں ہے کہ دو دو مینڈھے ــــ **مسئلہ**:۔ لڑکے کے عقیقہ میں دو بکریوں کی جگہ ایک ہی بکری کسی نے کی تو یہ بھی جائز ہے ــــ ایک حدیث سے بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ میں ایک مینڈھا ذبح ہوا ــــ بہار شریعت ــــ

عقیقہ کی وضاحت و مقصد

بچے کی پیدائش کے ساتویں دن اس کا نام رکھا جائے ــــ اور بچے کے پیدائشی بالوں کے ضرر سے نجات کے لئے اس کا سر مونڈا جائے ــــ اور سر مونڈنے کے وقت عقیقہ کیا جائے ــــ اور بالوں کا وزن کر کے اتنی چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے اور سر پر زعفران پیس کر لگا دینا بہتر ہے ــــ بہار شریعت ــــ

نام:۔ سے متعلق اس مضمون کے آخر میں مختصر تحریر کیا جائے گا ــــ بالوں سے متعلق **حدیث**:۔ حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے ــــ ساتویں دن اُسکی طرف سے جانور ذبح کیا جائے ــــ اور اُس کا نام رکھا جائے ــــ اور اُس کا سر مونڈا جائے، ــــ امام احمد، وابوداؤد، وترمذی، ونسائی ــــ

گروی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس سے پورا نفع حاصل نہ ہوگا ــــ جب تک عقیقہ نہ کیا جائے ــــ اور بعض نے کہا بچہ کی سلامتی اور اس کی نشو و نما اور اس میں اچھے اوصاف ہونا عقیقہ کے ساتھ وابستہ ہے ــــ **حدیث**:۔ امام بخاری نے حضرت سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں ــــ میں نے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے ـــ اُس کی طرف سے خون بہاؤ (یعنی جانور ذبح کرو) اور اس سے اذیت کو دور کرو ـــ یعنی اس کا سَر مُنڈا دو۔

ـــ امام بخاری، بہارِ شریعت ـــ

عقیقہ کے جانور کا حکم

عقیقہ کا جانور انہیں شرائط کیساتھ ہونا چاہیئے جیسا قربانی کے لئے ہوتا ہے ـــ یعنی اُس کی عمر کا ـــ بے عیب ہونے کا ـــ اُس کے استعمال کا ـــ کہ اُس کا گوشت فقرا اور عزیز و اقارب دوست احباب کو کچا تقسیم کریں خواہ پکا کر بطور ضیافت و دعوت کھلایا جائے ـــ یہ سَب صُورتیں جائز ہیں

ـــ بہارِ شریعت ـــ

عقیقہ کی کھال کا حکم

مسئلہ: عقیقہ کے جانور کی کھال کا بھی وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے کہ ـــ اپنے صرف میں لائے ـــ **یا** مسکین کو دے ـــ **یا** کسی نیک کام میں مسجد ـــ **یا** مدرسہ میں صرف کرے ـــ کہ جو چیز خود استعمال کر سکتے ہیں وہ مدرسہ یا مسجد کو بھی دے سکتے ہیں **البتہ** کسی بدمذہب، بد دین، گستاخِ رسُول کو دینا گستاخی میں مدد کرنا ہے جو **حرام** ہے ـــ

احتیاط: بہتر یہ ہے کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈی نہ توڑی جائے، بلکہ ہڈیوں سے گوشت اُتار لیا جائے ـــ یہ بچے کی سلامتی کی نیک فال ہے ـــ اور ہڈی توڑ کر گوشت بنایا گیا تب بھی اس میں حرج نہیں ـــ گوشت کو جس طرح چاہیں پکا سکتے ہیں ـــ مگر میٹھا پکایا جائے تو بچّے کے اخلاق اچھّے ہونے کی فال ہے۔ بہارِ شریعت

عقیقہ کا دن

عقیقہ کے لئے پیدائش سے ساتواں دِن بہتر ہے ـــ اور اگر ساتواں دن نہ کر سکیں تو جب چاہیں کر سکتے ہیں ـــ سُنّت ادا ہو جائے گی ـــ بعض نے یہ کہا ہے کہ ساتویں **یا** چودھویں **یا** اکیسویں دن **یعنی** سات دن کا لحاظ رکھا جائے ـــ یہ بہتر ہے ـــ اور اگر یاد نہ رہے تب یہ کرے کہ جس دن بچّہ پیدا ہوا اُس دن کو یاد رکھیں ـــ اور اُس سے ایک دن پہلے والا دن جب

آئے وہ ساتواں دن ہوگا ـــــ مثلاً جمعہ کو پیدا ہوا تو جمعرات ساتویں دن ہے ـــ لہٰذا جب بھی عقیقہ کرے اُسی دن عقیقہ کرے ⊐ بہار شریعت ⊏ اگر کسی کا عقیقہ نہ ہوا ہو تو وہ بڑا ہو کر خود بھی عقیقہ کر سکتا ہے ۔

قربانی یا ولیمہ وغیرہ کے بڑے جانور میں عقیقہ

مسئلہ :- گائے بیل، بھینس، اُونٹ کی قربانی میں سات حصّوں سے چند حصّے قربانی کے اور چند حصّے عقیقہ کے ہوں تو قربانی اور عقیقہ جائز ہے ـــ کہ قربانی، عقیقہ اور ولیمہ سب تقرب الی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب ورضا کیلئے ہیں ـــ اسی طرح کنبے کے گھر میں بچہّ کی پیدائش کے بعد کسی کی شادی کے ولیمہ کی گائے میں بھی بچوّں کے عقیقہ کی نیّت سے چند حصّے یا ساتوں حصّوں سے لڑکے کے دو۲ ـــ لڑکی کا ایک حصّہ کے حساب سے عقیقے کئے جا سکتے ہیں ـــ اسی طرح بچوّں کی **ختنوں** کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دعوت کی جائے تو اس کے سلسلے میں جو بکری، بکرا ایک سال کا **یا** گائے، بیل دو۲ سال کی خریدی جائے اس کو عقیقہ کی نیّت سے ذبح کر کے دعوت میں استعمال کر سکتے ہیں ـــ اسی طرح حج سے واپسی پر جانور عقیقہ کی نیّت سے ذبح کر کے دعوت کر سکتے ہیں **مگر** شرط وہی ہے بکرا، بکری ایک سال، گائے، بیل دو۲ سال، اُونٹ پانچ سال کا ـــ اور ظاہری عیب سے مُبرا ہونا ضروری ہے ـــ **البتہ** صدقے کے جانور میں عُمر کی قید نہیں ـــــ **گیارہویں** ـــ **بارہویں** شریف کی دعوت جو کہ خاص اللہ تعالیٰ اور اُسکے پیارے حبیب علیہ السّلام کی رضا اور خوشی ہی کے لئے کی جاتی ہے اگر اس میں بھی جانور کی عُمر وغیرہ کا خیال اور عقیقہ کی نیّت سے جانور ذبح کیا جائے تو عقیقے ادا ہو جائیں گے ـــ **بلکہ** یہاں قبولیت بہت ممکن ہے ـــ کہ اپنے بچوّں کی پیدائش کی خوشی ـــ اور اللہ تعالیٰ کے عظیم انعام واکرام یعنی اس کے محبوبِ اعظم کی پیدائش کی خوشی بھی شامل، سُبحان اللہ یہ کس کو نہیں معلوم کہ مُسلمان کی ہر خوشی کے ساتھ اللہ ورسُول کی خوشی ہی شریعت اسلام کو محبُوب ومطلوب ہے ـــ **شیطان** مَردُود کو حضور علیہ السّلام کی پیدائش سے صدمہ ہوا

تھا ــــ یا گستاخ رسُول دیوبندیوں کو حضور علیہ السّلام کی پیدائش کی خوشی سے چڑھ ہے کہ کنھیّا کے جنم دن منانے سے بدتر لکھا ـــ براھین قاطعہ ص ۱۵۲ خلیل احمد دیوبندی ـــ مگر مُسلمانوں کے نزدیک اپنے کرُوروں بچّوں کی پیدائش کی خوشی سے کیا صرف اچھّی؟ بلکہ ایسی کروروں خوشیاں اللہ کے محبُوب کی پیدائش کی خوشی پر قربان کرنا سعادت ہے۔

میلاد یعنی پیدائش کیوں ؟ ــ شرک منانا گاتے یہ ہیں
گویا رب کی پیدائش ہی ــ منانا خاص جتاتے یہ ہیں
رب کی تاریخ، پیدائش، سَن ــ پوچھو! کیا فرماتے یہ ہیں
مناکر بچّوں کی پیدائش ــ رُوٹھا شرک مناتے یہ ہیں
جائز شرک ہو شرک ہو جائز ــ کیا کیا رنگ دکھاتے یہ ہیں
راہِ ابلیسی کو شارع
توحیدی بتلاتے یہ ہیں

(انیس احمد نوری)

عقیقہ کا کھانا اور دادا، دادی، نانا، نانی

مسئلہ: ـ عوام میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا کھانا گوشت بچّے کے ماں، باپ، دادا، دادی، اور نانا، نانی نہ کھائیں ـــ یہ غلط ہے اور اس افواہ کا کوئی ثبوت نہیں ـــ جب قربانی کا گوشت قربانی کرنیوالا کھا سکتا ہے۔ اور یہ کہ عقیقہ کے جانور اور گوشت کھال پر قربانی کے احکام ہیں، پھر کیوں نہیں کھا سکتے ـــ ؟ ـــ **البتّہ** صدقہ کا گوشت وغیرہ اُس گھر والے اور صاحبِ نصاب یعنی جو زکوٰۃ دینے کے قابل ہو وہ نہ کھائے۔

دعائے عقیقہ

مسئلہ: ـ عقیقہ میں جانور ذبح کرتے وقت ایک دعا، پڑھی جاتی ہے ـــ اُسے پڑھ سکتے ہیں ـــ اور یاد نہ ہو تو بغیر دعا، پڑھے بھی ذبح کرنے سے عقیقہ ہوجائے گا۔ ـــ بہارِ شریعت ـــ

تنبیہ: ـ پیدائش سے ساتویں دن عقیقہ کرنا مسنون ہے کہ بچّے کے سَر کے بال بھی مُونڈے جائیں اور اُسی وقت قربانی کی جائے ـــ اگر لڑکا

ہو تو دو بکرے اور لڑکی ہو تو ایک بکری ذبح کیجائے ـــ اور عقیقہ سے پہلے نام رکھ لیا جائے کہ بروقت ذبح کرنے قربانی کے دُعا میں نام کی ضرورت پڑتی ہے

لڑکے کے عقیقہ کی دُعا

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ ابْنِیْ (یہاں پر لڑکے کا نام لیا جائے) دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَشَحْمُھَا بِشَحْمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَجِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ وَشَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا فِدَاءً لِّابْنِیْ مِنَ النَّارِ وَ تَقَبَّلْھَا مِنْہُ کَمَا تَقَبَّلْتَھَا مِنْ نَبِیِّكَ الْمُصْطَفٰی وَحَبِیْبِكَ اَحْمَدَ الْمُجْتَبٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ط بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہ

لڑکی کے عقیقہ کی دُعا

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ بِنْتِیْ (یہاں پر لڑکی کا نام لیا جائے) دَمُھَا بِدَمِھَا وَلَحْمُھَا بِلَحْمِھَا وَشَحْمُھَا بِشَحْمِھَا وَعَظْمُھَا بِعَظْمِھَا وَجِلْدُھَا بِجِلْدِھَا وَشَعْرُھَا بِشَعْرِھَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا فِدَاءً لِّبِنْتِیْ مِنَ النَّارِ وَ تَقَبَّلْھَا مِنْھَا کَمَا تَقَبَّلْتَھَا مِنْ نَبِیِّكَ الْمُصْطَفٰی وَحَبِیْبِكَ اَحْمَدَ الْمُجْتَبٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ط بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہ

جب شروع سے آخر تک یہ دُعا پڑھ چکے اور بسم اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پر پہنچے تو اُسی وقت ذبح کردے اور ذبح کے بعد بچّے کے سر پر اُسترا چلے۔

(الوظیفۃ الکریمہ)

بچّوں کے اچھّے نام رکھئے

(حدیث)

حدیث:۔ بیہقی نے ابنِ عبّاس رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ــــ "اولاد کا والد پر یہ حق ہے کہ اُس کا اچھّا نام رکھے اور اچھّا ادب سکھائے" ــــ **مسئلہ:**۔ مُردہ بچّہ پیدا ہُوا تو اُسکا نام رکھنے کی ضرورت نہیں۔ بغیر نام رکھے اُس کو دفن کر دیں۔ (عالمگیری)

اور زِندہ پیدا ہو تو دفن سے پہلے اُس کا نام رکھا جائے ــــ اگرچہ پیدا ہو کر ہی مر جائے ــــ (بہارِ شریعت) ــــ **مسئلہ:**۔ بچّہ کا اچھّا نام رکھا جائے پاک بھارت میں بہت لوگوں کے ایسے نام ہیں جنکے کچھ معنیٰ نہیں ــــ **یا** اُن کے بُرے معنیٰ ہیں ــــ ایسے ناموں سے بچنا چاہئیے ــــ انبیاءِ کرام علیہم الصّلوٰۃُ والسّلام کے اسمائے طیّبہ اور صحابہ و تابعین و بزرگانِ دین کے نام پر نام رکھنا بہتر ہے۔ اُمید ہے کہ اُن کی برکت بچّہ کے شاملِ حال ہو (بہارِ شریعت)

اچھّے نام

مسئلہ:۔ عبدُاللہ و عبدُالرحمٰن بہت اچھّے نام ہیں ــــ مگر اِس زمانے میں یہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بجائے عبدُالرحمٰن کے اس شخص کو بہت حضرات رحمٰن کہتے ہیں ــــ اسی طرح عبدُالخالق کو خالق ــــ اور عبدُالرّب کو رَب عبدُالمعبُود کو معبُود (جس کی پوجا کی جائے) کہتے ہیں ــــ اور بعض رحمانا، خالقا، ربّا معبُودا بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح عبدُالرحیم، عبدُالکریم، عبدُالعزیز کہ یہاں مضاف الیہ سے مُراد اللہ تعالیٰ ہے ــــ اور ایسی صُورت میں تصغیر ــــ نام بگاڑنا اگر قصداً ہو تو معاذ اللہ کفر ہو ــــ اِس طرح کی ترمیم ہر گز نہ چاہیئے ــــ اسماءِ الٰہیّہ کو بگاڑنا (اللہ کی پناہ) **یا** اِس طرح بگاڑنا جس سے حِقارت نکلے یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ ــــ لہٰذا جہاں یہ گمان ہو کہ ناموں میں تصغیر کی جائے گی یہ نام نہ رکھے جائیں

دُوسرے نام رکھے جائیں ▭ بہارِشریعت ▭

آج کل جس طرح آوارگی، بے حیائی، بے غیرتی، بَدتمیزی، بَدتہذیبی اور بَدمذہبی میں بڑی تیزی سے ترقی ہوئی ہے ـــ اِسی طرح ناموں کی تصغیر میں بھی ترقی ہوئی ہے۔ ـــ مثلاً ـــ جس کا نام اقبال ہو اس کو بالا، اور جس کا نام وقار ہو اُس کو وِکّی، مجیبُ اللہ کو مجّو، اِسی طرح سراج الدّین، معراج الدّین کو سَاجا، ماجا کہا جارہا ہے ـــ معاذاللہ

حدیث:۔ اصحابِ سُنن اربعہ نے عبدُاللہ بن جراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ عَلَیہِ وسَلّم نے فرمایا اپنے بھائیوں کو اُن کے اچھے ناموں سے پکارو ـــ بُرے الفاظ سے نہ پکارو ـــ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنا

حدیث:۔ ابوداؤد نے ابی وہب جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ عَلَیہِ وسلّم نے فرمایا، "انبیاء علیہم السّلام کے نام پر نام رکھو" ـــ

مسئلہ:۔ **مُحَمَّد** بہت پیارا نام ہے ـــ اِسکی بڑی تعریف حدیثوں میں آئی ہے ـــ تصغیر سے بچنے کی نیّت سے ایسا کیا جائے تو بہتر ہے کہ عقیقہ کے دن بچّے کا نام محمّد رکھا جائے ـــ اور پُکارنے کے لئے کوئی دُوسرا نام تجویز کرلیا جائے ـــ ▭ بہارِشریعت ▭ ـــ اس عرف میں بھی یہ خیال افضل ہے کہ بچّے کو جتنی بار بھی پکارا جائے اُس کے حق میں دُعا ٹھہرے ـــ مثلاً ـــ سعید مسعُود، اسعد، سعَادت، عطاءالمُصطفےٰ، مظہرالمُصطفےٰ وغیرہ وغیرہ (معنیٰ خوش قسمت، نیک بخت، سعادت مند، وغیرہ) اِسی طرح عُرف یعنی پُکارنے کیلئے غلام محمّد غلام نبی، غلام رسُول، غلام صدیق، غلام فاروق، غلام عثمان، غلام علی، غلام حسن غلام حُسین، غلام غوث، غلام فرید، وغیرہ وغیرہ، ـــ اِن ناموں سے پکارنا اگر مقبولیت کی گھڑی یعنی رب تعالیٰ نے زندگی میں کبھی ایکبار بھی قبول فرمالیا تو سُبحان اللہ گر اس طرح وہ حضور علیہ السّلام کے غُلاموں میں شامل ہوگیا تو اس کی دنیا و آخرت دونوں ہی سنوَر گئیں ـــ

فضیلت پر چند احادیث

اختصار کے پیشِ نظر یہاں وہ حدیثیں نقل نہیں کی جارہی ہیں جن میں حضور علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس محفل میں **یا** مشورہ میں محمّد نام کا کوئی شخص ہوگا وہ خیر سے انجام کو پہنچے گی ـــ **یا** دعوت کی محفل میں ہوگا برکت ہوگی ـــ **یا** کسی صحابی کے اسرار پر کہ محمّد نام کے دو بچّے ہیں تب حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ کیا حرج ہے کہ میرے نام کے زائد ہوں دغیرہ وغیرہ ـــ محمّد نام کے ہزارہا جید عُلمار ہوگزرے ہیں ـــ امام غزالی کا نام بھی محمّد تھا، اُن کے بھائی کا نام احمد غزالی ـــ بلکہ برِصغیر میں اسلام کی شمع روشن کرنیوالا سترہ سالہ نوجوان کا نام بھی محمّد ہی تھا (محمّد بن قاسم) عرب میں یہی نام کثرت سے رکھتے آرہے ہیں۔

اعلٰحضرت امامِ اہلسُنّت مولٰینا احمد رضاخاں نے بھی اپنے صاحبزادوں کے نام، بھتیجوں اور پوتوں کے نام مُحمّد رکھے اور پکارنے کے لئے عُرف دوسرے رکھے ـــ

حدیث :- ابن عساکر کی حدیث میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے راوی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کیلئے اس کا نام محمّد رکھے تو وہ یعنی نام رکھنے والا اور اُس کا لڑکا دونوں جنّت میں جائیں ـــ **حدیث** :- ابنِ کثیر کی حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ قیامت کے دن دو شخص اللہ کے حضور کھڑے کئے جائیں گے، حکم ہوگا کہ انہیں جنّت میں لے جاؤ ـــ وہ عرض کریں گے کہ یا الٰہی! ہم کس عمل کی بنا پر جنّت کے قابل ہوئے ـــ ہم سے تو جنّت میں جانے والا کوئی عمل ہی نہیں ہُوا ـــ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جس کا نام احمد یا محمّد ہو وہ دوزخ میں نہیں جاسکتا ـــ اس لئے انہیں جنّت میں لے جاؤ ـــ

حدیث :- حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اُسے دوزخ کا عذاب نہ ہوگا ـــ

ابونعیم (حلیہ) منیۃ الاولیار

جس بچہ کا نام اچھا ہو یا فضیلت والا ہو اور اس بچے کی خصلت اچھی نہ ہو اور غلط ہو اس کے اسباب سُرخی "چند کفریہ کلمات" کے مضمون میں ضرور مطالعہ فرمائیں ــــــــ

جس کے بچے نہ جیتے ہوں

محمد نام رکھنے کے فضائل و برکات پر احادیثِ کثیرہ ہیں۔ بزرگانِ اہلِ سُنّت اس شخص کو جسکے بچے اسقاط یا جن آسیب کی وجہ سے نہ جیتے ہوں اس کو یہ عمل بتاتے ہیں۔ کہ جب حمل ہو تب نماز کے بعد شوہر حاملہ کے پیٹ پر صرف انگلی سے محمد لکھے اور زبان سے یہ کہے کہ اَب جو پیدا ہوگا تو اس بچے کا نام محمد رکھوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا ہوگا اور اپنی طبعی عُمر پائیگا ــــ اِس عمل کو بُہت حضرات نے آزمایا اور حق پایا ــــ

اس عمل میں دُنیادار دنیوی معاملات میں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی چالاک حضرات بجائے محمد نام رکھنے کے محمد حسین، محمد شفیع، غلام محمد رکھتے ہیں، اور مطمئن ہوتے ہیں کہ ہم نے محمد نام رکھا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ یہ نام بہت اچھے ہیں مگر محمد نام کے برکات اور فضیلت تب ہی حاصل ہوگی کہ نام صِرف محمد ہی رکھا جائے ــــ اور پُکارنے کے لئے خواہ کوئی اور عُرف رکھا جائے۔ مثلاً نور محمد، محمد شفیع، غُلام محمد وغیرہ ــ جب شناختی کارڈ یا اسکول میں نام لکھوایا جائے تب نام محمد عُرف نور محمد یا نام محمد عُرف محمد شفیع، یا نام محمد عُرف غلام محمد، یا نام محمد عرف فقیر محمد، لکھوایا جائے ــــــ

اِس خادم کے دسوں لڑکوں کے نام بھی اِسی طرح ہیں۔ ۲ دو بچوں کے حمل کے دوران نام نہ رکھ سکے تب اللہ تعالیٰ نے ۲ دو بچیوں سے نوازا ــــ محمد نام رکھنے کی تاکید پر صرف ۲ دو حدیثیں اور پیش کرتا ہوں ممکن ہے کہ کسی مُسلمان کا بھلا ہو ــــــــ

حدیث:۔ ابنِ سعد طبقات میں عثمان عمری سے مرسلاً راوی ہے۔ کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں تم میں سے کسی کا کیا نقصان ہے اگر اسکے گھر میں ایک محمد یا ۲ دو محمد یا ۳ تین محمد ہوں۔ "طبقات" **حدیث**:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ اُن میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے ضرور جاہل ہے ــــ طبرانی کبیر شریف، بہارِ شریعت ــــ

میرے اسلامی بھائیو! وہ نیک عمل کئے جائیں اور وہ نام رکھے جائیں جن کے آگے، جن، آسیب وغیرہ تو کیا ستارے بھی کوئی چال نہ چل سکیں ـــــــ

فائدے اکثر حضرات بچّہ کا نام رکھتے وقت چند باتوں کا خیال کرتے ہوئے نام تجویز کرتے ہیں۔ مثلاً، افضل نام یا دُعائیہ نام یا تاریخی نام یا محسن کا نام یا فضیلت وبرکت والا نام وغیرہ ـــــ تو ضروری سمجھتا ہوں کہ انھیں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ یہ ساری خوبیاں اسی اسمِ مُحَمَّد میں موجود ہیں ـــــــ

افضل نام محمدؐ اور احمد بہت ہی افضل نام ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے محبوبِ اعظم کے اسمِ پاک ہیں ـــ اور ظاہر ہی ہے کہ یہ ۲ دونوں نام خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کیلئے منتخب فرمائے، اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک کوئی اور نام افضل ہوتا تو پھر وہ نام منتخب فرماتا۔ ▭ بہارِ شریعت ▭

دُعائیہ نام نام ایسا ہونا چاہئیے کہ نام کا نام اور دُعا کی دعا، لہٰذا اس اعتبار سے بھی مُحَمَّد نام رکھنا چاہیئے کہ اس کے معنٰی ہیں بہت تعریفوں والا ہے (بہت خوبیوں والا) ـــــــ

تاریخی نام تاریخی نام کے دیوانے یہ بھول جاتے ہیں کہ بچّہ بڑا ہو کر جب کسی حصول کے لئے وظیفہ کریگا تو نام کے اعداد ۱۹۹۰ء کے ڈبل ۳۹۸۰ بار یومیہ کس طرح وظیفہ کر سکے گا ـــ؟ اس اعتبار سے بھی محمدؐ نام بہتر ہے کہ بے شمار فضائل کے ہوتے ہوئے اعداد صرف ۹۲ اور ڈبل ۱۸۴۔

مُحسن کا نام نام رکھنے والے اپنے مُحسن کے نام پر نام رکھتے ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے محبوب سے بھی بڑھ کر کوئی مُحسن ہے ؟ ـــ کہ ربّ تعالیٰ فرماتا ہے عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○ ترجمہ :- جن پر تمہارا مشقّت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔ سُورہ توبہ آیت ۱۲۸ معلوم ہُوا کہ آپ مُحسنِ اعظم ہیں، اس اعتبار سے بھی محمدؐ ہی نام رکھا جائے ـــــ

برکت و فضیلت والا نام

نام رکھنے میں نام کے فضائل و برکات دیکھے جاتے ہیں ــــ اس اعتبار سے بھی محمّد ہی نام رکھا جائے کہ بے شمار فضائل و برکات خود اللہ تعالیٰ کے پیارے رسُول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمائے ــــ

بوڑھوں والا نام

بچّے کا نام تجویز کرتے وقت جب کوئی اچھا نام سامنے آتا ہے تب اکثر خاندان کے افراد خصُوصاً خواتین کہتی ہیں کہ ــــ یہ نام بوڑھوں والا ہے ــــ یہ بچّوں والا نام نہیں! ــــ خُدا کرے کہ اُن کا منشا و مطلب یہ نہ ہو کہ یہ بچّہ ہی رہے، جوان اور بوڑھا نہ ہو اور اس سے ملتا جلتا ہی مطلب ہوتا ہو ــــ مگر یہ ایسا ہی بد دُعائیہ جملہ ہے جیسا کسی کی مجبوری دُور کرنے پر محسن کو بد دُعا دیجاتی ہے کہ ــــ کیا ہوا اگر اُنہوں نے ہم پر احسان کر دیا؟ ــــ جب اُن پر اس سے بڑی کوئی مُصیبت آئے گی یا اُن پر بُرا وقت آئیگا تو اُس وقت ہم اس کا بدلہ ادا کردیں گے ــــ (خواہ اس وقت بھی بجائے پریشانی دور کرنے کے پریشانی کے اضافہ میں مدد دیں) ــــ

جہاں لڑکیاں ہی پیدا ہوں

دُعائیہ نام کی تائید عُلماء کے اِس عمل سے بھی ملتی ہے کہ جس کے ہاں لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں تب عُلماء فرماتے ہیں کہ اَب اگر لڑکی پیدا ہو تو اُسکا نام بُشریٰ رکھنا ــ یعنی خوشخبری دینے والی لڑکی ــــ تاکہ جب لوگ اُس کو بشریٰ کہہ کر پکاریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کچھ دور نہیں کہ دُعاء قبول ہو جائے اور آئندہ لڑکا ہی پیدا ہو ــــ اور اکثر ہوتا بھی ایسا ہی ــــ لہٰذا نام دعائیہ ہی رکھنا چاہیئے ــــ

عبدُالنّبی اور غُلام نبی نام رکھنے

حضور علیہ السّلام کے دادا جان کے والد کا نام مطلب تھا ــــ اسی وجہ سے اُن کے فرزند کی کنیّت عبدُالمطلب پڑ گئی۔ اور صحابہ سے آج تک حضور علیہ السّلام کے دادا جان کو عبدُالمطلب کنیّت سے ہی یاد کرتے ہیں ــــ عبد جب اللہ تعالیٰ کے نام

کے ساتھ (عبدُاللہ) ہو تو معنٰی اللہ کی عبادت کرنیوالا ___ اور جب عبد کسی شخص کے نام کے ساتھ ہو تب اس کے معنٰی غلام یا بیٹے کے ہوتے ہیں جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے ___ مثلاً قرآن کی آیت ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِی سُورۃ زمر آیت ۵۳ ترجمہ: تم فرماؤ اے میرے بندو یعنی میرے غلاموں ___ اور غلام کے معنٰی وہ اس آیت میں جس میں جبریل امین نے کنواری مریم علیہ السّلام سے کہا لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝ سورہ مریم آیت ۱۹ ترجمہ، میں تمھیں ستھرا بیٹا بخشنے آیا ہوں ___ عرب کی طرح ہمارے یہاں بھی یہ محاورہ استعمال ہوتا رہتا ہے ___ مثلاً کوئی کہتا ہے کہ میرے دس بندے ہیں ___ تمھارے کتنے بندے ہیں ؟ ___ یا خط کے آخر میں خود کو بندۂ ناچیز لکھتے ہیں ___ کسی کے بھی گمان وخیال میں یہ نہیں ہوتا کہ میرے دسؔ پوجا کرنے والے ہیں. وغیرہ ___

شاعر مشرق علامہ اقبال کے شعر کے دوسرے مصرع میں بندہ کے معنٰی بھی غلام کے ہی ہیں ___

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو خُدا کے بندوں سے پیار ہوگا

علامہ اقبال

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کُنْتُ عَبْدُهٗ وَخَادِمَهٗ خود کو عبدِ محمدؐ ہی اکثر فرماتے تھے ___ عبدالنبی، عبدُالرسول، غلام محمد، غلام نبی، غلام رسول وغیرہ نام وہی منع کرتے ہیں جو خود کو شیطان کا بندہ ___ بُت کا بندہ کہلانے پر بہت فخر محسوس کرتے ہیں ___ **دیو** کے معنٰی شیطان ابلیس کے ہیں ___ اور ہندو **دیو** بڑے بُت کو کہتے ہیں ___

ہندو! خدا دیو بُت کو کہیں — **دیو**بندی کہلاتے یہ ہیں
بندہ نبی کا شرک بتائیں — **دیو**بندی کہلاتے یہ ہیں
خدا کی نہیں شیطان کی بندی — **دیو**بندی کہلاتے یہ ہیں
دیوبندی (شیطاں کی پجارن) — شرکیہ نام رکھاتے یہ ہیں

انیس احمد نوری

گاندھی جی یہ نہرو جی یہ نام اپنے رکھواتے یہ ہیں — تھانوی جی اور گنگوہی جی حضرت جی کہلاتے یہ ہیں

عبدُ المطّلب اور مذکورہ آیاتُ سے ثابت ہوا کہ غلام کے معنٰی بیٹے کے ہیں۔
اب اگر کوئی غلام محمدؐ نام سے چڑ کھانے والا گستاخِ رسُول اپنا نام غلام علی یا غلام محمد سے غلام اللہ خاں رکھے تب مُسلمانوں کو مشرک کہنے والا خود مشرک ہوا کہ نہیں۔؟ کہ خود کو اپنے فرقے سے اللہ کا بیٹا کہلاتا رہا ـــ اشتہاروں میں غُلام اللہ ہی لکھاتا رہا ـــ اور کسی دیو کی بندی نے آج تک اس کفر سے توبہ نامہ نہیں چھپوایا ـــ جن پر سیکڑوں گستاخِ نبی ہونے کے کفر ہوں اُن کی نظر میں اسکی کیا حقیقت ہو سکتی ہے؟

محمدؐ بخش، رسُول بخش نام رکھنے

گذشتہ آیت لِاَھَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔ ترجمہ: میں تمھیں ستھرا بیٹا بخشنے آیا ہوں ـــ سورۂ مریم آیت ۱۹ ـــ اِس آیتِ کریمہ میں جبریل علیہ السّلام غیر اللہ ہوتے ہوئے رَبُ کی عطا سے حضرت مریم علیہ السّلام سے فرما رہے ہیں کہ میں تمھیں ستھرا بیٹا بخشوں ـــ رات دن بخشش کا لفظ مُسلمانوں میں استعمال ہوتا ہے ـــ خود یہ کہ عرب میں بکھیتی، کرڈرتی تاجر چیزوں کی رقم وصُول کرنے کے بعد بخشش طلب کرتے ہیں ـــ مساجد و مدارس کو لوگ زمین اور مکان تک بخشتے ہیں ـــ قیامت سے خوف کھانے والوں نے جس کا حق کھایا ہوتا ہے ـــ یا کہا سُنا ہوتا ہے، اُس سے دنیا ہی میں بخشواتے ہیں ـــ یہ سَبُ جائز اور اچھّے افعال ہیں ـــ اِسی طرح کسی سے کوئی چیز بغیر عوض لینی ہوتی ہے تو کہتے ہیں یہ مجھے بخشدو ـــ جس طرح صحابی سے خوش ہو کر حضور علیہ السّلام نے فرمایا سَلْ مانگ ـــ اُس خوش نصیبُ صحابی نے حضُور سے حضُور ہی کو مانگا ـــ اور حضُور علیہ السّلام نے کثرت سے دُرود شریف پڑھنے کی شرط پر جنّت میں رفاقت بخشی۔ ـــ اسی طرح آج حضور بخش، نبی بخش، رسُول بخش، محمدؐ بخش نام اِسی نظریہ سے کوئی رکھے تو نام کا نام اور دُعاء کی دعا ہے ـــ زندگی میں کبھی بھی یہ نام پکارنا قبول ہو جائے کہ "جسے نبی مل گیا اُسے اور کیا چاہیئے" ـــ

کوئی زاہدِ خشک سے کہدے ذرا، کہ بنا رسیلے کو رہنما
نہ ملا ہے تجھے، نہ ملیگا خدا۔ بخدا جو حبیب خدا نہ ملا

یا ماں باپ اِس نظریہ سے حضور بخش نام رکھیں کہ یہ بچہّ حضور کو بخشا ـــ نبی بخش یہ بچہّ نبی کو بخشا ـــ رسُول بخش، یہ بچہّ رسُول کو بخشا ـــ اِسی طرح حسُین بخش، یہ بچہّ امام حسُین کو بخشا ـــ غوث بخش، یہ بچہّ غوثِ اعظم کو بخشا ـــ وغیرہ وغیرہ ـــ اگر کبھی بھی یہ پیش کش قبول ہو گئی ـــ اور ان ہستیوں نے قبول فرمالیا تو ـــ

جو ولی کا ہُوا، وہ نبی کا ہُوا جو نبی کا ہُوا، وہ خُدا کا ہُوا

یہ نام بھی ہر دو۲ طرح جائز ہیں۔

حضور علیہ السّلام کی کنیّت ابوالقاسم

حضور علیہ السّلام کی کنیّت قاسم سے متعلق مغالطہ کا ازالہ۔

حدیث:۔ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوْا بِاِسْمِیْ وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ فَاِنِّیْ اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِماً اَقْسِمُ بَیْنَکُمْ

ـــ بخاری شریف ـــ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھ لو ـــ لیکن میری کنیّت پر کنیّت نہ رکھا کرو کیونکہ مجھے قاسم بنایا گیا ہے، کہ تم میں تقسیم مَیں کرتا ہوں ـــ

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام نعمتیں حتیٰ کہ دولتِ ایمان اور دولتِ علم جیسی عظیم نعمتیں بھی اپنے محبوب مُکرّم کے ہی ہاتھوں سے اپنے بندوں میں تقسیم فرماتا ہے

حدیث:۔ ابوداؤد نے حضرتِ علی کرمَ اللہُ وجہہٗ سے روایت کی ہے کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسُول اللہ اگر حضُور کے بعد میرے لڑکا پیدا ہو تو آپ کے نام پر اس کا نام رکھوں ـــ؟ ـــ اور آپ کی کنیّت پر اُس کی کنیّت کروں؟۔ فرمایا۔ ہاں ابوداؤد

مذکورہ حدیث اور اس حدیث پر حضرتِ علی کرمَ اللہُ وجہہٗ کا اپنے پوتے کا نام محمد اور کنیّت ابُوالقاسم رکھنے کا عمل بتاتا ہے کہ کنیّت صِرف ظاہری حیاتِ مُبارک میں رکھنے کی پابندی تھی ـــ تاکہ پکارنے وغیرہ میں مغالطے پیدا نہ ہوں ـــ اور نام مُبارک پر یہ پابندی اِس وجہ سے نہ لگائی کہ صحابہ کرام اپنے آقا، اپنے ہادی کا نام لیکر تو پکارتے ہی نہ تھے بلکہ القابات سے یاد کرتے تھے مثلاً یا نبی اللہ اکثر

یارسُول اللہ سے ہی کتب احادیث مُبارکہ بھری نظر آتی ہیں ـــ یہی وجہ ہے کہ جن بدمذہب فرقوں میں یارسُول اللہ کہنا شرک ہے مگر حدیث بیان کرتے ہوئے "یارسول اللہ" کہہ کر یعنی خودساختہ شرک کا کڑوا گھونٹ اُن کو بھی پینا پڑتا ہے ـــ

کونسا شرک ہے، کونسی بدعت ◆ جس کو نہ کرتے کراتے یہ ہیں؟

مسئلہ:۔ بچّہ کی کنیت ـــ ابُوبکر، ابُوتُراب، ابُوالحسن وغیرہ رکھنا جائز ہے۔ اِن کُنیتوں سے تبرّک مقصُود ہوتا ہے کہ اِن حضرات کی برکت بچّہ کے شاملِ حال ہو (ردُّالمحتار)

بُرے نام نہ رکھو بُرا نام تبدیل کرو

صحیح مسلم میں ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ایک لڑکی کا نام عاصیہ تھا حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اُن کا نام جمیلہ رکھا۔

مذکورہ حدیثِ پاک سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ غلط نام تبدیل کرو ـــ وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ عاصیہ کے معنیٰ گُناہگار کے ہیں ـــ لوگوں کے پکارنے سے کبھی وہ حقیقت میں گناہگار ہو جائے، اور اس نام سے پکارنا بد دُعا ثابت ہو لہٰذا نام ایسا ہی رکھا جائے جو نام کا نام اور دُعا کی دُعا ہو کہ کبھی بھی کسی اللہ کے ولی کے مُنہ سے وہ نام نکلے اور قبول ہو جائے ـــ

حدیث:۔ ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم بُرے نام کو بدل دیتے تھے ـــ **مسئلہ**:۔ جو نام بُرے ہوں اُن کو بدل کر اچھے نام رکھنا چاہیئے۔ **حدیث**:۔ میں ہے کہ قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے[۱] ـــ لہٰذا اپنے نام اچھے رکھو ـــ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے بُرے ناموں کو بدل دیا ـــ ایک شخص کا نام اصرم تھا اس کو بدل کر زرعہ رکھا ـــ اور عاصیہ نام کو بدل کر جمیلہ رکھا ـــ یسار، رباح افلح اور برکت نام رکھنے سے[۲] بھی منع فرمایا ـــ بہارِ شریعت ـــ

القابانی نام نہ رکھے جائیں

مسئلہ:۔ ایسے نام جن میں تزکیۂ نفس، اور خود ستائی نکلتی ہے ـــ اُن کو بھی حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے بدل ڈالا

[۱] البتہ زنا سے پیدا کو ماں کے نام سے پکارا جائیگا۔ [۲] مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں ان ناموں کی اجازت دیدی

برّہ کا نام زینب رکھا۔ اور فرمایا کہ اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرو۔ شمسُ الدّین اسی طرح محیُ الدّین، فخر الدّین، نصیر الدّین، سراج الدّین، نظام الدّین، زینُ الدّین، قطبُ الدّین وغیرہا اسماء جن کے اندر خود ستائی اور بڑی زبردست تعریف پائی جاتی ہے نہیں رکھنے چاہیئے۔ البتّہ غلام محیُ الدّین نام رکھ سکتے ہیں۔ ▭ بہارِ شریعت ▭

بزرگانِ دینُ کے القابات

بزرگانِ دین و آئمہ سابقین کو ان ناموں سے جو یاد کیا جاتا ہے تو یہ جاننا چاہیئے کہ اِن حضرات کے شمسُ الدّین، محیُ الدّین، فخر الدّین، سراجُ الدّین، قطبُ الدّین نام نہ تھے بلکہ یہ اُن کے القاب ہیں کہ جب وہ حضرات مراتب عَلیہ اور مناسبِ جلیلہ پر فائز ہوئے تو مسلمانوں نے اس طرح کہا۔ اور یہاں! ایک جاہل اور اَن پڑھ جو ابھی پیدا ہوا۔ اور اُس نے دین کی ابھی کوئی خدمت نہیں کی اِتنے بڑے بڑے الفاظِ فخیمہ سے یاد کیا جانے لگا۔!

امام محیُ الدین نَوَوِی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ باوجود اس جلالتِ شان کے اُن کو محیُ الدّین کہا جاتا تو انکار فرماتے۔ اور کہتے کہ جو مجھے محیُ الدّین نام سے بلائے اس کو میری طرف سے اجازت نہیں

یہ نام بھی نہ رکھے جائیں

مسئلہ:۔ غفورُ الدّین، غفورُ اللّٰہ، نام رکھنا، ناجائز ہے۔ کیونکہ غفور کے معنیٰ ہیں مٹانے والا۔ اللّٰہ تعالیٰ غفور ہے کہ وہ بندوں کے گناہ مٹاتا ہے۔ لہٰذا غفورُ الدّین کے معنیٰ ہوئے دین کا مٹانے والا۔ اور غفور اللّٰہ کے معنیٰ آپ خود سمجھ لیں۔

اِسی طرح غفور احمد کے معنیٰ۔ احمد کو مٹانے والا ہے۔ لہٰذا جس مُسلمان کا نام اس طرح کا ہو اُس پر لازم ہے کہ وہ تبدیل کرکے اچھّا نام رکھے۔

مسئلہ:۔ طٰہٰ، یٰسٓ نام بھی نہ رکھے جائیں کہ مقطعات قرآنیہ سے ہیں۔ جنکے معنیٰ اور رمزیں نازل کرنیوالا۔ یا جس ذاتِ گرامی پر نازل ہوئے وہ جانتے ہیں یا جس کو بتائے گئے۔ لہٰذا عوام کو یہ نام نہ رکھنے چاہیئے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: محمدنبی ــــ احمد نبی ــــ محمد رسُول ــــ احمد رسُول ــــ اور رسُول احمد ــــ نبیُ الزّمان ــــ نام رکھنا بھی ناجائز ہے ــــ بعض کا نام نبی اللہ بھی سُنا گیا ہے ــــ غیر نبی کو نبی کہنا ہرگز جائز نہیں ــــ [بہارِ شریعت]

لہٰذا محمد نبی کی جگہ محمد بخش ــــ احمد نبی کی جگہ احمد بخش ــــ محمد رسُول کی جگہ غلام رسُول ــــ احمد رسُول کی جگہ غلام احمد ــــ نبی الزّماں کی جگہ غلام نبی ــــ اسی طرح دوسرے نام تبدیل کئے جائیں ــــ اور اسی طرح نظیر احمد کے معنیٰ احمد کے مثل، مُشابہ، مانند کے ہیں ــــ یونہی محمد نظیر اور نظیر اللہ، نظیر الٰہی، نام بھی نہ رکھنے چاہیئے کہ ان کے معنیٰ محمدؐ کی مثل، اللہ کے مثل، الٰہی کے مثل، مُشابہ، مانند کے ہیں ــــ **لہٰذا** ایسے نام رکھنے سے گُریز کیا جائے ــــ اور جن کے یہ نام ہوں وہ بھی مندرجہ بالا ناموں کی طرح نام تبدیل کریں۔

یونہی سَیّد کے معنیٰ، سَردار، پیشوا، بُزرگ، رئیس کے ہیں ــــ **مگر** سِید کے معنیٰ بھیڑیا، شیر کے ہیں ــــ یونہی صَید کے معنیٰ شکار، شکار کرنا وغیرہ کے ہیں ــــ اور ارسَلان کے معنیٰ غلام، شیر، پھاڑ کھانے والا ہے۔ لہٰذا جو پٹھان حضرات سِید محمدؐ یا صَید محمدؐ نام رکھتے ہیں، وہ بھی اپنا نام غلام نبی یا غلام مصطفےٰ سے تبدیل کریں۔

اپنی پیاری بہنوں سے شکوہ

میری پیاری بہنوں! اس میں شک نہیں کہ آپ کو عام مَردوں کی بہ نسبت۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیاروں، پیاریوں سے محبّت زیادہ ہوتی ہے۔ **مگر** یہ آجتک سمجھ میں نہ آسکا کہ جس سے محبّت ہوتی ہے اُس کی ہر چیز سے ہی محبّت ہوتی ہے۔ پھر اُن کے ناموں سے بھی محبت ہونی چاہیئے ــــ **جبکہ** آپ کا عمل اِس کے برعکس ہے کہ اپنے بچّوں، بچیوں کے نام فِلمی ایکٹروں کے ناموں پر رکھتی ہیں۔ آخر ایسا کیوں ؟ ــــ اور مزید یہ کہ اگر ۲ دو ایکٹروں سے مانوس ہوتی ہیں تو پھر ۲ دونوں مَردانہ ناموں کو مِلا کر اپنی ایک بچّی کا نام رکھ لیتی ہیں **مثلاً** زُہیب اکرم۔

اقبال ندیم ـــ ندیم اختر ـــ وغیرہ ـــ اور آپ نام رکھتے وقت اِس کا بھی خیال نہیں کرتی ہیں کہ جس کے نام پر نام رکھا جارہا ہے ـــ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کا دشمن تو نہیں ـــ **مثلاً** پرویز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نامے یعنی رُقعہ کو پھاڑ ڈالنے کے سبب عذاب میں مُبتلا فرمایا ـــ اور حضور علیہ السّلام کی دُعا پر اُس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ـــ **مگر** آپ ہیں کہ اُسی کے نام پر اپنے بچّوں کے نام رکھتی ہیں ـــ **مثلاً** ـــ اقبال پرویز، اختر پرویز، رُبینہ پرویز وغیرہ۔

میری پیاری بہنو! ـــ اگر گستاخِ رسُول اپنے گستاخانہ عقائد کی وجہ سے خود کو **دیو** بندی یعنی شیطان کی بندی لکھتے ہیں ـــ **یا** ـــ یزید پر نام رکھتے ہیں ـــ **یا** ـــ نام کے ساتھ ابو یزید لگانا پسند کرتے ہیں ـــ چونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ، اور اُس کے محبوبِ اعظم کی شانِ پاک میں سیکڑوں سڑی سڑی گالیاں اپنی تقویتُ الایمان، حفظ الایمان ـــ صراطِ مستقیم ـــ بُراھین قاطعہ ـــ جواہرُ القرآن وغیرہ وغیرہ کتابوں میں لکھیں ہیں ـــ اُنکا ناموں سے متعلق شیخ النجد، **دیو**، یا شیطان، اور یزید وغیرہ پر نام یا کنیت رکھنے کا عمل تو اُن سے محبت کی وجہ سے ہے، **مگر** آپ! پرویز وغیرہ نام کیوں رکھتی ہیں ـــ؟ ـــ آپ کو تو انبیاء کرام ـــ اولیاء کرام کے ناموں پر نام رکھنے چاہیئے ـــ اہلِ بیت کرام کے ناموں پر نام رکھنے چاہیئے تاکہ اُنکی برکت شاملِ حال ہو ـــ

خواتین کا خواتین کو نام بگاڑ کر یا خود ساختہ ناموں سے پُکارنا۔

میری پیاری بہنو! ـــ آپ سے ایک اور بھی وہ شکایت ہے ـــ جو پہلے مردوں سے کر چکا ہوں ـــ اور وہ شکایت آپ کے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ہے ـــ کہ کسی کا نام نہ بگاڑہ جائے ـــ یعنی اصل نام کو چھوڑ کر خود ساختہ ناموں سے پُکارنا ـــ **مثلاً** ـــ زیادہ باتیں کرنیوالی کو **یا** جس کا نام بتول ہو ـــ اُس کو بتولی ـــ بہت تیز عورت کو ـــ تیتا مرچ ـــ دُبلی پتلی عورت کو ـــ چھپکلی ـــ

نیچے کی منزل میں رہنے والی کو ــــ نیچے والی ــــ اور اُوپر کی منزل والی کو ــــ اُوپر والی ــــ اِسی طرح نئے گھر والی ــــ کُتّے والی ــــ چشمے والی ــــ بُرقعہ والی ــــ پرس والی ــــ دہلی والی ــــ آگرہ والی ــــ سندھن ــــ پنجابن ــــ پٹھانی ــــ بھوری ڈھیڑی ــــ نعیمہ کو نمّو ــــ محمُودی کو مُودی ــــ نور جہاں کو نُودی ــــ زُبیدہ کو زوبی ــــ روبینہ کو رُوبی ــــ وغیرہ وغیرہ کہنے کی آپ کو اسلام نے کہاں اجازت دی ہے ــــ؟ ــــ اسلام میں اِس طرح کے نام بگاڑنے کی نہ مَردوں کو اجازت ہے ــــ اور نہ خواتین کو ــــ اور آپ کو ڈبل احتیاط کی ضرورت ہے کہ اِس کا بچّوں اور گھر کے ماحول پر بھی بُرا اثر پڑ سکتا ہے ــــ بلکہ پڑتا ہے۔

اپنے ناموں پر دُرود شریف نہ لکھو

اگر کسی خوشبخت کا نام محمّد ہو ــــ **یا** کُنیّت میں ــــ **یا** عُرف میں محمّد ہو **مثلاً** نام محمّد ہے اور عُرف نور محمّد ــــ نور احمد ــــ نورِ مصطفیٰ وغیرہ ــــ تب اُن پر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نہ لکھا جائے ــــ کہ یہ اُمّتی کا نام یا کُنیّت یا عُرف ہے ــــ "نہ کہ حضُور علیہ السّلام کا اسمِ گرامی (نام) ــــ **بلکہ** اِن پر صلعم یا ؐ بھی ہرگز نہ لکھا جائے ــــ اور **خاص** حضُورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے نام مُبارک پر ؐ یا صلعم لکھنا یا پڑھنا تو جائز ہے ہی **نہیں** عُلمائے نے صاف حرام فرما دیا ــــ یعنی اسمِ خاص جو حضورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لئے ہو اُس پر پورا دُرود صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہی لکھا جائے ــــ کہ جو جو قاری مضمون پڑھے گا اگر دُرود شریف لکھا ہو گا تو وہ ضرور پڑھے گا ــــ جس کا ثواب پڑھنے والے کو، مضمون لکھنے والے کو اور کاتب وغیرہ کو پُورا، پُورا، اللہ ربُّ العزّت عنایت فرمائے گا ــــ ؐ ــــ اور ــــ صلعم ــــ کی قِسم کا اختصار اگر جائز ہوتا تو محدّثینِ کرام احادیث کی کتب میں ایسی اختصار والی علامت استعمال کرتے ــــ کہ اُس میں ساٹھ ہزار بلکہ بعض ضخیم جلد میں اس سے بھی زائد بار دُرود شریف لکھا گیا۔ مگر اُنھوں نے **عظیم گناہ** کا خیال کیا، اختصار کیا بھی تو طویل دُرود لکھنے کے بجائے

صلی اللہ علیہ وسلم سے کم مناسب نہ جانا ــــ ؐ اور صلعم دُرود شریف کا بدل نہیں ــــ علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ نے شرح مراقی الفلاح کے حاشیہ میں فرمایا کہ "وقت کے حاکم نے اس شخص کا ہاتھ کاٹ دیا تھا جس کاتب نے ؐ، صلعم یہ بدعت ایجاد کی تھی" عرصہ دراز کے بعد باسی کڑی میں پھر اُبھان آیا ــــ اور گستاخِ رسول وہابیوں **دیوبندیوں**، مودودیوں نے حضور علیہ السّلام کی شان گھٹانے یا **غیر اہمیت** دینے کی غرض سے تحریروں میں ؐ، صلعم، ؑ، یونہی اولیائے کرام کے اسمار پر رضؓ، رح، اور اللہ تعالیٰ کے اسمار پر تعالیٰ کے بجائے تعؔ، لکھنا شروع کر دیا ــــ اِن گستاخوں کی دیکھا دیکھی بعض لاعلم مُسلمانوں نے بھی اس فعلِ قبیحہ کو اپنانا شروع کر دیا ــــ **چونکہ اِسی غرض سے** ــــ گستاخِ رسُول فرقوں نے جاری بھی کیا تھا ــــ اکثر عُلماء اِس عمل کو حضور علیہ السّلام کی شان گھٹانے اور شان کم کرنے کے مترادف بتاتے ہیں ــــ اور یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السّلام کی شانِ پاک گھٹانا **کفر** ہے ــــ

کاتب ! حضرات ؐ، ؑ، اور صلعم کی جگہ درود شریف ہی لکھیں ــــ اور تعؔ کی جگہ تعالیٰ ــــ ج کی جگہ پر جَلَّ جَلَالُہٗ، یا عَزَّ وجل لکھیں ــــ گستاخِ رسول **دیوبندی** یا مودودی جماعت کے کہنے پر دُرود شریف کاٹ کر ؐ یا صلعم ہرگز نہ لکھیں کہ یہ اس سے بھی زیادہ شان گھٹانا ہے ــــ **محرومی** ایک قطرہ سیاہی یا ایک سکنڈ وقت کی بچت سے ہزار ہا نیکیوں سے محروم ہونا کہاں کی عقلمندی ہے ــــ ؟

حضور علیہ السلام کے صفاتی نام

اللہ ربُّ العزّت کے ۹۹ ناموں کے شروع میں ــ بچوں کے نام رکھتے وقت **عبد** لگانا ضروری ہے اور ہمیشہ عبد کے ساتھ ہی نام پکارا جائے ــــ اور نام کے استعمال میں خود اور دوسروں کو بگاڑنے نہ دیا جائے ــــ **مثلاً** عبدُالغفار کو غفار **یا** غفار بھائی یا گپھّار بھا یا، گپّار یہ وغیرہ ــــ اللہ ربُّ العزّت کے اسمار کی توہین کفر ہے ــــ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبُوب کو رؤف، رحیم، کریم، ہادی، وغیرہ جیسے اوصاف سے یاد فرمایا ــــ اور یہ حضور علیہ السّلام کے صفاتی نام ٹھہرے ــــ

حضورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے صفاتی نام تقریباً دو ہزار ایک سو (۲۱۰۰) ہیں ــــــ
اِن تمام ناموں میں سے حضور کے غلام نام رکھ سکتے ہیں ــــــ **البتہ محمّد** اور احمد نام
رکھنے کی بہت فضیلت ہے ــــــ نبی بخش، غلام نبی، رسُول بخش، غلام مصطفےٰ، محمد بخش
غلام احمد، نورِ مصطفےٰ، غلام محمّد، نور محمّد، مصطفےٰ احمد، عبدُالنّبی، غلام غوث، اور
عبدُالرسُول، غلام مجتبیٰ ــــــ نام بہتر ہیں، اور بہت ممکن ہے کہ یہ غلامی، میدانِ محشر
میں رسوا ہونے سے بچائے اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے غلاموں کو جنّت عطا فرمائے آمین

خدا کے بندے کہتے ہیں کہ سب بندے خدا کے ہیں
خدا کا بندہ ہوتا ہے، غلام مصطفےٰ ہو کر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی دو جہاں کی بادشاہی ہے
جو یہ حاصل نہیں تو دو جہاں کی رُوسیاہی ہے

عبد المصطفےٰ اعظمی، حافظِ ملّت

بارہ سو جدید انداز میں ایک دوسرے سے ملتے ہوئے اسلامی نام

ناموں سے متعلق فہرست مردم شماری اور لغاتِ کشوری، فیروز اللغات فارسی وغیرہ سے
مدد لی گئی ہے ــــــ نام "احکامِ عقیقہ اور بچّوں کے اسلامی نام" نامی کتاب میں ملاحظہ کریں

مردانہ ناموں کے اوّل آخر

مردانہ ناموں کے اوّل آخر عبد یا رضا، یا، مصطفےٰ
یا، محمّد، یا، احمد، یا، علی، یا، حُسین، یا، پیر، فقیر،
سلام، یا، اسلام وغیرہ جو معنٰی کے اعتبار سے مناسب ہو، لگائیں ــــــ

خواتین ناموں کے اوّل آخر

اِسی طرح خواتین ناموں کے اوّل آخر، بی،
یا، بی بی، یا، خاتون، یا، مسمّاۃ، یا، پروین
یا، ناز، یا، کنیز، یا، آرا، یا، آفریں، یا، حسین، یا، شیریں، یا، آنسہ، یا، بائی، وغیرہ
جو معنٰی کے اعتبار سے مناسب ہو لگائیں ــــــ

مردانہ و زنانہ ناموں میں لگائے جانے والے، مضاف، عُرف، یا کنیّت
کے معنٰی اُن کی **ردیف** میں مُلاحظہ فرمائیں ــــــ

مُسلمانو! سُناتا ہوں تمھیں ہالوں کی بدحالی
بیانِ حال بھی خالص نصیحت سے نہیں خالی

اپنے مکان کو چھوڑ کر ہال میں دعوت

ہالوں میں کھلانے سے دعوت و ضیافت کے مفہوم کا جس بے دردی سے گلا گھونٹا جاتا ہے وہ قابلِ رحم ہے۔ دعوت شریعتِ مطہرہ نے جس مقصد کیلئے مباح رکھی تھی، وہ مقصد میلوں دور تک نظر نہیں آتا ــــــ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فلاں ہال میں دعوت ہے گویا ہال والے کی طرف سے دعوت ہے ــــــ اور دعوت کے کارڈ تقسیم کرنیوالے کے پورے گھر کی دعوت بھی ہال والے کے ہاں ہے ــــــ اگر ہال کا مالک نظر نہیں آتا ہے تو اتفاق سے دعوت پر بلانے والا بھی نظر نہیں آتا ــــــ کہ مکان سے دور ہونے کی وجہ سے دیگر اہم ذمہ داریاں بھی اس کے پیش نظر ہوتی ہیں ــــــ اور یوں بھی کہ اُس کا کام صرف ڈیکوریشن کا کرایہ اور ہال کا بل ادا کرنا ہے ــــــ اور ہال میں میزبانی کے متعلق بالکل دلچسپی نہیں لیتا ــــــ غیر متعلق افراد پر بھروسہ کرتا ہے۔

شادی کے تقدّس اور ہالوں کے مالکان کے غلط رویّہ کے عَلاوہ صِرف دعوت سے متعلق

ان ہالوں میں بیاہ، شادی اور پڑوسیوں کی ہمدردی کی یادیں، اور یہ کہ گرمی سردی، برسات میں اپنا گھر پناہ گاہ بننا، سہیلیوں کی محبّت، بہن، بھائی، ماں، باپ سے جُدائی، لڑکی کی رُخصتی کا تقدّس کس کس طرح پائمال ہوتا ہے۔ یہاں

بیان کرنا ہمارا مقصد نہیں ـــــ اور نہ یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح کسی جانور کو مار مار کر ادھ مرا کر کے پھر ذبح کیا جائے تب اُس میں پھڑ کنے، تڑپنے کی طاقت نہیں ہوتی ـــــ بالکل اسی طرح جس گھر میں لڑکی پلی بڑی ہوتی ہے ہال میں جانے کیلئے جب وہ اپنے اس پیارے گھر اور محلّے سے جدا ہوتی ہے ـــــ بغیر کسی کے احساس کئے آدھی رُخصتی تو اُس وقت ہی ہو جاتی ہے ـــــ اور جس ہال میں آکر بیٹھتی ہے وہ عمارت اجنبی اور وہاں کے ماحول میں رہنا لڑکی پر وحشت طاری کرتا ہے ـــــ اور لڑکی سے جس وقت عقد کی اجازت لی جاتی ہے ـــــ اس وقت لڑکی خود کو یہ محسوس کرتے ہوئے اجازت دیتی ہے جس طرح پولیس حوالات میں قیدی سے ناکردہ جرم اقرار کراتی ہے ـــــ اس سے قطع نظر کہ یہاں صرف ہالوں میں دعوت سے متعلق ہی عرض کرنا ہمارا مقصد ہے ـــــ اور نہ ہالوں کے مالکان کے اُس رویہ کے متعلق گفتگو کرنے کا ارادہ ہے جو اکثر حضرات صرف اِس سہولت کی خاطر اپنی تقریب کو ہال میں انجام دیتے ہیں کہ وہاں سے ہی ڈیکوریشن کا سامان بھی لے لیا جائیگا۔ جس سے وقت بھی بچے گا۔ جبکہ مال گھر لانا آسان ہے اور وہیں کے وہیں ہال میں پہنچانا مشکل کہ کثیر رقم مانگتے ہیں۔ وہاں سے ہال میں ہم خود سامان پہنچائیں یا کثیر رقم اِن ڈیکوریشن والوں کو دیں۔ اسی سوچ بچار میں قیمتی وقت گزر جاتا ہے۔ اور جب دعوت کا وقت قریب آجاتا ہے تب مجبوراً راضی ہونا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے ڈیکوریشن والوں کے ہی دھلے برتن استعمال کروانے پڑتے ہیں۔ اور اگر مہمان ڈیکوریشن والوں کا برتن دھونا دیکھ لیں تو یقیناً بھوک ہی اڑ جائے۔ اور یہ کہ ہالوں کے مالکان کا اخلاق بھی بہت اچھا ہوتا ہے، چند پیسوں پر یا ناقص چیز تبدیل کرنے پر چند گھنٹے میں تین چار ہزار کے نفع کی پرواہ کئے بغیر بات بات پر ڈیکوریشن اور ہال کی بکنگ ختم کرنے کی دھمکی دیتے ہیں ـــــ دھمکی خواہ وقت کی نزاکت کی وجہ سے دیں یا پیٹ بھرے کی بنیاد پر دھمکی دیں ـــــ یا دھمکی دینا ان کی عادت میں شامل غرضیکہ دھمکی دیتے ضرور ہیں ـــــ یہ دھمکیاں اُس کے

علاوہ ہیں جو ہال بک کرتے وقت پندرہ دن قبل ہی یہ دھمکی طے کر لیتے ہیں کہ ہمیں اگر ہال کی ضرورت ہوئی تو بکنگ ختم ــــ اِس شرط سے مُراد اُن کی یہ ہوتی ہے کہ ہماری برادری یا قوم کی کوئی اُس دن تقریب ہوئی تب ہم اُس کو ترجیح دیں گے ــــ تمھاری بکنگ ختم ــــ ڈیکوریشن کا مال لیتے دیتے گنتی میں اور بال پڑی پلیٹ وغیرہ دینے میں کیا ہوشیاری کرتے ہیں اور پھر وصولی پر خوب جانچ کر دیکھ بھال کر کہ اگر کوئی برتن وغیرہ ذرا عیب دار ہوا، اس کا بازاری خوردہ نرخ سے بھی دو چار رُوپے زائد وصول کرنا ان کا اپنا حق ہوتا ہے ــــ لہٰذا اس پر بھی ہمیں کچھ نہیں کہنا۔

یہ بات ذہن میں آنا لازمی ہے کہ اتنی پریشانیوں کے ہوتے، اور یہ کہ بار بار ہال سے اپنے گھر پر اسی طرح اپنے گھر سے ہال کے چند گھنٹوں میں کم و بیش بیسیوں چکر لگانے پڑتے ہیں۔ پھر ہال میں ہی عوام دعوت کرنا کیوں پسند کرتے ہیں؟

تو میرے اسلامی بھائیو! پورے کنبے میں صرف ایک یا دو [۲] افراد ہی ہال کے دیوانے ہوتے ہیں۔ اور وہ کسی نہ کسی طرح اپنی کوششوں میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔

اور یہ سوال کہ جب ایک بار کئی اقسام کے نقصانات سامنے آ گئے پھر بھی وہی خاندان دوسری مرتبہ کوئی بھی تقریب ہال میں کیوں کرتا ہے؟۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری فطرت میں ہے کہ نماز عید الفطر کی نیت امام سے سننے کے باوجود عید الاضحیٰ پر نیت بھول جاتے ہیں ــــ اور جس طرح حکومت کا ہر نیا ظلم پُرانے ظلموں کو بھلا دیتا ہے ــــ اسی طرح ہالوں کے عظیم نقصانات بھی بھولنا ممکن ہیں ــــ جبکہ ایک تقریب سے دوسری تقریب میں نسبتاً وقت بھی کافی گذر چکا ہوتا ہے۔

جیسا کہ پیشتر گذرا کہ ہالوں میں کھلانے کے دیوانے پورے گھر میں ایک یا دو [۲] ہی ہوتے ہیں جب ان کی رائے تسلیم کر لیجاتی ہے تب اُن ہالوں کے دیوانوں کو کرسی پر کھانا کھلانے کا بھوت سوار ہوتا ہے ــــ پہلی مرتبہ اگر وہ اس میں کامیاب

ہو گئے تب دُوسری مرتبہ مہمانوں کو کھڑے کھڑے کِھلانے کا دورہ پڑتا ہے ــــــ

جب اِس طرح کے دیوانے دین میں فتنے پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تب وہ فتنے خود بھی فتنے جنم دیتے ہیں ــــــ مثلاً جس مذہبی گھر میں گانے! گالی سمجھے جاتے ہیں اُن کے ہاں صرف خبروں کی غرض سے پہلے ریڈیو آئے گا۔ کچھ ہی سن بعد کسی کسی وقت بچے گانے بھی سُننے لگیں گے ــــــ جب وہ بچے ذرا بڑے ہوں گے تب ٹیلی ویژن بھی آئے گا ــــــ اِس کے بعد وی، سی، آر بھی ــــــ پھر اس کے لئے یومیہ دو چار کیسٹیں بھی ــــــ اِس طرح گھر سے شب کا آرام وسکون رُخصت۔ نماز اور دینداری تو پہلے ہی رخصت ہو چکی ہوتی ہے ــــــ اب لڑکیوں کو کس ناچ گانے کے سینٹر میں داخلہ دلایا جائے اُس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے گا ــــــ اِس کے بے پناہ اخراجات کے لئے حرام ذرائع سے حاصل کردہ رقم سے بھی پرہیز نہیں کیا جائے گا ــــــ پھر وہ حرام لقمہ کیا کیا فن دکھاتا ہے؟ اس کی ایک جھلک کتاب کے شروع میں ہی مُطالعہ فرما چکے ــــــ "قارئین آپ نے دیکھا کہ ایک فتنہ کتنے فتنوں کو جنم دیتا ہے"۔

اس شان سے وہ آج پئے امتحاں چلے
فتنوں نے پاؤں چوم کے پوچھا کہاں چلے یعنی ہم بھی چلیں

اسی طرح کھانے کی دعوت میں بھی سیکڑوں فتنے جنم لے چکے ہیں ــــــ علاوہ کھانے کی اکتیس سُنّتوں کو پامال کرنے اور سیکڑوں بھلائیوں سے محرومی کے ایک خرابی آگے مضمون "ایک نظر ادھر بھی" میں مُطالعہ فرمائیں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ نیکی کی بات یا عمل کم قبول کرنے میں اور بُرائی فوراً پھیلنے میں شیطان کے علاوہ ہماری اپنی نفسانی خواہش کا بھی دخل ہے۔ **کاش** کہ ایسا ہوتا کہ جس میں برائی کا گمان ہو تو گھر کا سربراہ صاف کہدے کہ میں ایسی تقریب میں بالکل شامل نہیں ہوں گا ــــــ پھر دیکھیں کہ کس طرح بتدریج ہمارے گھروں میں برائیاں ڈیرا جماتی ہیں؟ **مگر** جب ہمارا ہی یہ حال ہو کہ "رونے کو تو پہلے ہی بیٹھی تھی اور اوپر سے آگیا بھیا"۔ تو خوب پھوٹ پھوٹ کر روئی ــــــ کہ پہلے ہی سے دِلوں

میں بُرائی کی طرف ذہن نفس مائل ہوتا ہے پھر مزید کوئی برائی کی طرف آمادہ کرنیوالا بھی پیدا ہو جائے تو پھر یقینی ہے کہ بُرائی، بدی یا گناہ ہر گھر میں پھلے پھولے گا۔

ہالوں میں دعوت کے مزید چند نقصانات

ہالوں میں دعوت کا خون اس طرح کیا جاتا ہے کہ کھِلانے والا عملہ کرائے کا یا غیر متعارف، اجنبی ہوتا ہے ـــــ اِس وجہ سے اس کو نہیں معلوم ہوتا کہ اصلی مہمان کون ـــــ اور یہ کہ کون کس شان کا مالک ہے ـــــ اور مدعو کرنیوالے کا کون عزیز ہے اور کون دوست ـــــ کہ وہ کپڑوں سے نہیں پہچانا جاتا ـــــ کہ بعض رشتہ دار یا دوست یا محسن عام حالت میں ہوتا ہے مگر اہم ہوتا ہے ـــــ اور یہ کہ اس کے کیا کیا احسانات میزبان پر ہیں؟ جس کی وجہ وہ مدعو کیا گیا ـــــ اور نہ اِس عملے کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس کو بلایا تھا اور وہ نہیں آیا ـــــ اور کس کو نہیں بُلایا گیا مگر وہ آیا ہوا ہے ـــــ اگر ایسی دعوت میں تمام کھانے والے بھی فرداً فرداً دعوت دینے والے سے دو چار دن بعد کہیں کہ میں فلاں مجبوری کی وجہ سے دعوت میں نہیں آسکا۔ اس کو سب تسلیم کرنا پڑیگا ـــــ کہ خود جو میزبانی کے فرائض انجام نہیں دیئے ـــــ اور اس وجہ سے بھی کہ اگر کھلانے والے چند ماہ بعد انکار کریں تو وہ فطرتاً بے قصور سمجھے جائیں گے کہ ان کے سامنے کسی کے ولیمہ کا تذکرہ ہوتا ہے تب وہ اُس کے گھر سے لاعلمی پر یہی کہتے ہیں کہ جب ہم نے اس کا گھر ہی نہیں دیکھا تو ولیمہ کیسے کھالیا؟ ـــــ اور اگر کسی نے یاد بھی دلایا کہ تم نے ہال میں کھایا تھا ـــــ تب وہ یاد آنا بھی وقتی ہوتا ہے ـــــ پھر وہی ذہن بنا رہتا ہے، کہ اس کے ہاں دعوت پر نہیں گئے ـــــ اور اگر کبھی ہال کی دعوت کسی خصوصیت کی وجہ سے یاد آتی بھی ہے ـــــ تب اس وقت یہ یاد نہیں رہتا کہ کس کے ولیمہ میں گئے تھے ـــــ یہ سب کچھ ہالوں میں دعوت کرنے اور میزبان کی عدم دلچسپی کا نتیجہ ہے کہ بن بلائے مہمان ہالوں کی ہر دعوت میں شریک ہوتے ہیں۔ اور کھانا برباد کرنا چونکہ ان کی عادت دفطرت میں ہوتا ہے۔ جبکی حقیقت اللہ ربّ العزت کے محبوب پہلے ہی

فرما چکے ہیں۔

حدیث:- ابوداؤد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو دعوت دی گئی اور اس نے قبول نہ کی اس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی ـــــ اور جو بغیر بلائے گیا وہ **چور** ہو کر گھسا اور **غارت گری** کر کے نکلا۔

اسی طرح وہ بن بلائے آنے والے نظام درہم برہم کر کے رکھ دیتے ہیں۔ اور کھانے کی بربادی کے سبب کھانے کی قلت واقع ہوتی ہے ـــــ مہمانوں کا بھوکے واپس ہونا یقینی ہے ـــــ اور یہ یقینی ہونا بھی چاہیئے کہ **دعوتِ** ولیمہ جب **سُنّت** کی نیّت نہیں ـــــ اپنے مسلمان بھائی کی دعوت کی نیّت سے نہیں بلکہ نام وری اور دوست احباب میں یا قوم برادری میں **ناک** اونچی رہے ـــــ جب یہ نیّت ہو تو برکت کہاں سے پیدا ہوگی ؟

ایک نظر اِدھر بھی اگر اس کا مشاہدہ مطلوب ہے کہ ہالوں میں چور آتے ہیں یا نہیں تب میزبان! مہمانوں کی دعوت کی فہرست خود بنائے ـــــ اور خود دعوت دینے جائے ـــــ اور خود ہی ہال کے دروازے پر مہمانوں کا استقبال کرے ـــــ اور ہال میں کسی داخل ہونے والے کو بھی نہ روکے ـــــ تب اس پر ظاہر ہوگا کہ کالج کے طلباء اپنے دیگر دستوں کے ہمراہ بڑی بے پرواہی سے ہال میں ایسے داخل ہوتے نظر آئیں گے جیسے کسی نام نہاد اسلامی جماعت کے طلباء کا کنونشن ہال میں ہے ـــــ پھر یہ لباس کے اُجلے دل کے کالے کھانے کی غارت گری، بربادی کس کس طرح کرتے ہیں ـــــ وہ حدیث پاک سے بھی ظاہر کہ روٹی کو ہاتھ تک نہیں لگاتے ـــــ جیسے ہی سالن کا تھال آتا ہے فوراً چیل کی طرح اس پر جھپٹتے ہیں ـــــ ان میں کے دو تین ہی جو کچھ زیادہ ہی ماہر ہوتے ہیں وہ مرغ کی رانیں ہی رانیں پلیٹ میں بھر کر سالن کا حسن تباہ کرتے ہیں ـــــ بقیہ حضرات میں جو دور اندیش ہوا اسی کو غنیمت جان کر قبول

کرتا ہے ــــ حسّاس شخص کے لئے صِرف شوربہ رہ جاتا ہے ــــ جب تک دوسرا تھال آئے یہ شریف چور کسی ران کا گوشت آدھا کسی کا چوتھائی اگر دوسرا تھال آتے دیکھتے ہیں تب وہ پلیٹ یوں ہی چھوڑ کر دوسری پلیٹ میں پھر انیں بھر کر کچھ کھایا کچھ چھوڑا اس طرح ایک بن بلایا سیروں گوشت برباد کرتا ہے جو کچرے کی ٹپ کی نظر ہوتا ہے ــــ مذکورہ حدیث کا یہ جملہ کہ "جو بغیر بُلائے گیا وہ چور ہو کر گھُسا اور غارت گری کر کے نِکلا"۔ اِس کو بَار بَار پڑھیں ــــ اور ٹپ میں غارت گری بھی مُلاحِظہ کریں ــــ ایسی میزبانی اور مہمانی پر بزرگوں کی یہ مثال صَادق آتی ہے کہ

"اندھے پیسیں کتّے کھائیں"

تن دہی سے خود کما کھانا جسے مرغُوب ہے
وہ جواں دل حق تعالیٰ کو بہُت محبُوب ہے

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا ◆ دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

حدیث: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے دو کھجوریں مِلا کر کھانے سے منع فرمایا جب تک ساتھ والے سے اجازت نہ لیلے۔

تقریبِ دعوت میں ترقی کی راہیں نکالنے اور خود کو ترقی پسند سمجھنے والوں سے صِرف یہ کہنا ہے کہ اللہ رَبُّ العزّت کا محبُوب تو یہ فرمائے کہ "دو کھجوریں بھی کوئی مِلا کر نہ کھائے جب تک اپنے سَاتھی سے نہ اجازت لے لے"۔ اگر آپ کو ترقی کرنا تھی تو چاہیئے تو یہ تھا کہ خود نہ کھاتے اپنے برابر والے ساتھی کو ہی کھِلانا پسند کرتے ــــ مگر آپ کو تو چھین جھپٹ کر! اور وحشیوں کی طرح کھاتے پھرنے میں ترقی نظر آتی ہے ــــ اگر ایسی محفل میں ایک بھی شریفُ النفس شخص دعوت پر آ کر آپ جیسے ترقی پسندوں میں پھنس جائے ــــ اور سَالن سے بھرا تھال آتے ہی آپ جیسے تن کے اُجلے من کے کالوں کو اُس پر جھپٹتے

ہوئے دیکھے کہ پورا تھال پلک جھپکتے ہی صاف ___ اگر وہ ہمت و جرأت سے کام لے کر کھانا بھی چاہے تو باوجود ایک گھنٹے انتظار کرنے کے نہیں کھا سکتا۔
ایسی تقریبات کرنیوالے یا اس قسم کی دعوت کا مشورہ دینے والے یہ قطعی بھول جاتے ہیں کہ نیکی کو گناہ میں تبدیل کرنے کی کیا سزا ہے ___ ؟ ___ جبکہ اس کو یہ بھی معلوم ہو کہ سنّت پر عمل نہ کرنا ثواب سے محرومی اور سُنّت کا مذاق اڑانا کفر ہے۔ اسلامی اصولوں پر کھانا کھلانے کو حقیر اور اُن کا مذاق اڑانا تو کجا، بیہودہ حرکات کو ترقی کا نام دینا ___ نیکی کے کام میں اضافہ کے بجائے اپنے مسلمان بھائیوں کو گناہ کی راہ چلانے کو ترقی اور خود کو ترقی پسند کہتے ہوئے شرم و حیاء ___ خوف قبر و حشر سب رخصت ؟ ___ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

پاکستان بننے سے قبل ہندوؤں کو ووٹ دلانے کی غرض سے جہاں ہندوؤں میں طرح طرح کی خوبیاں بیان کی جاتی تھیں وہاں گاندھی کو اسلام پسند بتاتے ہوئے کانگریسی، تبلیغی جماعت کی زبان نہ تھکتی تھی ___ آپ خود بھی اسلام سے ایسے بیزار کہ اسلام پسند تو کیا ؟ ___ نصاریٰ سے بدتر درندوں کی طرح چلتے پھرتے چھینتے جھپٹتے کھانے پینے کو پسند فرمانے لگے ___ کتاب کے اوّل صفحات پر اللہ تعالیٰ کے محبوبؐ کی بیان کردہ سُنّتوں میں ایسا کونسا نقص تھا جو مزید ترقی کے نام پر بیہودگیوں کو پسند فرمایا ؟ ___

شیطان نے ترکیب تنزّل کی نکالی
ان لوگوں کو تم شوق ترقی کا دِلا دو

حکایت:۔ جو بے بلائے دعوت میں آئے اس کیلئے عبرت اور اس کے لئے بھی عبرت کہ جس کو بلایا جائے اور وہ نہ آئے۔ خصوصاً متکبرین کے لئے یہ حکایت عبرت کا سبق دیتی ہے۔
ایک شخص نے لوگوں کی دعوت کی اُسکا بیٹا! باپ کی بے اطلاع حضرت

جنید قدس سرہٗ کو بھی بلا لایا۔ آپ جب اس کے گھر کے دروازے پر پہنچے، اُس کے باپ نے اندر نہ جانے دیا ـــــ آپ واپس پلٹ آئے ـــــ لڑکا پھر دوبارہ بُلانے آیا آپ تشریف لے گئے ـــــ پھر اس کے باپ نے اندر نہ جانے دیا ـــــ آپ پھر واپس آئے ـــــ اس طرح چار بار حضرت جنید قدس سرہٗ تشریف لائے ـــــ تاکہ لڑکے کا دل خوش ہو ـــــ اور ہر بار پلٹ گئے تاکہ اس کے باپ کا دِل واپسی سے خوش ہو ـــــ حالانکہ آپ اس سے فارغ تھے ـــــ اور ہر دو قبول میں آپ کو عبرت ہوتی تھی کہ اس امر کو منجانب اللہ دیکھتے تھے۔

گیارہویں شریف، بارہویں شریف کا کھانا

جو کھانا اپنی نام وری کی غرض سے نہیں بلکہ اُس کھانے وغیرہ کو ہی بزرگوں کی مِلک کرتے ہیں ـــــ اور پھر وہ کھانا اُنہی کے نام سے منسوب بھی ہو پھر اُس کھانے میں ذائقہ اور خیر و برکت کیونکر نہ ہو ـــــ؟

اسی طرح جو غریب اپنی **بہن، بیٹی** کی شادی اپنے مکان پر کرتے ہیں، اور حضور علیہ السلام کی سُنت اور مسلمان بھائی کی ضیافت کے ارادے سے دعوت ولیمہ کرتے ہیں۔ رات دن کا مشاہدہ ہے کہ اُس کھانے میں بھی کافی برکت ہوتی ہے ـــــ باوجود کھانا کم پکانے کے تمام مدعوئین بھی سیر ہو کر کھاتے ہیں ـــــ اور براتیوں کے ساتھ بھی کھانا کیا جاتا ہے۔ **نیتِ خیر** کی برکتیں اور نام و نمود کی نحوستیں رات دن دیکھنے میں آتی ہیں ـــــ نیت بدلی تاثیر بدلی ـــــ دعوت میں نیّت کا صحیح ہونا بھی ضروری ہے ـــــ اور عمل بھی کہ دعوت کرنیوالا خود میزبانی (کھانا کھلانے پر معمولی) کے فرائض انجام دے ـــــ کہ جو اخلاقی برتاؤ خود کر سکے گا وہ دوسرا نہیں ـــــ اور نہ کون آیا اور کون نہیں آیا اور کون کس نفاست یا عادت کا مالک ہے ـــــ اسی طرح کونسی بات کس کو بُری لگتی ہے اور کون خوش ہوتا ہے ـــــ اور ہلکی پھلکی خوش طبعی بھی یہی کر سکتا ہے کہ اس کے سب ساتھی ہیں۔ ہم مذاق ہیں ـــــ اگر دعوت کرنیوالا کسی ساتھی کے ہاں دعوت پر اُس کو تنگ کر چکا ہے تو آج وہ بھی انتقام لینا چاہے گا ـــــ اگر خود

ہوگا تو خوش اسلوبی سے نبھائے گا۔ ورنہ جس کو علم نہ ہوگا وہ اُس سے اُلجھ جائیگا ـــــ جس سے بجائے محبّت کے نفرت کو قوت ملے گی ـــــ اسی طرح اگر خود کام میں مشغول ہوگا تو ہر ساتھی بھی چاہے گا کہ ہم بھی اپنے دوست کا ہاتھ بٹائیں ـــــ اُس کا وزن ہلکا کریں ـــــ اور جیسا کہ آپ نے مطالعہ فرمایا کہ خود کھلانا یا کھانے پر بیٹھنا سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی سُنّت بھی ہے۔ **مگر** یاد رکھیں کہ یہ سب کچھ گھر پر دعوت کریں تب ہی ممکن ہے۔ مگر جہاں میزبان اور اس کا اپنا گھر کنبہ بھی مہمان نظر آئے ـــــ وہاں کیا کسی کی تکلیف کا احساس ہوسکتا ہے؟ (کہ مہمان کو کیا تکلیف ہے؟، اسکو کیا پریشانی ہے، اس کو کیا حاجت ہے؟) کہ خود وہ برائی جگہ اپنی پریشانیوں میں گم ہوتا ہے۔

ہوٹل یا کینٹین

ہالوں میں کھلانے کو ہوٹل یا کینٹین کا نام بھی دینا مناسب نہیں کہ ہوٹل یا کینٹین میں کھانے کا آڈر دیتے اور روپے ادا کرتے وقت مالک سے رابطہ ہوتا ہے۔ اور احترام سے کھلایا جاتا ہے کھانے کی بربادی بے حرمتی نہیں ہوتی ـــــ لہٰذا ہالوں میں دعوت کو ہوٹل یا کینٹین کا نام دینا بھی ہوٹل یا کینٹین کی توہین ہے ـــــ یہ الگ بات ہے کہ خود ہوٹل میں شوقیہ کھانا شرفا کے نزدیک اور اسلام میں بھی معیوب ہے۔

ہالوں میں دعوت کی اجازت

البتّہ اگر کسی شخص کو حقیقت میں کوئی خاص اہم مجبوری ہے کہ اپنے مکان یا پڑوسیوں کے یا قریب ہی کسی جگہ قنات، شامیانے کی مدد سے کھانا کھلانا ممکن نہ ہو تب اپنے کسی رشتہ دار، دوست. احباب یا کسی مدرسہ، اسکول میں یہ تقریب ادا کی جائے ـــــ اور اگر وہاں پر بھی ممکن نہ ہو پھر ہالوں میں بھی جائز ہے **بشرطِ** کہ ہالوں کی بدحالی سے بچا جائے، اور مندرجہ بالا تمام احتیاطوں کو پیشِ نظر ضرور رکھیں تاکہ سُنّت طریقوں پر دعوت کہلائی جائے۔ **اگر** سُنّتِ رسُول نیّت نہیں تو ہال ہو یا اپنا گھر۔ ہر جگہ نام و نمود، فخریہ دعوت منع ہے۔ دعوت خالص خلوص کی بنیاد پر ہو، تاکہ کسی قسم کی رزق کی بربادی یا اسراف نہ ہو ورنہ اُس کے نتائج سے دوچار ہونا پڑیگا ـــــ

حدیث:۔ ابن ماجہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ "نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیہ وسلّم مکان میں تشریف لائے۔ روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا اُس کو لے کر پونچھا پھر کھالیا اور فرمایا عائشہ اچھّی چیز کا احترام کرو کہ یہ چیز (یعنی روزی) جب کسی قوم سے بھاگی ہے تو لوٹ کر نہیں آئی"۔ یعنی اگر ناشکری کی وجہ سے کسی قوم سے رزق چلا جاتا ہے تو پھر واپس نہیں آتا۔ ⊏بہارِ شریعت⊐

یہ مانا کہ دونوں جہان کے سردار نے باوجود اللہ کی عطا سے مالکُ مختار ہونے کے رُوٹی کا ٹکڑا صرف اور صرف ہمیں تربیت دینے کی غرض سے اُٹھا کر کھایا اور یہ کہ امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی فرمایا۔ اور یہ بھی تسلیم ہے کہ ساس کا بیٹی کو ڈانٹنا بہُو کو کان کرنا ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح ہم جیسے نافرمان غلاموں کو رزق کا ادب، طریقے، سلیقے سے سمجھانا تھا ــــــ مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ اپنے گھر یا مہمانی کے دوران میزبان کے مکان یا ہال میں رزق کی بے حرمتی کرنے والا چند دن یا چند ماہ بعد ہی طرح طرح کی پریشانیوں، مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے؟ ــــــ کہ دوست تو دوست، دشمنوں سے بھی اس کی حالت، اس کی پریشانی نہیں دیکھی جاتی ــــــ اور ایک قسم کی پریشانی نہیں کہ صبر کرلیا جائے ــــــ یا مقابلہ کیا جائے ــــــ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصیبتوں، بلاؤں آفتوں، کا طوفان اُمڈ پڑا ہو ــــــ یا تکلیفوں، پریشانیوں کی آندھی میں گھِرا ہو۔

اور جو لوگ رزق کا ادب، اپنے مُسلمان بھائی کا احترام، اور خصُوصاً کھانے پینے کی سُنتوں پر عمل، بخلوصِ دِل کرتے ہیں وہ دن دوگنی، رات چوگنی ترقی اور اللہ تعالیٰ اُن کو مقامِ خاص سے نوازتا ہے ــــــ گیارہویں، بارہویں شریف کی اپنی ہی برکتیں ہیں۔ مگر رزق کا احترام اور اپنے مسلمان بھائی کا احترام بھی ایک الگ عظیم نیکی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبُوب کو پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ مُسلمانوں کے ہر عمل کو نام و نمود سے محفوظ فرمائے اور اعمال میں خلوص خشوع، خضوع کی دولت سے نوازے خصُوصاً اپنے اس ناچیز انیس کو خلوص خشوع خضوع سے صحیح اعمال کی توفیق رفیق عنایت فرمائے آمین۔

محبوبِ خُداکی محبُوب غذائیں

اَن چھنے جَو کی روٹی

حضُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اکثر جَو کی روٹی تناول فرمائی ___ اور کبھی کبھی گندم کی بھی ___ مگر میدہ کی روٹی تناول نہیں فرمائی ___

حدیث:- حضرت سُہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے دریافت کیا کہ کیا کبھی حضُور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے میدے کی روٹی تناول فرمائی ___؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آخرِ عمر تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے حضُور کبھی میدہ نہیں پیش کیا گیا ___ پھر سائل نے پُوچھا کہ اُس زمانے میں چھلنیاں تھیں ___؟ حضرت سُہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا کہ نہیں نہ ___ سائل نے پوچھا کہ جَو کی روٹی کیسے پکاتے تھے ___؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ جَو کے آٹے میں پھونک مار لیا کرتے تھے ___ جو (موٹے موٹے) تنکے ہوتے اُڑ جاتے ___ باقی گوندکر پکا لیتے تھے ___ [بخاری شریف]

آسماں مِلک اور جَو کی رُوٹی غِذا ... لامکاں مِلک، اور جَو کی رُوٹی غِذا
کُن فکاں مِلک، اور جَو کی رُوٹی غذا ... کُل جہاں مِلک، اور جَو کی رُوٹی غِذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
اختر الحامدی

مرحبا سرورِ دوجہاں کی غِذا ... سادگی جس پہ قربان، ایسی غذا
"فقر فخری" کی تفسیر کرتی غذا ... کُل جہاں مِلک اور جَو کی رُوٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
حافظ عبد الغفار

جس کے محتاج ہوں سارے شاہ و گدا ... جس کے ٹکڑوں سے پلتی ہو خلقِ خُدا

کُل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا کا اور پھر اُس پر عَالم ہو یہ زُہد
اس شِکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
سیّد حبیب احمد

ستّو

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو کہ اصحابِ شجرہ میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور آپ کے اصحاب کے پاس ستّو لائے گئے۔ اُنہوں نے ان کو پانی میں گھول کر نوش فرمایا۔ بخاری شریف

حلوا

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو حلوا اور شہد (بہت) پسند تھا۔ بخاری شریف

گھی

حدیث: حضرت اُمّ اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے گھی گرم کرکے ایک برتن میں بھر لیا اور اُسے رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمتِ عالیہ میں ہدیۃً پیش کیا۔ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے قبول فرمالیا۔ اور برتن میں تھوڑا سا گھی چھوڑ کر پھُونک ماری اور برکت کی دُعاء فرمادی اور (اصحاب سے) فرمایا کہ اُمّ اوس کا برتن واپس کردو۔ صحابۂ کرام نے برتن واپس کردیا تو وہ گھی سے بھرا ہوا تھا حضرت اُمّ اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خیال کیا کہ شاید حضور اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے گھی قبول نہیں فرمایا۔ حضرت اُمّ اوس رونے کے انداز میں بات کرتی ہوئی حاضرِ خدمت ہوئیں اور عرض کرنے لگیں "یارسول اللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) میں نے گھی اِس لئے گرم کیا تھا کہ آپ تناول فرمالیں گے"۔ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اُمّ اوس کی بات سمجھ گئے کہ دعاء قبول ہوگئی ہے، اور برتن گھی سے بھر گیا ہے۔ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اُمّ اوس سے کہہ دو کہ (ہم نے گھی قبول فرمالیا، اور تناول بھی فرمالیا ہے) اب خود یہ گھی کھائیں۔ اُمّ اوس نے وہ گھی حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے وصالِ مُبارک کے بعد حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانۂ خلافت تک کھایا اُس برتن سے مسلسل گھی نکلتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جھگڑا ہوا (یعنی برکت اُس وقت جاتی رہی) اور گھی ختم ہوگیا (الخصائص کبریٰ)

اِس حدیثِ پاک سے دَم کرنے کا جواز بھی ثابت ہوا۔ اور اُس کے

بُرکات کے ثمرات بھی معلوم ہوئے۔

رُوغن زیتون

حدیث:۔ حضرت عمر و ابو اسیدؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا زیتون کا تیل کھاؤ اور مالش میں استعمال کرو ـــــ اِس لئے کہ وہ مُبارک درخت سے پیدا ہوتا ہے ـــــ شمائل ترمذی

حدیث:۔ حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن بن علی المرتضیٰ، حضرتْ عبداللہ بن عباسؓ، اور حضرتْ عبدُاللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کے پاس تشریف لے گئے اور فرمائش کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو کھانا پسند تھا اور رغبت سے تناول فرماتے تھے، وہ ہمیں پکا کر کھلاؤ ـــــ حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا پیارے صاحب زادو! آج وہ کھانا (تمہیں شاید) پسند نہیں آئے گا ـــــ اُنہوں نے فرمایا:۔ ضرور پسند آئے گا ـــــ چنانچہ وہ اٹھیں اور تھوڑے سے جو لے کر آئیں، اُنہوں نے باریک کیا اور ہانڈی میں ڈالا، پھر اس پر تھوڑا سا روغنِ زیتون ڈالا، پھر کچھ مرچیں اور زیرا وغیرہ پیس کر ڈالا اور پکا کر اُن کے سامنے رکھ دیا ـــــ حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ یہ کھانا رسُول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت پسند تھا ـــــ ترمذی شریف

کھجُور

حدیث:۔ صحیح مسلم میں حضرتْ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ "میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کھجُور کھاتے دیکھا اور حضور علیہ السّلام سُرین پر اس طرح بیٹھے تھے کہ دونوں گھٹنے کھڑے تھے"۔

دو کھجوریں ملا کر کھانا

حدیث:۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ "رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۲ دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا، جب تک ساتھ والے سے اجازت نہ لے"۔

آج حریص حضراتْ کا یہ طریقہ ہے کہ کھانے کی شے محفل میں تقسیم ہونے سے قبل ہی اُس پر جھپٹ پڑتے ہیں اور تقسیم نہیں ہونے دیتے اور اگر محفل میں اس طرح کی شے سامنے

رکھی جائے تب پہلے بائیں ہاتھ میں بھر کر رکھ لیتے ہیں، پھر دائیں ہاتھ سے جلدی جلدی مٹھی بھر بھر کر مُنہ میں رکھتے ہیں اور بغیر چبائے حلق سے اتارتے ہیں ـــــ یہ عادت تہذیب واخلاق کے بھی خلاف ہے ـــــ ایسا ہرگز نہ چاہیئے ـــــ

نوزائدہ بچّہ اور کھجور

حدیث:۔ جب بچّہ پیدا ہو تو ذراسی کھجور چبا کر بچّہ کے تالو میں لگائیں اور اس کے لئے دعاء کریں

فائدہ:۔ بعض عُلماء فرماتے ہیں کہ اس سے بچّہ خوش اور حلیم ہوتا ہے۔

ایک اور حدیث میں حضور عَلیہ السَّلام کا ارشاد کہ اے میرے صحابیو! ـــــ اپنی پھوپی سے محبّت کیا کرو ـــــ صحابہ نے عرض کی ـــــ ہم محبّت کرتے ہیں، پھر حضور عَلیہ السَّلام نے ارشاد فرمایا کہ جانتے ہو پھُوپی کون ہے؟ ـــــ صحابہ نے عرض کی والد کی بہن ـــــ حضُور عَلیہ السَّلام نے فرمایا کہ "کھجور" ـــــ صحابہ کو حیرت ہوئی، اور دریافت کیا وہ کیسے ـــــ؟ ـــــ پھر حضور عَلیہ السَّلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت آدم عَلیہ السَّلام کو جس مٹی سے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اس کی بقیہ مٹی کو زمین پر ڈال دیا اُس سے کھجور پیدا ہوئی ـــــ فتح القدیر، عینی، شرح بخاری

یہی وجہ ہے کہ انسان کی تمام جسمانی کمزوریوں میں کھجور طاقت اور توانائی دیتی ہے ـــــ خصُوصاً قوتِ باہ اور کمر کو طاقت بخشتی ہے ـــــ کھجور تنہا مکھن سے ـــــ اور کھجور مکھن رُوٹی سے بہت فائدہ مند ہے ـــــ کھجُور چاول سے بھی کھانے میں لذّت دیتی ـــــ علّامہ شاہ احمد نورانی صبح ناشتہ میں صرف سات کھجُوریں ہی تناول فرماتے ہیں ـــــ کھجُور میں غذائیت بہت پائی جاتی ہے ـــــ بعض غذوات میں صرف کھجور پر ہی گذارا کیا گیا ـــــ بلکہ بعض جنگ میں ایک ایک ہی کھجُور پر سارا دن مجاہدین نے گذارا کر کے اللہ و رسُول کے دشمنوں سے مُقابلہ کیا ـــــ کھجور مکھّن کے ساتھ کھانا سُنّت ہے ـــــ اور مکھّن کے ساتھ ہی کھانے کی تاکیدات بھی فرمائیں ہیں ـــــ نہار مُنہ کھجور کھانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں ـــــ چھُوہارا اور کھجُور کو اوپر اور اندر سے بھی دیکھ لینا چاہیئے کیونکہ اس

میں کیڑے بھی ہوتے ہیں ـــــ اسی طرح بھنڈی، مٹر کی پھلی، اور ہرے چنے کی پھلی جسے ہولے بھی کہتے ہیں، اِن کو بھی دیکھ کر ہی کاٹا جائے یا دانے نکالے جائیں کہ اِس میں دانے کے رنگ کا کیڑا ہوتا ہے ـــــ کھجور! آنکھیں دُکھتی میں نہ کھائیں کہ مُضر ہے، رات کو ٹھنڈے پانی میں رکھ کر صبح کو کھانے سے گرمی نہیں کرتی ـــــ کھجور پانی میں ملکر شربت بنا کر پینا بھی توانائی بخش ہے اور سُنّت بھی ـــــ

کھجور بھوک مٹاتی ہے

حدیث: صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا "جن کے یہاں کھجوریں ہیں ـــــ اُس گھر والے بھُوکے نہیں" دُوسری روایت میں یہ ہے کہ "جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں اُس گھر والے بھوکے ہیں" ـــــ

یہ اُس زمانے اور اُس ملک کے لحاظ سے ہے کہ وہاں کھجوریں بکثرت ہوتی ہیں (اسی طرح اَپر سندھ میں کہ وہاں بھی کھجوریں بکثرت ہوتی ہیں) کہ جب گھر میں کھجوریں ہیں تو بال بچّوں اور گھر والوں کیلئے اطمینان کی صُورت ہے کہ بھوک لگے گی تو انہیں کھالیں گے ـــــ بھُوکے نہیں رہیں گے ـــــ [بہارِ شریعت]

کھجور اور رُوٹی

حدیث: حضرت یُوسف بن عبدُاللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ میں نے سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جَو کی رُوٹی کا ٹکڑا لیا اور اُس پر کھجور رکھی اور فرمایا یہ اِس کا سالن ہے اور تناول فرمالیا ـــــ [ابو داؤد]

تربوز، خربوزہ، ککڑی، کھیرا کھجو کیساتھ

ککڑی اور کھجور، کھیرا اور کھجور، خربوزہ اور کھجور تربوز اور کھجور ـــــ حضور علیہ السّلام بہت شوق سے تناول فرمایا کرتے تھے ـــــ

[سُنّی فضائلِ اعمال، مشکوٰۃ شریف، شمائل ترمذی]

ابو داؤد شریف میں یہ بھی زائد ہے کہ حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ کھجور کی گرمی کو تربوز کی سردی سے ـــــ اور تربوز کی سردی کو کھجور کی گرمی سے ختم کیا جائے ـــــ [مشکوٰۃ]

کھجور اور چاول

جن حضرات کو چاول نزلہ یا سانس وغیرہ کو نقصان کرتا ہو چاول کم کھائیں ـــــ اور اگر کھائیں تب نرم کھجوریں کے ہمراہ کھائیں ـــــ کہ اس طرح کھانا سُنّت بھی ہے اور بے ضرر بھی ـــــ

خشک یعنی سُوکھا گوشت

اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز قدید تناول فرما رہے تھے کہ ایک بدزبان عورت حاضرِ خدمت ہوئی ـــــ اور عرض کیا کہ مجھے بھی قدید عنایت فرمائیے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو قدید سامنے رکھا تھا، اُس میں سے اُسے بھی عطا فرمایا۔ اُس عورت نے عرض کیا کہ اپنے مُنہ سے نکال کر دیجئے ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مُنہ سے نکال کر اُسے عطا فرمایا ـــــ اور وہ کھا گئی ـــــ اُس روز کے بعد کبھی اُس کے مُنہ سے قبیح اور فحش کلام سُننے میں نہ آیا۔ "خصائص کبریٰ جلد اول"

قدید کا مطلب خشک کیا ہوا گوشت ہے جو پانی میں بھگو کر پکایا جاتا ہے ـــــ

گستاخِ رسُول حضرات کو اس حدیث سے کئی سبق حاصل کرنے چاہئیں ـــــ کہ فاحشہ عورت بھی تبرک جان کر فرمائش کرتی ہے ـــــ اور مُنہ کے اندر کا لقمہ طلب کرنے پر حضور علیہ السلام کا منع نہ فرمانا بلکہ عنایت کرنا ـــــ پھر اُس تبرک کی برکت بھی معلوم ہوئی ـــــ

سالنوں میں سردار سالن گوشت

حدیث:۔ حضرت ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں۔ کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ـــــ "سب سالنوں میں سردار سالن "گوشت" ہے ـــــ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی" ـــــ

قول:۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا۔ "اے لوگو! گوشت کھایا کرو ـــــ کہ گوشت کھانا اچھا کرتا ہے حلق کو ـــــ اور صاف کرتا ہے رنگ کو ـــــ اور چھوٹا کرتا ہے پیٹ کو" ـــــ **حدیث**:۔ حضرت ابونعیم علیہ الرحمۃ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا "سب گوشتوں میں پشت کا گوشت اچھا ہوتا ہے" ___ عُلماء کرام نے تحریر فرمایا اس میں حکمت یہ ہے کہ اس گوشت میں قوتِ باہ زیادہ ہوتی ہے ___ زُود ہضم ہے دردِ کمر کیلئے بے حد مفید ہے ___ اور سینے میں طاقت پیدا کرتا ہے (طبِّ نبوی)

حدیث: حضرت عبدُاللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر بھُنا ہوا گوشت کھایا ہے۔" ⊏ شمائل شریف ⊐ یاد رہے کہ حضور علیہ السّلام کے کھانے میں لہسن، پیاز نہ ہوتا تھا ___ دوسرے یہ کہ بھُنا ہوا تھا ___ تیسرے یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم جب بھی مسجد میں داخل ہوتے نیّتِ اعتکاف سے ہی داخل ہوتے ___ **حدیث**: حضرت ابو عُبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کہتے ہیں کہ حضُور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لئے ہانڈی تیّار کی گئی ___ چونکہ دست کا گوشت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو زیادہ پسند تھا، اِس لئے میں نے ایک دستی پیش کی تو رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اُسے تناول فرمایا ___ پھر دوسری طلب فرمائی میں نے خدمتِ اقدس میں پیش کر دی ___ پھر آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اور دست طلب فرمایا ___ تو میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ___ بکری کے ۲ دو ہی بازو ہوتے ہیں ___ تو تاجدارِ عرب و عجم سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا ___ مجھے قسم ہے اُس ذاتِ مُقدّسہ کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ___ اگر تو چپ رہتا ___ تو ہنڈیا سے جب تک میں مانگتا رہتا ___ بونگیں ہی نکلتی رہتی (سُبحان اللہ تعالیٰ) ⊏ ترمذی شریف ⊐

یہ حدیث ان گستاخِ رسُول حضرات کیلئے تازیانہ ہے جو اسمٰعیل دہلوی کی کتاب تقویتُ الایمان کے پیروں ہیں جسمیں لکھا ہے "جسکا نام محمّد یا علی ہے اُن کو کسی چیز کا اختیار نہیں" ___

جو ذات خُداداد اختیاراتُ سے چاند کے ٹکڑے، غروب شدہ سُورج کو واپس، کنکریوں سے کلمہ پڑھوائے، جس کی صُحبتِ فیض سے سُوکھا کھجُور کا تنا

بھری مسجدِ نبوی میں گریہ کے بعد کلام کرے۔ اسی محبوبِ خدا کی طرح طرح سے شان گھٹانے والے الفاظ لکھ لکھ کر چھاپنا، اور ان کی شانِ پاک میں بڑی بڑی گالیاں بکنا، ____ اور ظلم بالائے ظلم یہ کہ ایسوں کو اسکالر، اہلِ علم سمجھنا عقل و فہم کا دیوالیہ نہیں تو اور کیا ہے ____؟

مُرغی کا گوشت

حدیث: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو دیکھا، کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم مُرغی کا گوشت تناول فرما رہے تھے ____ علماء فرماتے ہیں کہ آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم طبعِ نفاست کی وجہ سے غلاظت چگنے سے باز رکھنے کی خاطر ذبح سے ۲ دو یا ۳ تین دن قبل باندھ کر دانہ پانی دیا کرتے تھے ____

مچھلی کا گوشت

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ____ کہ میں نے "جیش خبط" کا جہاد کیا۔ ہم پر ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر مقرر کئے گئے ____ ہم کو سخت بھوک لگی تھی ____ سمندر نے ایک مچھلی (کنارے پر) پھینکی ____ ہم نے ایسی مچھلی کبھی نہ دیکھی تھی ____ اُس کو "عنبر" کہا جاتا تھا۔ ہم اُسے نصف ماہ تک کھاتے رہے۔ (ایک دن) حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس مچھلی کی ایک ہڈی پکڑی اور (اسے زمین پر رکھا، وہ ہڈی اتنی بڑی تھی کہ) اونٹ سوار اُس کے نیچے سے گزر گیا ____ جب ہم واپس آئے تو ____ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے ہم نے اس واقعے کو عرض کیا ____ تو سرورِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا ____ "کھاؤ وہ رزق ہے، جو اللہ تعالیٰ نے تمھیں عطا فرمایا ہے، اگر تمھارے پاس اُس مچھلی کا کچھ گوشت ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ"۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے اُس مچھلی کا گوشت بارگاہِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم میں پیش کیا اور تاجدارِ انبیاء صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اُسے تناول فرمایا۔

___ البخاری شریف ___ مچھلی سے متعلق مسائل مضمون "چند حرام اشیاء" کے حاشیہ میں ضرور مطالعہ فرمائیں ____

خرگوش کا گوشت

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے بمقام مرّا الظہران میں ایک خرگوش کو اس کے مقام سے "نکالا ــــ لوگ اُس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے تھک گئے ــــ مگر میں نے اُسے پکڑ ہی لیا ــــ اور اُسے حضرت ابو طلحہ کے پاس لے آیا ــــ اُنہوں نے اُسے ذبح کیا اور اُس کے سُرین یا رانیں رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمتِ انور میں بھیج دیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اُسے قبول فرمالیا ــــ ایک دُوسری روایت میں ہے کہ تناول فرمالیا۔ [صحیح بخاری شریف]

بٹیر کا گوشت

حدیث: حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلّم کے ساتھ حباریٰ کا گوشت کھایا" ــــ [ترمذی شریف] حباریٰ بٹیر کو کہا جاتا ہے۔

نیل گائے کا گوشت

حدیث: حضرت ابُو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ اُنہوں نے ایک نیل گائے یعنی جنگلی گائے کو دیکھا اور اُس کا شکار کیا ــــ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلّم نے فرمایا کہ (اے قتادہ) "اُس گوشت میں سے کچھ تمھارے پاس ہے؟" ــــ اُنہوں نے عرض کیا کہ اُس کا پاؤں ہمارے پاس ہے ــــ حضور عَلیہ السّلام نے اُسے پکڑا، اور تناول فرمایا ــــ [بخاری شریف] بعض زبانوں میں اُس کو گاؤخر بھی کہتے ہیں ــــ

ٹڈی کا گوشت

حدیث: حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ ہم نے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلّم کی معیت میں سات لڑائیوں میں حصّہ لیا۔ ہم (بعض دفعہ) رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلّم کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے ــــ [بخاری ومسلم]

دو۲ مُردار، اور دو۲ خون حلال

مسئلہ: دو مُردار یعنی ٹڈی اور مچھلی کو حضور عَلیہ السّلام نے

حلال فرمایا ــــ اسی طرح دو۲ خون یعنی کلیجی اور تلّی کو حلال فرمایا۔

ثرید

حدیث: ثرید کی پسندیدگی کا اندازہ ترمذی شریف کی اِس روایت سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت ابُو مُوسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ راوی ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا "عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی فضیلت تمام عورتوں میں ایسے ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے" ــــ شمائل ترمذی

حدیث: ترمذی نے عکراش بن ذویبؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے، کہتے ہیں "ہمارے پاس ایک برتن میں بہت سی ثرید، اور بوٹیاں، لائی گئیں ــــ میرا ہاتھ برتن میں ہر طرف پڑنے لگا ــــ اور رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنے سامنے سے تناول فرمایا ــــ پھر حضُورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنے دوسرے سیدھے ہاتھ سے (بائیں ہاتھ سے) میرا داہنا ہاتھ پکڑ لیا ــــ اور فرمایا کہ عکراش! ایک جگہ سے کھاؤ، کہ یہ ایک ہی قسم کا کھانا ہے ــــ اِس کے بعد طبق میں طرح طرح کی کھجُوریں لائی گئیں ــــ میں نے اپنے سامنے سے کھانا شروع کیا، اور رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ہاتھ مختلف جگہ طباق میں پڑتا ــــ پھر فرمایا عکراش! جہاں سے چاہو کھاؤ، کہ یہ ایک قسم کی چیز نہیں ــــ پھر پانی لایا گیا، حضُور علیہ السّلام نے ہاتھ دھوئے ــــ اور ہاتھوں کی تری سے مُنہ اور کلائیوں اور سر پر مسح کر لیا ــــ اور فرمایا کہ عکراش! جس چیز کو آگ نے چھوا یعنی جو آگ سے پکائی گئی ہو، اُس کے کھانے کے بعد یہ وضو ہے" ــــ

فائدہ: اِس حدیثِ پاک سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اوّل: یہ کہ آپ کو ثرید پسند تھی تب ہی حضُور علیہ السّلام کے غلام اکثر ثرید پیش کیا کرتے تھے ــــ **دوم:** یہ کہ کھجُور آپ کی بہت پسندیدہ اور محبوب غذا تھی ــــ **سُوم:** یہ کہ کھانے کے اصُول بھی اِس حدیثِ پاک سے معلوم ہوئے کہ ثرید جیسی شے ایک جانب سے ہی کھائی جائے ــــ اور جو شے عدد ٹکڑوں ایک ہی جنس کے مختلف دانوں مثلاً کئی خربُوزے ایک ہی برتن میں کاٹ کر جہاں سے

چاہیں اٹھا کر کھا سکتے ہیں کہ یہ طرح طرح کے ٹکڑے ہیں —— **چہارم**:۔ یہ معلوم ہوا کہ کھانے کے بعد ہاتھ دھونا بھی اللہ کے محبُوب کی سُنّت ہے —— **پنجم**:۔ پھر وہی تر ہاتھ چہرے پر پھیرنا بھی حدیثِ پاک سے سُنّت ثابت ہوا —— اس طرح کے عمل سے چہرہ ہشاش بشاش بھی اور چہرے پر جاذبیت بھی پیدا ہوتی ہے —— **ششم**:۔ یہ معلوم ہوا کہ جس چیز کو بھی آگ نے چھوا، یعنی آگ سے پکائی گئی، وہ آگ ہی ہے —— جو انسان کے مادہ میں شامل ہے ——

ہوا ، آگ ، پانی ، اور مٹّی
ہے پیدائش اِسی سے آدمی کی

یہی وجہ ہے کہ چاروں اشیاء کی انسانی زندگی میں بھی ہر وقت ضرورت رہتی ہے —— گویا جو چیز زمین سے پیدا ہوتی ہے، وہ مٹّی ہے —— سبزی، پھل فروٹ ہی کیا، گوشت بھی مٹّی ہی ہے کہ جانور زمین کی پیداوار کھا کر توانا ہوا، اور اسکا گوشت ہم نے کھایا، اسی طرح ان تمام کو ہم پکا کر استعمال کرتے، بعض اشیاء کو سُورج کی شعاع پکاتی ہے، ہماری دوسری ضرورتوں میں بھی آگ اور سورج کی تپش کی ضرورت رہتی ہے، بلکہ جسم کی حرارت کا نام ہی زندگی ہے —— پانی ہمارے ہر کھانے، پینے کی چیزوں میں حتّٰی کہ وضو غسل میں بھی پانی ہی سے بلکہ پانی پیئے بغیر ہماری زندگی دشوار ہے —— اِسی طرح ہر سانس میں ہوا کی ہی ضرورت پڑتی ہے ——

ثرید کی مختلف کتب میں مختلف تعریف ہے —— اِس حدیثِ پاک میں روٹی کے ٹکڑوں کے برتن میں اوپر سے شوربہ، بوٹیاں، ڈالنے کا ذِکر ہے، کہ روٹی گلنے پر حضور علیہ السّلام نے تناول فرمائی —— یہ کھانا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت مرغوب تھا —— **حدیث**: ابنِ ماجہ و ترمذی و دارمی نے ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت کی ہے، کہ نبیِّ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک برتن میں **ثرید** پیش کیا گیا —— ارشاد فرمایا کہ "کناروں سے کھاؤ بیچ میں نہ کھاؤ کہ بیچ میں برکت اُترتی ہے۔" ثرید ایک قسم کا کھانا ہے، روٹی توڑ کر شوربے میں مل دیتے ہیں۔

حدیث: ابونعیم نے حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ ثرید طعام رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو بہت پسند تھا ___

سرکہ

حدیث: ترمذی نے حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے، کہتی ہیں میرے ہاں حضور علیہ السّلام تشریف لائے فرمایا کچھ تمھارے یہاں ہے ___؟ میں نے عرض کی سُوکھی روٹی، اور سرکہ کے سِوا کچھ نہیں، فرمایا لاؤ ___ جس گھر میں سرکہ ہے، اُس گھر والے سالن سے محتاج نہیں۔

حدیث: صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے گھر والوں سے سالن کو دریافت کیا ___ لوگوں نے کہا، ہمارے یہاں "سرکہ کے سِوا کچھ نہیں" ___ حضور علیہ السّلام نے اُسے طلب فرمایا، اور اُس سے کھانا شروع کیا ___ اور بار بار فرمایا کہ سرکہ اچھّا سالن ہے ___ [بہارِ شریعت]

حدیث: امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ اُمِّ معبدؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ ___ "سرکہ اچھّا سالن ہے" ___ اللہ تعالیٰ برکت دے سرکہ میں" ___

حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جابر بن عبدُاللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت کردہ احادیث سے بھی حضور علیہ السّلام کا سرکہ سے پسندیدگی ظاہر ہوتی ہے ___ اور یاد رہے کہ زود ہضم ہے

کدّو یا لوکی

حدیث: حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا ___ "اے لوگو! ___ کدّو کھانا اختیار کرو یہ مقویٔ دماغ ہے" ___

حدیث: اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا ___ جب تم ہانڈی پکاؤ، تو اُس میں کدّو ڈالدو ___ اس لئے کہ یہ غمگین دِل کو تقویت دیتا ہے۔ [ابونعیم]

یعنی غم کو دُور کرتا ہے ___ فرحت لاتا ہے ___ اور فائدہ لوکی کا یہ

ہے کہ اس کی بُرودت گوشت کی حرارت کو دُور کرتی ہے ___ اور گوشت کی حرارت اس کی رطوبت کو بند کردیتی ہے ___ اس ترکیب سے سالن معتدل ہوجاتا ہے۔ "طبِ نبوی"

بھُول پیدا کرنیوالی چیزیں

چُوہے کا جھوٹا کھانا، پینا ___ ترش سیب کھانا ___ سبز دھنیا بکثرت کھانا ___ پنیر کھانا ___ مطلوب کی طرف نظر کرنا ___ گردن پر کثرت سے پچھنے لگوانا ___ دو عورتوں کے درمیان چلنا ___ کھٹمل اور جُوں کو زندہ چھوڑ دینا ___ قرآن شریف ہمیشہ قبرستان میں پڑھنا ___ بیتُ الخلاء میں دینی مسئلہ پر غور کرنا ___ جھُوٹ بولنے کی عادت ___ حرام لُقمہ کھانے یا حرام کمانے ___ حرام نطفہ سے پیدائش (یہ ہی وجہ ہے کہ گستاخِ رسُول اپنا کہا اور اپنا لکھا بھُول جاتے ہیں) ___ نشہ آور اشیاء کے کھانے پینے اور سُونگھنے سے بھُول پیدا ہوتی ہے ___ جامع کبیر، طبِ نبوی وغیرہ

شہد

حدیث:۔ ابو نعیم علیہ الرحمۃ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتے ہیں کہ ___ "رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو شہد بہُت زیادہ محبُوب و مرغوب تھا" ___

عُلمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضُور علیہ السّلام کو شہد اس لئے زیادہ محبوب تھا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ط اس میں خاص انسان کے لئے شفاء ہے ___ **حکماء** نے اس کے بڑے فوائد لکھے ہیں ___ اگر نہار مُنہ اُس کو کھایا جائے تو بلغم کو دُور کرتا ہے ___ اور معدہ کو دھوڈالتا ہے اور صفائی کردیتا ہے ___ فُضلات کو خارج کرتا ہے ___ سُدّوں کو کھولتا ہے ___ معدہ کی اصلاح کرکے اس کو اعتدال پر لاتا ہے ___ مقوّیٔ دماغ ہے ___ حرارتِ غریزی کو قوّت بخشتا ہے ___ فاضل رطوبتِ بدن کو دُور کرتا ہے ___ اگر سرکہ ملاکر کھایا جائے تو صفراوی مزاج کو بھی فائدہ کرتا ہے ___ شہد بکثرت کھانے سے قوّتِ حافظہ بڑھتا ہے اور

تنفس کو صحیح کرتا ہے ــــ [طبِّ نبوی]

چُقندر

حدیث: محدّث ترمذی علیہ الرحمۃ نے حضرت اُمّ المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرمائی ہے ــــ وہ فرماتی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے ــــ اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور علیہ السّلام کے ہمراہ تھے اور خوشے کھجور کے لٹکے ہوئے تھے۔ حضور علیہ السّلام اُن خوشوں میں سے کھجوریں کھانے لگے۔ اور حضور علیہ السّلام کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی کھانے لگے ــــ تو حضور علیہ السّلام نے فرمایا، اے علی! تو نہ کھا ــــ اِس لئے کہ تو کمزور ہے ــــ حضرت اُمّ المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اُن کے لئے چقندر پکائے ہیں ــــ تو حضور علیہ السّلام نے فرمایا، اے علی! اس میں سے کھاؤ کہ یہ تیرے لئے بہت مُفید ہے ــــ **فائدہ:** بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ اُن دِنوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں ــــ اور دُکھتی آنکھوں کی حالت میں کھجور کھانا مُضر ہے ــــ نیز معلوم ہوا کہ چُقندر کھانے سے کمزوری بھی رفع ہوتی ہے ــــ اِس لئے حکمائے نے لکھا ہے کہ چُقند معدہ کو صاف کرتا ہے ــــ طعام کو ہضم کرتا ہے ــــ حرارت کو تسکین بخشتا ہے ــــ سُدّوں کو کھولتا ہے ــــ قاطع بلغم ہے ــــ رعشہ کے لئے نافع ہے ــــ مقوئ باہ ہے ــــ اور مقوئ بدن ہے ــــ

مُولی

مولی اشتہاء یعنی بھوک پیدا کرتی ہے ــــ آواز صاف کرتی ہے امراضِ حلق رفع کرتی ہے ــــ بواسیر کے لئے مُفید ہے ــــ سنگِ گُردہ کے لئے نافع ہے ــــ اِس کا نمک پیشاب کو کھولتا ہے اور کھانا کھا کر چاٹ لیا جائے تو ریاح کے لئے مُفید ہے ــــ چہرے کے رنگ کو صاف کرتا ہے ــــ اِس کو مسلسل کھاتے رہنے سے گرے ہوئے بالوں کی جگہ نئے بال نکل آتے ہیں، مُولی کا پانی سُدّوں کو کھولتا ہے۔ [طبِّ نبوی]

مُولی کا نمک

جس طرح پستہ کی مٹھائی میں پستہ نہیں ہوتا ـــــ گرمی دانوں کے نیم سوپ میں نیم نہیں ہوتا ـــــ اسی طرح بازاری مُولی کے نمک میں مُولی نہیں ہوتی، بلکہ نمک بناتے وقت مُولی قریب میں بھی نہیں رکھتے ـــــ لہٰذا تیزاب سے تیار کردہ مُولی کا نمک کھانے سے پرہیز کیا جائے ـــــ جب حکماءٔ خود قیمتی ادویات کی جگہ اس کی متبادل سستی ادویات سے کام لے رہے ہیں ـــــ اناج کی پیداوار میں کھاد کی جگہ یوریا ہم استعمال کر کے اناج نُما زہر کھا رہے ہیں ـــــ اگر سرکہ یا مُولی کا نمک تیزاب سے تیار کیا جائے ـــــ تو سرکہ اور مُولی کا نمک بنانیوالوں کو کون روک سکتا ہے ـــــ؟ یہی حال خوشنما بوتلوں میں پیک خوشبودار تیل وغیرہ کا ہے ـــــ **لہٰذا** ایسی تمام چیزوں سے بچا جائے جو ایک مرض کو دفع اور دوسرے کئی امراض کو جنم دیتی ہوں ـــــ

انگور کے فوائد

حدیث: حضرت ابونعیم علیہ الرحمۃ: حضرت معاویہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ـــــ "رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میوہ جات میں انگور کو بے حد پسند فرماتے تھے" ـــــ

فائدہ:۔ عُلماء کرام نے تحریر فرمایا ہے کہ انگور کو زیادہ پسند فرمانے میں حکمت یہ ہے کہ انگور کھانے سے خُون صاف ہوتا ہے ـــــ بدن فربہ ہوتا ہے گردہ پر چربی بڑھاتا ہے ـــــ مادۂ سوداوی کا دافع ہے ـــــ اور جلی ہوئی خلط کو صاف کرتا ہے ـــــ

انار

حدیث: شرعۃ الاسلام نے یہ حدیث تحریر فرمائی ہے کہ "ہر انار میں ایک قطرہ جنّت کے پانی کا ضرور ہوتا ہے" ـــــ

فوائد:۔ انار خون کو صاف کرتا ہے ـــــ فسادِ خون کا مصلح ہے ـــــ مقوی باہ ہے ـــــ معدہ کو جِلا بخشتا ہے ـــــ سُدّوں کو کھولتا ہے اور ملین طبع ہے ـــــ اسہال کو روکتا ہے ـــــ کھانا کھانے کے بعد انار کھانے سے کھانا جلد ہضم ہوتا ہے ـــــ مقوی جگر ہے ـــــ خفقان کے

لئے بے حد نافع ہے ـــــ آواز کو صاف کرتا ہے ـــــ بدن کو فربہ کرتا ہے رنگ کو نکھارتا ہے ـــــ (یعنی اپنا جیسا کرتا ہے) ـــــ جب بھی کھایا جائے تھوڑا ہی کھایا جائے ورنہ اِس کو زیادہ کھانے کے کچھ نقصانات بھی ہیں ـــــ

خواتین کیلئے ایّام حمل کھانے والی اشیاء

جس طرح حاملہ کے خربوزہ کھانے پر بچّہ خوبصورت پیدا ہوتا ہے ـــــ اسی طرح ناریل، سیب، انار کھانے سے بھی بچّہ خوبصورت اور توانا پیدا ہوتا ہے ـــــ خواتین ایّامِ حمل ـــــ مُلتانی مٹّی، چُولہے کی مٹی، یا رنگی ہوئی پیکٹ کی سُپاری چبانے کے بجائے ـــــ سَونف یا ناریل استعمال فرمائیں ـــــ مٹّی اور سُپاری کے ضرر سے محفوظ رہیں گی ـــــ اور سَونف یا ناریل کے فوائد بھی حاصل ہوں گے کہ اِس کا کھانا چہرے کو خوبصورت، دماغ کو تازگی، یا ہاضمہ کو جہاں دُرست رکھے گا ـــــ بچّہ کو خوبصورت صحت مند فربہ بھی ـــــ اِن ایام میں انار، انگُور وغیرہ کا استعمال بھی فائدے مند ہے ـــــ ناریل پُرانا دُھلا ہوا ہرگز نہ ہونا چاہئے، تازہ ہو، امرود، انار، میٹھا سیب وغیرہ نمک کی مدد سے کھانے چاہئیے ـــــ اور ہر فروٹ کے آخر نمک کا استعمال ضروری اور پانی کا پرہیز بھی ضروری ہے ـــــ

وَرزِش

جس طرح کھانا کھانے کے فوراً بعد صُحبت منع ہے ـــــ اور کھانا کھا کر غسل مُضر ہے ـــــ اسی طرح کھانا کھا کر فوراً بعد سخت ورزش ـــــ اور سخت محنت کا کام کرنا مُضر ہے ـــــ کم از کم خرابی آنت اُترنے، اپینڈس، اور پیٹ بڑھنے کا مرض پیدا ہوتا ہے ـــــ البتّہ کھانا کھا کر معمُولی محنت کا کام اور دو ڈھائی سو قدم چلنا کھانے کو ہضم کرتا ہے ـــــ **حدیث:** حضورِ اکرم صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ "ہضم کرو طعام کو ذِکر اور نماز کے ساتھ ـــــ اور کھانا کھانے کے بعد اُسی وقت سو نہ جایا کرو کہ تمھارا دِل سخت ہو جائے گا۔"

یہ شب کی نماز سے قبل کھانے کی حدیث تھی **مگر** دوپہر کے کھانے اور نمازِ ظہر کے بعد قیلولہ کرنا سُنّت ہے

کھانوں کا چارٹ

آج کیا پکّے گا ؟

مرتبہ: انیس احمد
نوری سکھر

تقریباً ہر روز آج کیا پکے گا؟ کا جملہ گھر کے ذمہ دار کے سر میں درد پیدا کرتا ہے ـــــ اس کا ایک سبب یہ ہے کہ سالن سے متعلق چار پانچ اشیاء کے نام ذہن میں رہتے ہیں ـــــ اور وہ بھی چند دن قبل کھا چکے ہونے کے سبب ان میں سے انتخاب کرنا مشکل ہوتا ہے خصوصاً منگل، بدھ کو ـــــ یہاں چند سالنوں کے نام تحریر کئے جاتے ہیں۔

جمعہ

قورمہ، پائے، حلیم، شامی کباب
سفید قیمہ، سوکھی روٹی کا مصالحہ دار چورا
کالے بنولے کی کھیر، دال بھری روٹی۔
ثرید، نرگسی کوفتے، میٹھی یا نمکین پوریاں

ہفتہ

قیمہ، لوکی گوشت، آلو کے ورق
مٹر گوشت، ملکہ مسور، دودھ سوئیاں
کھڑا مصالحہ کا گوشت، خشکہ چاول

اتوار

اسٹو، دال مسور گوشت، آلو قیمہ
مٹر پلاؤ، اروی گوشت، بیگن کا بھرتہ
گجربھت، سوکھی روٹی کا میٹھا چورا
سیخ کباب، کرم کلہ کی بھجیا
کوفتے، گاجر گوشت، کلیجی
سوئیاں مصالحہ دار، بیسنی روٹی

پیر

پسندے، لوکی کے قتلے گوشت میں
پلاؤ، کالے ارد چکنے گوشت میں،
بریانی مصالحہ دار، بھنڈی قیمہ
دال ارد کی گوشت میں، لوکی بھرتہ
شیر (سوئیاں کھویا اور میوہ) پراٹھا

منگل

مرغ گوشت، مچھلی کے کباب
دال ارد دھریری ہری مرچ مینگ
دال ارہر، چھولے پلاؤ، بیگن آلو
شلغم پالگ، چقندر پالگ، مٹر آلو
دال یا سبزی کے ہمراہ خشکہ چاول
پودینہ کے پتوے، اروی کے ورق
منگوچیاں (بھبولے) کڑھی پھلکی،
چلے، دال مونگ کی بریاں آلو
کھیر، انڈے کا حلوہ، ساگ بھری روٹی

بُدھ

مچھلی قورمہ، مچھلی پلاؤ، مرغ بریانی
بغیر گوشت کا پلاؤ، قبولی (دال چنے کا پلاؤ)
تاہری (آلو چاول پیلے مصالحہ دار) کھچڑی
بھنڈی، آلو گوبی، مولی کی بھجیا
بیسن کی کھنڈیاں، گاجر مٹر ٹماٹر آلو
آلو کا بھرتہ، شلغم کا بھرتہ، سیم کی پھلی،
دال مونگ پھریری، دال مسور پھریری
اروی کے پتوں کے پتوے، لوکی گھٹی
لوکی قتلے والی، میٹھے چاول، فرنی،
شاہی ٹکڑے، سوجی حلوہ، آلو بھری روٹی

جمعرات

قورمہ دال چنا برائے نام، مٹر قیمہ، آلو گوشت
چقندر گوشت، دال مونگ گوشت، کھیری
بھنڈی گوشت، گوبی گوشت، شلغم گوشت
ٹینڈے گوشت، زردہ، قیمہ بھری روٹی،

ھدایات: ـ قورمہ کا گوشت بھننے سے پانچ منٹ قبل جائفل کا سوجی جیسا چورا بوٹیوں پر چھڑک دیا جائے ـــــ سالم ارد یا دال چنا یا چھولے جب گلنے کے قریب ہوں تب گوشت یا چاول میں ڈالے جائیں ـــــ مندرجہ بالا روٹیوں میں اصلی گھی استعمال کیا جائے پتوے بھاپ سے پکائیں ـــــ حلیم یا پائے وغیرہ کی تیاری ایک دن قبل شروع کی جائے۔

نور قلم سکھر

کس چیز کو کس چیز کے بعد کھانا مضر ہے

حدیث:- صاحبِ سفر السعادت علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ◆ ہرگز جمع نہ کرتے تھے مچھلی اور دودھ کو ـــــ اور ہرگز جمع نہ کرتے تھے ترشی اور دودھ کو ـــــ اور ہرگز جمع نہ کرتے تھے دو گرم غذاؤں کو ـــــ اور ہرگز جمع نہ کرتے تھے دو سَرد غذاؤں کو ـــــ اور ہرگز جمع نہ کرتے تھے دو قابض (قبض کرنیوالی) چیزوں کو ـــــ اور جمع نہ کرتے تھے دو مُسہل (قبض توڑنے والی) چیزوں کو ـــــ

جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ معدے میں جمع نہ کرتے تھے ـــــ یعنی ایسا کبھی نہیں کیا کہ مچھلی بھی کھائی ہو اور اس کے ہضم ہو جانے سے پہلے اوپر سے دودھ بھی پی لیا ہو ـــــ واضح رہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ـــــ دودھ اور انڈے کو ـــــ اور دودھ اور گوشت کو بھی جمع نہ فرماتے تھے ـــــ یعنی ایک چیز ہضم ہو جانے سے پہلے دوسری چیز تناول یا نوشِ جان نہ فرماتے تھے ـــــ اسی طرح دو مختلف تاثیر رکھنے والی اشیاء کو بھی جمع نہ فرماتے تھے ـــــ یعنی قابض اور مسہل ـــــ اور زود ہضم اور دیر سے ہضم ہونے والی ـــــ اور پکا ہُوا گوشت (سالن) اور بُھنا ہُوا گوشت بھی جمع نہ فرماتے تھے ـــــ اور تازہ اور باسی گوشت مِلا ہوا بھی تناول نہ فرماتے تھے ـــــ کیونکہ معدہ کو دو مختلف چیزوں کو ہضم کرنا مشکل ہے۔

(ماخوذ طبِ نبوی، حافظ اکرام الدین)

شہد اور گھی ایک ساتھ کھانے سے احتیاط برتیں، کیونکہ اس سے فالج کا خطرہ ہے۔

دُودھ کے ساتھ یا فوراً بعد ترش چیزیں کھانے سے دردِ معدہ پیدا ہونے کا خطرہ ہے ـــــ مثلاً (افطاری میں دودھ کے شربت کے بعد سکنجبین پینا درد سے تڑپائے گا۔)

مچھلی کے ساتھ یا فوراً بعد دُودھ یا شہد کھانے سے جُذام وغیرہ کی بیماریاں پیدا ہوسکتی ہیں ـــــــ مولی، دہی، اور پنیر ایک ساتھ استعمال نہ کریں دردِ قولنج کا باعث ہوتا ہے ـــــــ چاول کے ساتھ سرکہ استعمال نہ کریں کہ معدہ میں سرکہ ہونے سے چاول کھڑا رہتا ہے۔ اور دردِ معدہ ہوسکتا ہے ـــــــ جس طرح برف کے سخت ٹھنڈے پانی میں چینی نہیں گھلتی اسی طرح چاول سرکہ میں ـــــــ لہسن، پیاز، اور بادام ملا کر استعمال نہ کریں۔ منع ہے اور درد کا موجب بھی ہوتا ہے ـــــــ تانبے کے برتن میں کھانے کی ترش چیزیں نہ رکھیں ـــــــ اور نہ تانبے کے برتن میں رکھ کر کھائیں ـــــــ کیلا اور دُودھ ایک ساتھ یا کچھ وقفہ سے استعمال کرنا صحت کے لئے مُضر ہے۔ ـــــــ گوشت کے بعد دہی کھانے سے بھی دردِ معدہ پیدا ہوسکتا ہے۔ (میڈیک جنگ)

پریشانی کا باعث صرف قسمت ہی نہیں ہوتی
کچھ اپنی لغزشوں کی کارفرمائی بھی ہوتی ہے

ہر چیز تو ہے منع ہمیں اے طبیبِ عشق ◆ کیا ضعف ہو زیادہ تو غش بھی نہ کھائیں ہم

خلاصہ:۔ مندرجہ بالا دونوں عبارات کا خلاصہ یہ نکلا کہ جب تک پہلی غذا ہضم نہ ہوجائے دوسری غذا نہ کھائی جائے ـــــــ البتہ سالن کی تیاری میں گرم اور سرد اشیاء جمع کرنا درست ہی نہیں بلکہ سُنّت ہے، **مثلاً** گوشت میں لوکی (کدّو) ـــــ تاکہ سالن معتدل ہوجائے ـــــــ اسی طرح کھجور کے ساتھ مکھن یا ککڑی، کھیرے کیساتھ کھجور کا استعمال سُنّت ہے ـــــــ

جس طرح کم عمر کے جانور اور بوڑھے جانور کا گوشت یکجہ پکانے میں دشواری پیدا کرتا ہے کہ اگر بوڑھے جانور کے گوشت کو گلائیں تو کم عمر جانور کا گوشت حلوا ہوجائے گا۔ اور اگر اس کو حلواہ نہ ہونے دیں تب بوڑھے جانور کا گوشت کچا رہے گا۔ اسی طرح کھانے کے دوران یا کچھ وقفہ سے زُود ہضم اور دیر پا ہضم ہونے والی غذا۔ ہضم ہونے کے دران معدہ کو دُشواری پیدا کرتی ہے ـــــــ اور ایک غذا کھانے کے آدھا گھنٹے یا ایک گھنٹے بعد پھر کوئی شے کھانے سے معدہ کو ڈبل دشواری پیدا ہوتی ہے ـــــــ

جلی روٹی

حکایت:۔ پرائمری کی کتاب میں ایک حکیم صاحب کا واقعہ نظر سے گزرا تھا جو سبق سے خالی نہیں ــــ واقعہ یوں تھا کہ ــــ ایک بچّہ کے پیٹ میں تڑپا دینے والا درد پیدا ہوا ــــ بچّے کے سَرپرست حکیم صاحب کو گھر پر لائے ــــ درد کی کیفیت دیکھ کر حکیم صاحب نے بچّہ سے دریافت کیا کہ تم نے کیا کھایا تھا۔ بچّے نے کہا کہ رُوٹی کھائی تھی ــــ حکیم صاحب نے دریافت کیا اُس کے عَلاوہ اور کیا کھایا تھا؟ بچّے اور سَرپرستوں نے کہا کہ جناب اِس کے عَلاوہ اور کچھ نہیں کھایا ــــ تب حکیم صاحب نے کہا کہ رُوٹی کی ڈلیہ لاکر دکھاؤ۔ چنانچہ رُوٹی کی ڈلیہ لائی گئی ــــ حکیم صاحب نے روٹیوں کو بغور مُلاحظہ کیا۔ اور بچّے کو دَوا تجویز کی کہ دن میں تین مرتبہ آنکھوں میں سُرمہ لگاؤ ــــ سَرپرستوں نے تعجب سے دریافت کیا کہ حکیم صاحب درد پیٹ میں ہو رہا ہے اور علاج آنکھ کا آخر ایسا کیوں؟ ــــ حکیم صاحب نے جواب دیا کہ اس کی نِگاہ کمزور ہے، جس کی وجہ سے یہ رُوٹی جلی ہوئی نہ دیکھ سکا۔ جس سے پیٹ میں درد واقع ہوا ــــ

روٹی جلنے کا سبب

یہ دیکھا گیا ہے کہ آٹے کے پیڑے کی رُوٹی بنا کر جب توے پر ڈالی جاتی ہے۔ اُس وقت آٹا بعض جگہ توے پر چمٹ جاتا ہے۔ وہ رُوٹی تو جیسے، تیسے پک جاتی ہے مگر دُوسری رُوٹی ڈالنے سے پہلے ہی وہ چمٹا ہوا آٹا توِے کے رنگ کا ہو چُکا ہوتا ہے۔ اِس طرح دُوسری رُوٹی اُن جگہوں سے جلی ہوئی پکتی ہے۔ اور دُوسری رُوٹی کا آٹا بھی مزید جب چمٹتا ہے، تب تیسری رُوٹی دوسری رُوٹی سے زیادہ جلی نظر آتی ہے ــــ اِس طرح رُوٹیاں جلنے میں اضافہ ہوتا رہتا ہے ــــ بعض مرتبہ ہلکی اور تیز آگ سے بھی رُوٹیاں جلتی ہیں مگر جلی رُوٹی کا کچھ حصّہ توِے پر رہ جانے سے دُوسری روٹیوں کو بھی جلانے میں مَدد دیتا ہے ــــ

اگر ہماری ماں بہنیں توے پر ہر رُوٹی ڈالنے سے قبل چمٹا (دستپنا) اور کپڑا پھیر کر اچھی طرح توِے پر خشکی کے ذرّات صَاف کر لیا کریں تو کالے ستاروں جیسی بعنی کا مدار روٹی نہ پکے۔

کب اور کیا کھانا مُضر ہے؟

ماخوذ: ترجمہ طبِّ یوسفی۔

بعد حمد و ثنا کے معلوم ہو کہ یوسفی نے یہ رسالہ کھانے پینے کی اشیائ کے باب میں لکھا ہے ـــــ اور دعائ ہے کہ اے خدا ہر ایک محروم و مفلس کو اپنے خوانِ نعمت سے حصّہ پہنچا ـــــ

جسکو تندرستی درکار ہو اُسے اچھی تدبیر پر عمل کرنا چاہیئے ـــــ خوب پیٹ بھر کر کھانا نہ کھانا چاہیئے، صرف اتنا کھائیں کہ معدہ میں پہنچ کر بخوبی ہضم ہو جائے اور بدن کو قوّت حاصل ہو، اس قدر نہ کھائیں کہ اُس سے تکلیف پہنچے اور اس سے جھوٹی بھوک کا عارضہ پیدا ہو، پس ایسی حالت میں ہر گز کچھ نہ کھانا چاہیئے، کیونکہ زیادہ ضعف لاحق ہو جائیگا ـــــ اگر سچّی بھوک ہو تو اس وقت کھانا کھانا چاہیئے ـــــ اور اس وقت کھانا ترک کر دینا چاہیئے جب کسی قدر بھوک باقی رہے ـــــ اور جس وقت بھوک نہ ہو اُس وقت ہر گز نہ کھانا چاہیئے ـــــ چکنی غذا سے پرہیز بہتر ہے، کیونکہ اس سے معدہ خراب ہو جاتا ہے ـــــ اور گرمی کے موسم میں حرارت پہنچانے والی غذا نہ کھائیں، کیونکہ بیرونی جسم کی طرح اندرونی جسم بھی گرم ہو جائے گا، تو نقصان پہنچے گا، بیماری اور کمزوری لاحق ہو گی ـــــ اور جب ہوا میں سردی ہو تو سرد چیزیں نہ کھائیں، کہ اندرونی حصص بیرونی کی طرح سرد ہو کر جسمی حرارت کم ہو جائیگی، ہاضمہ خراب ہو جائیگا ـــــ دن میں ایک دفعہ یا دو دفعہ کھانے کی عادت ہو تو اس کو ترک نہ کریں، کیونکہ اس کے ترک سے خرابی لاحق ہوتی ہے ـــــ غلیظ یعنی ثقیل غذا کے بعد لطیف غذا نہ کھانی چاہیئے ـــــ غذا کو اس قدر جلدی کھانا چاہیئے کہ ایک ہی وقت کے اندر فارغ ہو جائیں، یعنی پہلے لقمہ کا اور آخری لقمہ کا زیادہ فاصلہ نہ ہونا چاہیئے ـــــ کھانا ہضم ہونے تک اور کھانا نہ کھانا چاہیئے ـــــ مختلف قسم کے کھانے ایک ہی وقت میں نہ کھائیں، کہ اس سے نقصان کا احتمال ہے ـــــ نازک غذا کو ریاضت کے بعد نہ کھانا چاہیئے ـــــ اور لذیذ غذا،

کی عادت نہ کرنی چاہیئے، اگر میسّر بھی ہو تو اس کو زیادہ نہ کھانا چاہیئے، کیونکہ اس کی زیادتی سے زیادہ تکلیفِ مرض اٹھانی پڑتی ہے ـــــ جو کھانا ذائقہ سے خالی ہو اس کو ترک کریں، کیونکہ اس سے بھوک مر جاتی ہے، داناؤں کا طریقہ اختیار کرنا لازم ہے ـــــ مٹھاس کو زیادہ نہ کھائیں، کہ شدتِ حرارت سے دِل ضعیف ہو جاتا ہے ـــــ پھیکی بے ذائقہ چیز پر نمکین تیز ذائقہ والی چیز کھائیں ـــــ اگر کوئی نمکین چیز کھائیں تو اس کے بعد پھیکی چیز کا استعمال کریں ـــــ اگر ترشی کھائی ہو تو اس کے بعد میٹھی چیز کھائیں ـــــ اور مٹھاس کے بعد ترش چیز مفید ہے ـــــ سرکہ کو چاول کے ساتھ نہ کھائیں، کیونکہ مرض قولنج پیدا کرتا ہے ـــــ مولی کے ہمراہ مرغی کا انڈا بھی سخت مضر ہے ـــــ دہی اور مولی بھی ایک وقت میں کھانا صحت کو خراب کرتا ہے ـــــ خربوزہ کو شہد کے ساتھ کھانا بیمار کر ڈالتا ہے ـــــ دودھ اور انجیر بھی ملا کر کھانا سخت مُضر ہے ـــــ پنیر کے ساتھ انڈا بھی نہ کھائیں ـــــ انگور اور کلا ملا کر بھی صحت کو مُضرت پہنچاتا ہے ـــــ انار اور ہریسہ کھانا مریض بناتا ہے ـــــ دہی کے ساتھ باقلہ بھی کھانا نادانی ہے ـــــ سمجھ دار لوگ پیاز کے ہمراہ کبوتر کے بچّہ کا گوشت بھی نہیں کھاتے ـــــ پودینہ کے ساتھ پیاز کھانا حرارت کی آگ کو بھڑکاتا ہے ـــــ تندرستی کو اچھّا سمجھیں تو دُودھ اور مچھلی بھی ایک وقت میں نہ کھائیں، کیونکہ اس سے مرضِ جُذام پیدا ہوتا ہے ـــــ زیادہ ترشی کھانے سے اعضاء سُست اور قوّتِ باہ بہت کم ہو جاتی ہے ـــــ زیادہ لوبیا کھانا فربہ کرتا ہے ـــــ زیادہ لہسن گندنا کھانے کی عادت سے رتوند اور بینائی میں کمی عارض ہوتی ہے ـــــ

علاج بالغذاء

بدعمل بیمار کو امرت بھی زہر آمیز ہے
سچ کہا ہے سو دواؤں کی دوا پرہیز ہے

۱۹۲۵ء کی کہی نظم

ماخوذ مجموعہ نعت حصہ دوم

جہاں تک کام چلتا ہو غذا سے
وہاں تک چاہیئے بچنا دوا سے

اگر خوں کم بنے، بلغم زیادہ
تو کھا گاجر، چنے، شلغم زیادہ

جگر کے بل پہ ہے انسان جیتا
اگر ضعفِ جگر ہے کھا پپیتا

جگر میں ہو اگر گرمی کا احساس
مُربہ آملہ کھا یا انناس

اگر ہوتی ہے معدہ میں گرانی
تو پی لے سونف یا ادرک کا پانی

تھکن سے ہوں اگر اضلات ڈھیلے
تو فوراً دودھ گرما گرم پی لے

جو دکھتا ہو گلا نزلے کے مارے
تو کر نمکین پانی کے غرارے

اگر ہو درد سے دانتوں کے بیکل
تو انگلی سے مسوڑھوں پر نمک مل

جو طاقت میں کمی ہوتی ہو محسوس
تو مصری کی ڈلی ملتان کی چوس

شِفا چاہے اگر کھانسی سے جلدی
تو پی لے دودھ میں تھوڑی سی ہلدی

اگر کانوں میں کچھ تکلیف ہووے
تو سرسوں تیل پھائے سے نچوڑے

اگر آنکھوں میں پڑ جاتے ہوں جالے
تو دکھنی مرچ گھی کے ساتھ کھالے

تپِ دق سے اگر چاہے رہائی
بدل پانی کے گنّا چوس بھائی

دمہ میں یہ غذا بیشک ہے اچھی
کھٹائی چھوڑ کھا دریا کی مچھی

اگر تجھ کو لگے جاڑے میں سردی
تو استعمال کر انڈے کی زردی

جو بدہضمی میں تو چاہے اِفاقہ
تو دو اِک وقت کا کر لے تو فاقہ

احکامِ دعوتِ طعام

تنہا شخص: حدیث إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ فَابْدَأُوْا بِالْعَشَاءِ یعنی جب نماز اور کھانے کا وقت ساتھ ہی آئے تو پہلے کھانا کھائے ○ پیٹ بھرنے سے پہلے ہی کھانے سے ہاتھ کھینچنا چاہیئے۔ ○ کھانے کے بعد انگلی کو مُنہ سے صاف کرنا چاہیئے ○ رُوٹی کے ٹکڑے چُن لینے چاہیئے۔ **حدیث** شریف میں آیا ہے "جو کوئی ایسا کرے گا اس کی گزران میں وُسعت ہوگی۔ اور اُسکی اولاد بے عیب و سلامت رہے گی ___ اور وہ ٹکڑے حُورعین کا مہر ہوں گے"۔ اور برتن کو اُنگلی سے صاف کرے کہ حدیث شریف میں آیا ہے "جو شخص برتن پونچھ لیتا ہے تو برتن اس کے حق میں یوں دُعا کرتا ہے کہ اے پروردگار جس طرح اس نے مجھے شیطان کے ہاتھ سے چھڑایا۔ تو بھی اسے آتشِ دوزخ سے آزاد فرما ___ ○ اور اگر برتن کو دھو کر اس کا دھون پی جائے تو ایسا ثواب ہو گا گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا ___ اس کے بعد کہے۔ ___

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا	سَب تعریف اُس اللہ کے لئے ہے جس نے کھلایا
وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا وَھُوَ	اور پلایا ہمیں اور کافی ہُوا ہمارے لئے اور پناہ دی
___ سَیِّدُنَا وَمَوْلَانَا	ہم کو اور وہ ہمارا سردار ہمارا صاحب ہے۔

مشترک کھانے والا: ہم پیالہ کا خیال رکھے تاکہ اس سے زیادہ نہ کھا جائے ___ اگر کھانا مشترک ہے تب زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے ___ بلکہ خود کم کھائے ___ اور اپنے ساتھی کو زیادہ دے ___ اچھا کھانا اس کے سامنے بڑھائے ___ اگر ساتھی آہستہ آہستہ کھاتا ہے تو اس سے اصرار کرے کہ اچھی طرح خوشی سے کھائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

مشترکہ کھانے میں مکروہ فعل جس کام سے لوگوں کی طبیعت کو کراہت و نفرت ہو وہ نہ کرے۔ مثلاً سالن کے

برتن میں ہاتھ نہ جھٹکے ـــــ برتن کی طرف مُنہ اتنا نہ جھکائے کہ مُنہ سے جو نکلے وہ برتن میں جائے ـــــ اگر مُنہ سے کچھ نکلے تو مُنہ کو پھیر لے ـــــ چکنا نوالہ سِرکہ میں نہ ڈبوئے ـــــ جو نوالہ دانتوں سے کاٹا ہوا ہے برتن میں نہ ڈالے کہ اِن باتوں سے لوگوں کی طبیعت نفرت کریگی ـــــ اور گھنونی قسم کی باتیں نہ کرے ـــــ **مسئلہ:۔** کپورے، اوجھڑی، اور آنتیں وغیرہ جن کا کھانا مکروہ تحریمی یعنی قریب حرام ہے اُسے قربانی میں تقسیم نہ کیا جائے بلکہ دفن کر دیا جائے ـــــ اور اگر بھنگی وغیرہ اٹھالیں تو منع کی حاجت نہیں (فتاویٰ رضویہ ششم)

آدابِ محفلِ طعام

جس محفل میں کھانا کھلایا جائے وہاں نِگاہ نیچی رکھے ـــــ اور لوگوں کے نوالوں کو نہ دیکھے ـــــ نہ کھانے کا سامان لانے والوں پر نگاہ جمائے ـــــ اگر دوسرے لوگ اُس کا ادب ملحوظ رکھتے ہوں تو اوروں سے پہلے خود ہاتھ نہ کھینچے ـــــ اگر اوروں کے نزدیک مُعتبر ہے تو پہلے ہاتھ روکے رکھے تاکہ آخر میں اچھی طرح کھا سکے ـــــ اگر اچھی طرح نہیں کھا سکتا تو عذر بیان کرے ـــــ تاکہ دوسرے کھاتے رہنے سے شرمندہ نہ ہوں ـــــ طشت یا سلفچی میں اگر ہاتھ دھلائے جائیں تب لوگوں کے سامنے طشت وغیرہ میں نہ تھوکے ـــــ جو شخص معزز ہو اُسے مقدّم کرے ـــــ اگر لوگ اس کی تعظیم کریں تو مان لے ـــــ اور داہنی طرف سے طشت کو گھمائے ـــــ سب کے ہاتھوں کا دھون جمع کر کے پھینکے ـــــ ایک ایک کا نہیں۔ کلّی طشت وغیرہ میں کرے یا نالی میں آہستہ سے کرے ـــــ تاکہ چھینٹ نہ اُڑے ـــــ کسی آدمی اور فرش پر نہ پڑے ـــــ جو شخص ہاتھ پر پانی ڈالتا ہے بیٹھنے سے اُس کا کھڑا رہنا اولیٰ تر ہے ـــــ

یہ سب آداب حدیث شریف میں وارد ہوئے ـــــ انسان اور حیوان میں اِنہی آداب سے فرق ہوتا ہے ـــــ کہ حیوان جس طرح اس کا جی چاہتا ہے کھاتا ہے ـــــ بات نہیں جانتا ـــــ خدا نے اس کو یہ تمیز ہی نہیں دی ـــــ اور چونکہ انسان کو یہ تمیز عنایت ہوئی ہے ـــــ اگر وہ اِس پر کاربند نہ ہوا تو اُس نے عقل و تمیز کا حق ادا نہ کیا ـــــ اور وہ کفرانِ نعمت کا مُرتکب ہوا ـــــ

اپنے کام سے یا ملاقات کے لئے قصداً کھانے کے وقت خواتین اپنی سہیلیوں میں اور مرد اپنے دوستوں میں نہ جائیں ــــ کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ جو شخص بے بلائے کسی کا کھانا کھانے کا قصد کرے وہ جانے میں گناہگار ہوگا ــــ مگر جس دوست پر اعتماد اور جس کے دل سے آگاہ ہے اس کے گھر قصداً کھانے کی نیّت سے جانا درست ہے ــــ احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جو کئی کئی ہفتے ــــ کئی کئی ماہ صومِ وصال یعنی بغیر افطار کے روزے رکھنے والے) اور محبوب کے محبوب صدیقِ اکبر ــــ اور فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے میزبانی کی سعادت بخشنے کے لئے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور دیگر خوش قسمت صحابہ کے گھر تشریف لے جاکر خود کھانا طلب کر کے نوش فرمایا ــــ یہ امرِ خیر ہر میزبان کی اعانت ہے بشرطیکہ معلوم ہو کہ وہ راغب ہے۔

نظریۂ گستاخِ رسُول اور نظریۂ اہلسنّت

ایسے ہی واقعات سے گستاخِ رسُول فرقے نے عقیدہ اختیار کیا ہے کہ مالی مشکلات کے سبب اللہ تعالیٰ کے محبوب بھوکے رہتے تھے اور مناظرہ بریلی میں منظور نعمانی نے یہاں تک جسارت کرتے ہوئے بکا کہ "کیا محمد فاقے نہ کرتے تھے۔" (معاذاللہ) ــــ قدرتِ خدا کی ــــ دورانِ مناظرہ گستاخوں نے جن کو شو کی خاطر اپنے اسٹیج پر سجا کر بٹھا رکھا تھا سب سے پہلے اُنہی ۲ دو عرب نے قَدْ کَفَرْتُمْ۔ کی صدا بُلند کی ــــ پھر تمام ہی مُسلمانوں نے بلند آواز میں کہنا شروع کیا کہ "تم کافر ہوگئے۔" توبہ کرو ــــ چونکہ گستاخِ رسُول ہزار حیلے، بہانے بنانا تو گوارا کر لیتے ہیں مگر انہیں توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ــــ کاش کہ گستاخِ رسُول اس پر ہی غور کریں تو حقیقت اُنکے سامنے آجائے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی مرضی اور رغبت سے صومِ وصال یعنی بغیر افطار کے روزے رکھنے شروع فرمائے اور حضور علیہ السّلام کو دیکھ کر بعض صحابہ نے بھی اس پر عمل شروع کر دیا ــــ لیکن چند ہی روزے رکھنے کے بعد کمزوری بڑھنا شروع ہوگئی تب حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَیُّکُمْ مِثْلِیْ۔ تم میں کون ہے میری مثل؟

____ اور خصائص کبریٰ شریف میں **حدیث** اُمِّ اَوس سے مروی کہ گھی میں حضور علیہ السّلام کے **دَم** اور **دُعا** سے اتنی برکت پیدا ہوئی کہ تھوڑا سا گھی اُمِّ اَوس حضور انور صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیہ وسلّم کے سامنے بھی پھر حضرت صدیقِ اکبر کی خلافت، حضرت فاروقِ اعظم، حضرت عثمانِ غنی اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت میں جب تک اس میں سے نِکال کر استعمال کرتی رہیں کہ حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین جنگ ہوئی اور آپس میں دو مُسلمانوں کے جھگڑے سے اُس کی برکت جاتی رہی اور گھی ختم ہو گیا ____ اسی طرح کا اعجاز حضرت زُبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے حق میں دُعا فرمانے پر ہُوا کہ دولت کی فراوانی کا یہ عالم کہ ترکہ میں حضرت زبیر بن عوام کی چار بیویاں تھیں جن کے حصّہ میں (جو کہ آٹھواں حصّہ بنتا ہے۔) اڑتالیس لاکھ آیا اور کل ترکہ پانچ کروڑ ایک لاکھ تھا ____ اسی طرح کے سیکڑوں واقعات ہیں ____ **مگر** جب حضور علیہ السّلام کے حق میں جبریلِ امین! اللہ ربّ العزت کا پیغام سُنانے حاضر ہوئے ____ اور اللہ تعالیٰ کی یہ پیش کش سُنائی کہ اگر آپ حکم دیں یا آپ کی رضا ہو تو ابھی یہ پہاڑ سونے کے ہو کر آپ کے ساتھ چلیں ____ تو آقا و مولیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیہ وسلّم نے اپنے رَبّ کے آگے یہ عاجزی فرمائی کہ "میں اس میں خوش کہ ایک وقت کھاؤں تو اپنے رَبّ کا شکر ادا کروں اور ایک وقت نہ کھا کر صبر ادا کروں" ____

دونوں تھے اختیار میں ____ دنیا بھی ____ فقر بھی
دیکھو تو شاہِ دیں نے کیا اختیار کیا؟

اس قسم کی دیگر احادیث سے علمائے اہلسنّت یہ ثابت کرتے ہیں ____ کہ حضور انور صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیہ وسلّم کے کاشانۂ اقدس میں دو دو تین تین ہفتہ چولہے سے دُھواں نہ اُٹھنا آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیہ وسلّم کا اختیار تھا ____ اور اسی وجہ سے آپ کا ایک صِفاتی نام قانع بھی ہے ____ اور قانع وہی ہوتے ہیں <u>مصرعہ</u> جو خود فاقہ سے رہ کر دوسروں کا پیٹ بھرتے ہیں۔

اسی طرح اولیائے کرام نے حضور علیہ السّلام کی اس سُنّت مبارکہ کو اس طرح اپنایا کہ حضرت ابراہیم بن ادھم نے سلطنت کو ٹھوکر مار کر فقر اختیار کیا ____ اور اسی طرح کے فقر سے ہزاروں تصوّف کی کتب بھری پڑی ہیں ____

الحاصل یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم نے خود نہ کھا کر جہاں اپنے غلام تنگدست، غریب، مساکین کی دلجوئی فرمائی، اور تنگدستی کے ضرر میں کمی کی۔ اور یہ کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کے اس عمل کے سبب محبوب کے محبوب غریب، مسکین، تنگدست، غلاموں کو بھی تقرب کی سعادت بخشی وہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم نے مسلسل ہفتوں مہینوں نہ کھا کر لوگوں پر یہ ظاہر فرمایا کہ میں کھانے کا محتاج نہیں ـــــ کھانا میرا محتاج ہے ـــــ میں اگر کھاتا ہوں تو اس لئے کہ تمہیں کھانے کا طریقہ آجائے ـــــ اور اگر پیتا ہوں تو اس لئے کہ تمہیں پینے کا سلیقہ آجائے ـــــ اور اگر کسی کے ہاں جاکر کھاتا ہوں تو اس لئے کہ تم پر دوستوں، عزیزوں، اقرباء کے ہاں جاکر کھانا حلال جائز ہو جائے ـــــ بلکہ ضرورت پر کھانا سُنّت کہلائے۔

مختار مندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں اور ڈوبے سورج کو واپس لانا ـــــ چاند کے دو ٹکڑے کرنا ـــــ انگشت مبارک سے پانی کے چشمے جاری فرمانا وغیرہ وغیرہ واقعات بتاتے ہیں کہ گستاخ رسول کا یہ عقیدہ بھی صرف بغض نبی پر مبنی ہے کہ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"۔ اسمٰعیل دہلوی تقویت الایمان اور اس عقیدہ پر جو دلائل دیئے گئے ہیں اُن سب کے مطلب عیاری، مکاری سے گھڑے گئے ہیں جو گستاخ ذہنوں کے سوا چار کلاس پاس بچہ بھی جن دلائل کو غلط قرار دے سکتا ہے۔

سب کچھ ہے اختیار خدا کا دیا ہوا
بکتے ہیں بے ادب کہ اُنہیں اختیار کیا؟

چھ چیزوں میں جلدی چاہیئے حضرت حاتم اصم نے فرمایا کہ ـــــ جلدی شیطان کا کام ہے، مگر چھ چیزوں میں جلدی چاہیئے ـــــ (۱) مہمان کو کھانا کھلانے میں ـــــ (۲) مردہ کی تجہیز میں ـــــ (۳) لڑکیوں کے نکاح میں ـــــ (۴) قرض ادا کرنے میں ـــــ (۵) گناہوں سے توبہ کرنے میں ـــــ (۶) اور دعوتِ ولیمہ میں جلدی کرنا سُنّت ہے۔

مسائل

مسئلہ: باپ کو بیٹے کے مال کی حاجت ہے اگر احتیاج اس وجہ سے ہے کہ اس کے پاس رقم نہیں کہ اس چیز کو خرید سکے تب بیٹے کی چیز بلا کسی معاوضہ کے استعمال کرنا جائز ہے ___ اور اگر رقم ہے مگر چیز دستیاب نہیں۔ یعنی چیز نہیں ملتی، تو معاوضہ دیکر لے ___ یہ اُس وقت ہے کہ بیٹا نالائق ہے ___ اور اگر لائق ہے تو بغیر حاجت بھی اس کی چیز لے سکتا ہے ___ (عالمگیری، بہار شریعت) **مسئلہ:** گیہوں کیساتھ آدمی کا دانت بھی چکی میں پس گیا اُس آٹے کو نہ خود کھا سکتا ہے ___ نہ کسی جانور کو کھلا سکتا ہے ___ (عالمگیری) **مسئلہ:** کھانا! ناپاک ہوگیا تو یہ جائز نہیں کہ کسی پاگل، یا بچّہ کو کھلائے ___ نہ کسی ایسے جانور کو کھلائے جسکا کھانا حلال ہے ___ (عالمگیری) **مسئلہ:** کھانے میں پسینہ ٹپک گیا یا رال ٹپک پڑی یا آنسو گر گیا وہ کھانا حرام نہیں ہے۔ کھایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل گئی اور اس سے طبیعت کو نفرت پیدا ہوگئی وہ پیا جاسکتا ہے ___ (عالمگیری) **مسئلہ:** مسلمانوں کے کھانے کا طریقہ یہ ہے کہ فرش وغیرہ پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں ___ میز، کرسی پر بیٹھ کر کھانا نصاریٰ کا طریقہ ہے ___ اس سے اجتناب چاہئے ___ بلکہ مُسلمانوں کو ہر کام سلف صُالحین کے طریقہ پر کرنا چاہیئے ___ غیروں کے طریقہ کو ہرگز اختیار نہ کرنا چاہیئے ___ **مسئلہ:** دعوتِ ولیمہ صرف پہلے دن ہے، یا دوسرے دن بھی یعنی ۲ دو ہی دن تک یہ دعوت ہوسکتی ہے ___ اس کے بعد ولیمہ اور شادی ختم ___ (عالمگیری) کئی دن تک یہ سلسلہ جاری رکھنا سُنّت سے بڑھنا ہے ___ (بہار شریعت) **مسئلہ:** دوسرے کے یہاں کھانا کھا رہا ہے سائل نے مانگا اس کو یہ جائز نہیں کہ سائل کو روٹی کا ٹکڑا دیدے۔ کیوں کہ اُس نے اس کے کھانے کے لئے رکھا ہے۔ اس کو مالک نہیں کردیا ہے، کہ جس کو چاہے دیدے (عالمگیری بہارِ شریعت) **مسئلہ:** ۲ دو دسترخوان پر کھانا کھایا جارہا ہے، تو ایک دسترخوان والا دوسرے دسترخوان والے کو کوئی چیز اس پر سے اُٹھا کر نہ دے۔ مگر جب کہ یقین ہو کہ صاحبِ خانہ کو ایسا کرنا، ناگوار نہ ہوگا تب دے سکتا ہے ___ (عالمگیری، بہارِ شریعت) **مسئلہ:** کھاتے وقت صاحبِ خانہ کا بچہ آگیا تو اُس کو، یا صاحبِ خانہ کے خادم، ملازم کو اس کھانے میں سے نہیں دے سکتا (عالمگیری)

مسئلہ: روٹی کو چھری سے کاٹنا نصاریٰ کا طریقہ ہے مُسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیئے، ہاں اگر ضرورت ہو مثلاً ڈبل روٹی کو چھری سے کاٹ کر اس کے ٹکڑے کر لئے جاتے ہیں تو حرج کی بات نہیں، یا دعوتوں میں بعض مرتبہ ہر شخص کو نصف نصف شیر مال دی جاتی ہے، ایسے موقع پر چھری سے کاٹ کر ٹکڑے بناتے ہیں حرج نہیں کہ یہاں مقصود دوسرا ہے، اسی طرح اگر مُسلّم ران بھی بھُنی ہوئی چھری سے کاٹ کر کھائی جائے تو حرج نہیں ــــــ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: جس نے ہدیہ بھیجا اگر اُس کے پاس حلال و حرام دونوں قسم کے اموال ہوں، مگر غالب حلال ہے، تو اس کے قبول کرنے میں حرج نہیں، یہی حکم اس کے یہاں دعوت کھانے کا ہے، اور اگر اس کا غالبُ مال حَرام ہے تو نہ ہدیہ قبول کرے، اور نہ اسکی دعوت کھائے، جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ یہ چیز جو اُسے پیش کی گئی ہے حلال ہے ــــ (عالمگیری)

مسئلہ: جو شخص اس کا مقروض ہے، اگر اس نے دعوت کی اور قرض سے پہلے بھی وہ اسی طرح دعوت کرتا تھا تو قبول کرنے میں حرج نہیں ــــــ اور اگر پہلے بیس دن میں دعوت کرتا تھا، اور اب دس دن میں کرتا ہے، یا اب اُس نے کھانے میں تکلّفات بڑھا دیئے، تو قبول نہ کرے کہ یہ قرض کی وجہ سے ہے ــــ (عالمگیری)

مسئلہ: اگر کھانے پینے کی شے میں مکھی گر جائے تب مکھّی کو سالن وغیرہ میں **غوطہ** دیکر پھر سالن وغیرہ سے نکال کر پھینک دی جائے ــــ کہ حضور علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ مکھّی کھانے، پینے کی چیز میں جب گرتی ہے۔ تو بیماری والا بازو اس میں ڈالتی ہے۔ اور جس بازو میں شفاء ہوتی ہے وہ بازُو اوپر اٹھائے رکھتی ہے۔ **لہٰذا** دوسرا بازو بھی جس میں بیماری کا تریاق ہے وہ بھی ڈبو کر مکھّی نکال کر پھینکدی جائے اور کھانے، پینے کی چیز کھا، پی، لی جائے، کسی سُنّت پر عمل نہ کرنا ثواب اور اس کے برکات سے محرومی ہے، مگر اس کا مذاق اڑانا کفر ہے ــــــ

مسئلہ: ٹوٹے ہوئے کنارے کی جانب سے کٹورے، پیالے یا گلاس سے پانی وغیرہ پینا مکروہ ہے ــــــ

مسئلہ: سونے سے قبل تمام برتنوں کو ڈھانپ کر سونا سُنّت ہے ــــ کیوں کہ کھلا ہوا برتن رکھنے سے وبا کا اثر ہوتا ہے ــــ اور شیطان راہ پاتا ہے ــــ اگر برتن کے چھپانے اور ڈھانپنے کے لئے کچھ نہ ملے تو کوئی

بھی لکڑی بسم اللہ پڑھ کر برتن کے مُنہ پر چوڑائی کی جانب رکھ دی جائے ـــــ دُھلے برتن اُلٹے یعنی اوندھے رکھے جائیں ـــــ **مسئلہ:** روزے کی حالت میں پیٹ دبنے وغیرہ سے سینہ سے ہی واپس یعنی اگر قے ہو جائے تب وضو اور روزہ نہ جائیگا ـــــ اور اگر معدے سے پلٹ کر مُنہ بھر کر قے ہو تب مغرب تک روزہ کی حالت میں رہنا اور رمضان کے بعد ایک روزہ رکھنا واجب ہے ـــــ گھر والے معمُولی قے پر ہی رُوزہ تڑوا دیتے ہیں یہ جائز نہیں۔ بلکہ مُنہ بھر قے پر بھی مغرب تک کچھ نہ کھانا، پینا چاہیئے ـــــ **مسئلہ:** ہر مُسلمان کو کسی سے مانگی ہوئی چیز کی ایسی ہی قدر کرنی چاہیئے جیسے وہ اپنی چیز کی قدر کرتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ احتیاط لازم ـــــ اس سے اُن پڑوسیوں کو نصیحت حاصل کرنی چاہیئے جو برف تک توڑنے کے لئے پڑوسی کو یہ بتا کر کہ ہمارے ہاں مہمان آئے ہیں اپنی ٹرے دیدو پھر نئی ٹرے پر برف رکھ کر توڑنا ـــــ جو برتن اور پڑوسی سے نہایت ہی بدسلوکی ہے ـــــ یا کسی سے مانگی ہوئی مذہبی کتاب لیٹے ہوئے سینے پر رکھ کر پڑھنا ـــــ پھر نیند آنے پر کتاب کمر کے نیچے، کچھ ورق جلد سے باہر اور بقیہ اوراق کی سلوٹوں پر استری پھری ہوتی ہے کہ بدقت بھی اصل حالت پر اوراق نہیں آتے ـــــ یا کوئی چیز مانگ کر پھر کچھ دنوں بعد یہ کہنا کہ ہم نے تو وہ چیز اسی وقت واپس کردی تھی ـــــ یا پہلے کی لی ہوئی چیز واپس بھی نہیں کرنی اور کچھ دن بعد پھر سے مانگنے آنا ـــــ **مسئلہ:** کسی عزیز رشتہ دار یا دوست **یا** اجنبی کے ہاں مہمان بنے، اور میزبان نے اپنی ایسی لڑکی کے ہاتھ کھانے یا پینے کی چیز بھیجی جس پر مہمان بدنیتی یعنی غلط نظر ڈال سکے۔ خواہ وہ لڑکی آٹھ نو سال **یا** زائد عمر کی ہو ـــــ اگر مہمان نے اسکا بوسہ بدنیتی یعنی شہوت سے لیا **یا** ہاتھ یا جسم کا کوئی حصہ پکڑا تب اُس لڑکی کی ماں ـــــ دادی ـــــ اور بیٹیوں کا نکاح اس مہمان سے کبھی نہیں ہو سکتا ـــــ ایسی ہی حرکت اگر اسکول، کالج یا محلّے کی لڑکی سے کی گئی ہو تب بھی اس لڑکی کی ماں، دادی، اور بیٹیوں سے اس نو عمر یا زیادہ عمر کے شخص سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ **یونہی** وہ لڑکی اُس مرد کے باپ اور بیٹوں سے بھی نکاح نہیں کر سکتی ـــــ حرمتِ مصاہرت کے مسائل بہارِ شریعت یا سُنّی بہشتی زیور میں دیکھیں

پردہ اُٹھوانے کا آخر یہ نتیجہ نکلا ◆ جس کو بیٹا وہ سمجھتے تھے بھتیجہ نکلا

جب خدا نے مال دیا ہے تو اس کے فضل و کرم اور احسان و نعمت کا اثر اہلِ خانہ اور تمہارے جسم پر بھی ظاہر ہونا چاہیئے۔ اچھا کھاؤ پیو۔ گھر میں بیوی شوہر کے لئے بن سنور کر رہے۔ پھوہڑ پن۔ بدسلیقی اور گندگی سے دُور بھاگیں کہ یہ بَد بَلا ہے ــــــــ

مسئلہ:۔ عصر کے بعد کھانے پینے سے بُہت سے مَرد اور خواتین پرہیز کرتی ہیں۔ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں البتّہ صُوفیاء کا طریقہ رہا ہے کہ ان کے نزدیک رات طالبانِ حق کی عید ہے۔ اور عید سے پہلے روزہ ہوتا ہے تو عصر اور مغرب کے مابین کو وہ روزہ کی طرح گزارتے ہیں اور شب بیداری میں مصروف رہتے ہیں۔ اگر یہی نیّت رکھی جائے کہ بزرگوں کا اتباع مقصُود ہے تو حرج نہیں ــــــــ **مسئلہ:۔** عورت نے ایسے شخص کی ملازمت کی جو بال بچّوں والا ہے۔ اس میں حرج نہیں۔ جیساکہ عموماً شہروں میں کھانا پکانے اور گھر کے کام کاج کے لئے مامائیں نوکر رکھی جاتی ہیں۔ مگر یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ نوعمر لڑکوں یعنی مَردوں میں وہ کسی کو اُسکے ساتھ تنہا نہ رکھے۔ اور نہ کچھ دیر کے لئے بھی مَردوں کے ساتھ تنہا رہنے دے ــــــــ **مسئلہ:۔** اگر ایسے مکان میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہیں تو یہ کہنا چاہیئے ــــــــ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ترجمہ: سلام ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر ــــــــ فرشتے اس سلام کا جواب دیں گے۔ ▭ ردالمحتار ▭ یا اس طرح کہے ــــــــ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ ترجمہ:۔ اے اللہ کے نبی آپ پر سَلام ــــــــ کیا عجب کہ یہ سَلام قبول ہو جائے اور جواب میں سلامتیوں اور رحمتوں سے نوازا جائے کیونکہ حضورِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ عَلَیہ وسلّم کی رُوحِ مُبارک مُسلمانوں کے گھروں میں موجود ہے۔ ▭ مرقاۃ ▭

مسئلہ:۔ گلاس میں بچے ہوئے پانی کو اگر وہ صاف ستھرا ہو لوگ جھوٹا کہہ کر پھینک دیتے ہیں۔ یہ ہندوؤں کی تہذیب ہے۔ سلام میں چھوت چھات نہیں مُسلمان کے جھُوٹے سے بچنے کے کوئی معنٰی نہیں بلکہ یہ صاف اور قابلِ استعمال پانی کو خواہ مخواہ ضائع کرنا اور اسراف ہے۔ اور اسراف حرام ــــــــ **مسئلہ:۔** مَرد کو اجنبیہ عورت کا جھوٹا، اور عورت کا اجنبی مَرد کا جھوٹا مکروہ ہے ــــــــ زوجین اور محارم یعنی محرم مرد و عورت کے جھُوٹے

میں حرج نہیں۔ ▭ درمختار ▭

اور کراہت اس صورت میں ہے جبکہ تلذّذ یعنی لذّت حاصل کرنے کے طور پر ہو اور اگر تلذّذ مقصود نہ ہو بلکہ تبرک کے طور پر ہو جیسا کہ عالم باعمل اور باشرع پیر کا جھوٹا کہ لوگ اُسے تبرک سمجھ کر کھاتے پیتے ہیں اس میں حرج نہیں۔ ▭ بہارِ شریعت ▭

مسئلہ:۔ بچوں کو بسم اللہ پڑھانے کے موقع پر چاندی کی چھوٹی چھوٹی دوات قلم اور تختی لاکر رکھتے ہیں۔ یہ چیزیں استعمال میں نہیں آتی ہیں۔ بلکہ پڑھانے والے کو دیدتے ہیں۔ اِس میں حرج نہیں۔ ▭ بہارِ شریعت ▭ بلکہ بہتر ہے کہ احسن طریقہ پر ایک مسلمان کی جو قابلِ عزّت و لائق تعظیم ہے اعانت بھی ہو گئی۔ اور دینے والے کی قلبی مسرت کا سامان بھی ہاں یہ ضروری ہے کہ ریا نہ آنے پائے ــــــ **مسئلہ:۔** سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا، اور ان پیالیوں سے تیل لگانا ــــــ **یا** اُن کے عطردان سے عطر لگانا اِن کی سلائی **یا** سُرمہ دانی سے سُرمہ لگانا ــــــ اُن کے آئینہ میں مُنہ دیکھنا ــــــ **یا** انکے قلم دوات سے لکھنا مرد عورت دونوں کے لئے منع ہے۔ عورتوں کو سونے چاندی کے زیور پہننے کی اجازت ہے۔ زیور کے سِوا دُوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مرد عورت کے لئے ناجائز ہے۔ سونے چاندی کی آرسی پہننا عورت کے لئے جائز ہے مگر اُس آرسی میں مُنہ دیکھنا عورت کے لئے بھی ناجائز ہے ▭ درمختار وغیرہ ▭

ہاں اگر برتن پر سونے چاندی کا مُلمع ہو تو اس کے استعمال میں حرج نہیں۔ ▭ ہدایہ ▭

مسئلہ:۔ کھانا کھاتے وقت اگر کوئی آجاتا ہے تو رواج یہ ہے کہ اسے کھانے کو پوچھتے ہیں، کہتے ہیں کہ آؤ کھانا کھاؤ۔ اگر نہ پوچھیں تو طعن کرتے ہیں کہ اُنہوں نے پوچھا تک نہیں۔ یہ بات یعنی دوسرے مُسلمان کو کھانے کے لئے بلانا اچھّی بات ہے۔ مگر بلانے والے کو یہ چاہیئے کہ یہ پوچھنا محض نمائش کے لئے نہ ہو بلکہ دِل سے پوچھے۔ بلکہ اگر اُسے کوئی معقول عذر نہ ہو تو اصرار کر کے کھلائے کہ مُفت کا ثواب ہاتھ آتا ہے۔ کہ وہ اپنا رزق تمھارے خوان پر کھلائے گا۔ تمھارے لئے مقامِ شکر ہے۔ یہ بھی رواج ہے کہ جب پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے، "بسم اللہ" یہ نہ کہنا چاہیئے یہاں بسم اللہ

کہنے کے کوئی معنیٰ نہیں کہ بسم اللہ پڑھ کر ہی مُسلمان کھانا شروع کرتا ہے۔ اور وہ پڑھ چکا۔ علماءِ کرام نے اس موقع پر بسم اللہ کہنے کو بہت سخت ممنوع فرمایا بلکہ ایسے موقع پر دعائیہ الفاظ کہنا بہتر ہے مثلاً بارک اللہ یا اردو میں کہدے، اللہ تعالیٰ برکت دے۔ زیادہ دے۔ (بہارِ شریعت وغیرہ)

اور بزرگوں کا معمول یہ ہے کہ کھانے سے فارغ ہو کر یہ کہتے ہیں کہ کھانا بڑھاؤ یا برتن بڑھاؤ ___ کھانا یا برتن اٹھاؤ نہیں کہتے ___ کھانا بڑھنا، یا برتن بڑھنا کھانے میں برکت اور فراخی و وُسعَت کی ضِمناً دُعا ہو جاتی ہے ___

مسئلہ:۔ کھانا کھاتے وقت رُوٹی کے چار ٹکڑے اِس نیّت سے کرنا کہ دوسرے انھیں سُنّی مسلمان، چاروں خلفاء کے ماننے والے، چاروں کی خلافت کو حق جاننے والے سمجھیں اور بچّوں کے دلوں میں بھی یہ عقیدہ راسخ ہو جائے کہ چاروں خلفاء کا ماننا فرض ہے۔ تو اس میں حرج نہیں۔ بلکہ اگر رافضیوں کے سامنے اُنکے چڑانے کو چار کریں تو یہ نیّت محمود ہے۔ اور انشاء اللہ اس پر ثواب پائیگا۔ ہاں جو مُسلمان سُنّی ایسا نہ کرے اُسے عیب لگانا۔ خود معیوب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

مسئلہ:۔ رافضی (شیعہ) کے یہاں کچھ کھانا پینا ہرگز نہ چاہیئے کہ وہ اہلسنّت کو قصداً نجاست کھلانے پلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ) تو عوام النّاس میں جو یہ مشہور ہے کہ رافضی ایسا کرتے ہیں وہ بے اصل نہیں۔

مسئلہ:۔ کھانے پینے کی چیز جو بچّوں کا نام کر کے بھیجتے ہیں اس میں سے ماں باپ کھا سکتے ہیں کہ اصل مقصود ماں باپ کو بھیجنا ہوتا ہے اور چیز تھوڑی سمجھ کر بچّوں کا نام لیا جاتا ہے، ہاں اگر معلوم ہو کہ دینے والے نے واقعی بچّہ ہی کو دی ہے۔ ماں باپ کو دینا مقصود نہیں کہ اسمیں سے کھانا حرام ہے مگر یہ کہ محتاج ہوں، (بحر الرائق وغیرہ)

مسئلہ:۔ شراب خور کی مونچھیں بڑی بڑی ہوں کہ شراب مونچھ کو لگ گئی تو جب تک مونچھیں دُھل کر پاک نہ ہو جائیں پانی وغیرہ جس چیز کو لگے گی ناپاک کر دے گی اور وہ چیز جس کو اُس نے پیا جس برتن میں ہو گی وہ برتن بھی ناپاک ہو جائیگا (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

اللہ تعالیٰ اس خبیث عادت سے تمام مسلمانوں کو بچائے۔ آمین

مسئلہ:۔ بچھونے یا مُصلّے پر کچھ لکھا ہوا ہو تو اسکو استعمال کرنا، نا جائز ہے۔ یہ عبارت اس کی بناوٹ میں ہو یا کاڑھی گئی ہو یا روشنائی سے لکھی ہو۔ اگرچہ الگ الگ حروف لکھے ہوں۔ کیونکہ حروفِ مفردہ (حروفِ تہجی) کا احترام بھی لازم ہے۔ ▭ ردالمحتار ▭

اکثر دسترخوانوں پر جو عموماً بڑی دعوتوں میں استعمال کئے جاتے ہیں اُردو یا فارسی میں اشعار لکھے ہوتے ہیں۔ ایسے دسترخوان کو استعمال میں لانا۔ اُن پر کھانا کھانا نہ چاہیئے ہم نے مانا کہ کھانا اُتارنے والے کھانا اُتارتے وقت احتیاط سے پاؤں رکھیں گے، اور لکھی ہوئی جگہ بچالیں گے۔ لیکن کہاں تک؟ پھر اس پر روٹی، سالن کے برتن، ڈونگے ڈشیں، پلیٹیں وغیرہ تو رکھنی ہی پڑیں گی تو ان حروف کی تعظیم کہاں رہی؟ لہٰذا اُن سے دُور رہنا ہی ٹھیک ہے۔ یوں ہی بعض لوگوں کے تکیوں پر عشقیہ یا دُعائیہ اشعار لکھے ہوتے ہیں اُنکا بھی یہی حکم ہے کہ استعمال نہ کیا جائے۔ کہ حروفِ تہجی کی بے ادبی پائی جاتی ہے۔ اور بعض جگہ چادروں پر بھی اشعار لکھے پائے جاتے ہیں۔ ایسی چادروں کا استعمال میں لانا اور بھی زیادہ بُرا اور ممنوع کہ ان پر آدمی کا پیر بھی پڑیگا۔ ▭ بہارشریعت ▭

مسئلہ:۔ کھریا مٹی یا ملتانی مٹی یا طین خراسانی یا کوئی اور سوندھی مٹی خوشبودار خوشذائقہ کہ حاملہ عورتیں اُسے کھاتی ہیں۔ اطباء کے نزدیک سخت نقصان دہ اور شرعاً اس کا کھانا حرام ہے۔ یونہی چولھے کی بھٹ اور تنور کا پیٹ۔ البتہ خاکِ شِفار شریف سے تبرّکاً قدرے چکھ لینا جائز ہے۔ جیسے پان میں چونا، یا آجکل کتھا — جو تقریباً مٹی ہی ہوتا ہے۔ ▭ سُنی بہشتی زیور، جنتی زیور ▭

گھروں میں بولے جانے والے چند کُفریہ کلمات خود بچیں اور دوسروں کو بچائیں

اِس زمانے میں جہالت اور نئی تہذیب کی نحوست کی وجہ سے کچھ مرد اور کچھ عورتیں اِسقدر بے لگام ہیں کہ جو اُن کے مُنہ میں آتا ہے بک دیا کرتے ہیں ___ کبھی ہنسی مذاق، دل لگی یا غضب و غصّہ کے عالم میں بسا اوقات ایسے کلمات بھی مُنہ سے نکل جاتے ہیں جس سے لوگ کافر ہو جاتے ہیں ___ اور اُن کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے ___ مگر انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ وہ کافر ہو گئے اور ان کا نکاح ٹوٹ گیا ___ ہم یہاں چند کلماتِ کفریہ درج کرتے ہیں تاکہ اِن کلمات سے لوگ خود بھی بچیں اور دوسرں کو بھی بچائیں ___ اور اگر خدانخواستہ یہ کفری الفاظ کسی کے مُنہ سے نکل جائیں تو فوراً ہی توبہ کر کے نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مُسلمان ہو جائے اور دوبارہ نِکاح کرے ___ اِس نکاح میں عدت کی ضرورت نہیں ___ **نقلِ کفر۔ کفر نہ باشد** ___

مسئلہ:- بسم اللہ شریف! شراب پیتے وقت **یا** جوا کھیلتے وقت **یا** زِنا کرتے وقت پڑھنا کفر ہے ___ **مسئلہ:-** جو شخص یہ کہہ دے کہ میں شریعت کو نہیں مانتا ___ **یا** شریعت کا کوئی حکم ___ **یا** کسی سُنی مُسلمان کا فتویٰ سُن کر یہ کہے کہ یہ سب ہوائی باتیں ہیں ___ **یا** یہ کہہ دے کہ شریعت کے حکم اور فتویٰ کو چُولہے بھاڑ میں ڈالدو ___ **یا** یہ کہہ دے کہ میں شرع ورع کو نہیں جانتا ___ **یا** جانتی ___ **یا** شوہر کا بیوی کو کسی حَرام کام سے منع کرنے ___ فوٹو یا فلم یا بے پردگی سے روکنے پر بیوی کا یہ کہنا کہ دوسری عورتیں بھی تو ایسا کرتی ہیں آگ لگی شریعت صِرف میرے ہی لئے رہ گئی ہے۔ **یا** یہ کہہ دے کہ ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے ہم تو برادری کی رسموں کی پابندی کریں گے ___ **یا** یہ کہہ دے کہ بِسم اللہ ___ سُبحان اللہ رُوٹی کی جگہ کام نہ دے گا ___ ہمیں رُوٹی چاہیئے ___ تو ایسا کہنے والے کافر ہو جائیں گے ___

محبّت خصُومات میں کھو گئی ◆ یہ امّت رسُومات میں کھو گئی

مسئلہ:۔ جو شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب منسوب، کسی چیز کی توہین کرے **یا** عیب لگائے **مثلاً** آپ کے مقدس بال مُبارک کو تحقیر سے یاد کرے **یا** آپ کے ناخن بڑے بڑے کہے ___ **یا** آپ کا لباس مُبارک کو گندہ اور میلا بتائے ___ **یا** حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سُنّت کی تحقیر کرے مثلاً داڑھی بڑھانا مونچھیں کم کرنا ___ عمامہ باندھنا ___ عمامہ کا شملہ لٹکانا ___ اور کدّو کو اس وجہ سے ناپسند بتانا کہ حضور کو پسند تھا ___ تو ایسے حضرات کافر ہو گئے ___ یونہی کسی نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھانا تناول فرمانے کے بعد تین بار انگشت ہائے مبارک چاٹ لیا کرتے تھے" ___ اُس پر کسی نے کہا کہ یہ ادب کے خلاف ہے تو یہ کہنا بھی عُلمائے کرام کے نزدیک کفر ہے ___ اور یہ اس وجہ سے کہ کسی سُنّت پر عمل نہ کرنا سُنّت کے ثواب سے محرومی **مگر** اسکا مذاق اڑانا اور حقیر جاننا کفر ہے ___

مسئلہ:۔ قرآن شریف کی کسی آیت کے ساتھ مسخرہ پن کرنا کفر ہے ___ جیسے بعض داڑھی منڈے کہہ دیا کرتے ہیں کہ قرآن میں کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ آیا ہے اور معنٰی یہ بتلاتے ہیں کہ صاف کراتے رہو ___ **یا** اکیلے نماز پڑھنے والے کہہ دیا کرتے ہیں کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی اور معنٰی یہ بتاتے ہیں کہ نماز تنہا پڑھا کرو ___ ان باتوں کے بول دینے سے آدمی کافر ہو جائے گا ___ کیونکہ قرآن شریف کے معنٰی بدل ڈالنا بھی ہے اور اس کے ساتھ مسخرہ پن مذاق و دل لگی بھی ___ جس طرح بھوک کی شدّت پر کہنا کہ میری آنتیں قُلْ ھُوَ اللہ پڑھ رہی ہیں ___ (معاذ اللہ)

مسئلہ:۔ رمضان کے روزے نہ رکھنے پر کہنا کہ روزے وہ رکھے جسے روزی نہ ملے ___ **یا** یہ کہنا کہ جب خدا نے ہمیں کھانے کو دیا ہے تو بھوکے کیوں مریں ___ **یا** اسی قسم کی اور باتیں بک دیں جن سے روزہ کی ہتک یا تحقیر ہوتی ہے یہ کفر ہے ___

مسئلہ:۔ کسی مسکین نے اپنی محتاجی و پریشان حالی کو دیکھ کر یہ کہا کہ "اے خدا فلاں بھی تیرا بندہ ہے اُس کو تو نے کتنی نعمتیں دے رکھیں ہیں، اور میں بھی تیرا بندہ ہوں مجھے کسقدر رنج و تکلیف دیتا ہے۔ آخر یہ انصاف ہے"۔؟ ایسا کہنا کفر ہے ___

مسئلہ:۔ کسی بااثر یا مالدار آدمی **یا** حاکم کی توجہ حاصل کرنے

کے لئے لوگ کہہ بیٹھتے ہیں کہ اُوپر خدا ہے نیچے تم۔ یہ کلمہ کفر ہے۔ (خانیہ) کیونکہ خدا کے لئے حد مقرر کرنا یا مخصوص جگہ بتانا کفر ہے ــــ **مسئلہ**:۔ کسی سے کہا کہ انشاءاللہ تم اس کام کو کردو گے۔ اس نے کہہ دیا کہ "ابھی میں بغیر انشاءاللہ کروں گا۔" کافر ہوگیا ــــ **مسئلہ**:۔ کوئی شخص بیمار نہیں ہوتا ــــ **یا** بہت بوڑھا ہے مرتا نہیں۔ اس کیلئے یہ کہنا کہ اسے اللہ میاں بھول گئے ہیں ــــ **یا** کسی زبان دراز آدمی سے یہ کہنا کہ خدا تمھاری زبان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا ــــ پھر میں کسطرح مُقابلہ کرسکتا ہوں؟ ــــ اللہ تعالیٰ کے لئے دونوں طرح الفاظ بولنے کفر ہیں ــــ **مسئلہ**:۔ ایک نے دوسرے کہا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا؟ اُس نے غصہ میں کہا "نہیں" ــــ **یا** کہا خدا اس کے سوا کیا کرسکتا ہے کہ دوزخ میں ڈال دے؟ ــــ **یا** اس نے کہا خدا کہاں ہے؟ ــــ یہ سب کفریہ کلمات ہیں ــــ (عالمگیری) **مسئلہ**:۔ اللہ عزوجل کے نام کی تصغیر کرنا کفر ہے۔ جیسے کسی کا نام عبدُاللہ یا عبدُالخالق یا عبدُالرحمٰن ہو اُسے پکارنے میں آخر میں الف وغیرہ حروف ملادیں جن سے تصغیر سمجھی جاتی ہے۔ (بحر الرائق) **مسئلہ**:۔ بیماری میں گھبرا کر اللہ تعالیٰ سے کہنے لگے یا کہنے لگی تجھے اختیار ہے چاہے کافر مار یا مُسلمان مار یہ کہنا کفر ہے ــــ یونہی مُصیبتوں سے گھبرا کر یہ کہنا کہ تو نے مال لیا، اولاد لی اور یہ لیا وہ لیا، اب کیا کرے گا؟ ــــ اس طرح بکنا کفر ہے ــــ **مسئلہ**:۔ اولاد وغیرہ کے مرنے پر رنج اور غصّہ میں اِس قسم کی بولیاں بولنے لگے کہ خدا کو بس میرا بیٹا ہی مارنے کیلئے ملا تھا ــــ **یا** دنیا بھر میں مارنے کیلئے میرے بیٹے کے سوا خدا کو دوسرا کوئی ملتا ہی نہیں تھا ــــ **یا** خدا کو ایسا ظلم نہیں کرنا چاہئیے تھا ــــ اللہ نے بہت بُرا کیا کہ میرے اکلوتے بیٹے کو مار کر میرا گھر بے چراغ کردیا ــــ اس قسم کی بولیاں بول دینے سے مرد و عورت کافر ہوجاتا ہے ــــ **مسئلہ**:۔ رُسُل الملائکہ حضرت جبریل علیہ السّلام یا حضرت عزرائیل علیہ السّلام یا اور کسی مقرب فرشتے کی ادنیٰ سی بھی گستاخی کفر ہے ــــ مثلاً گیس کی لائٹین یا لائٹین کے بھڑکنے پر یہ کہنا کہ اسکی عزرائیل روح قبض کررہے ہیں ــــ **یا** کوئی جاہل اپنے کسی دشمن ــــ یا ڈاکو کو دیکھ

کر توہین کی نیّت سے کہہ دے کہ "ملک الموت" آگئے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

مسئلہ:۔ اسلام میں شک کرنا، اور یہ کہنا کہ معلوم نہیں میں مُسلمان ہوں یا کافر **یا** اپنے اسلام پر افسوس کرنا ـــــ مثلاً یہ کہنا کہ میں مُسلمان ہو گیا یہ اچھّا نہیں ہوا ـــــ کاش میں ہندو ہوتا ـــــ **یا** عیسائی ہوتا تو بہت اچھا ہوتا ـــــ **یا** کفار کے دین کو اچھا بتانا ـــــ **یا** کفر کی بات کو اچھّا سمجھنا ـــــ **یا** کسی کو کفر کی بات سکھانا ـــــ **یا** یہ کہنا کہ نہ میں ہندو ہوں نہ مُسلمان۔ میں تو انسان ہوں ـــــ **یا** یہ کہنا کہ میں نہ مسجد سے تعلق رکھتا ہوں، نہ مندر سے ـــــ **یا** یہ کہنا کہ مسجد اور مندر دونوں ڈھونگ ہیں، میں کسی کو نہیں مانتا ـــــ **یا** یہ کہنا کہ کعبہ تو معمولی پتھروں کا ایک پُرانا گھر ہے، اُس میں کیا دھرا ہے کہ میں اس کی تعظیم کروں ـــــ **یا** کہنا کہ نماز پڑھنا بے کار آدمیوں کا کام ہے، ہم کو نماز کی کہاں فرصت ہے؟ ـــــ **یا** آذان کی آواز سُن کر یہ کہنا کہ کیا خواہ مخواہ کا شور مچا رکھا ہے؟ ـــــ **یا** یہ کہنا کہ نماز پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہیں ـــــ **یا** یہ کہنا کہ نماز پڑھنے کا کچھ نتیجہ نہیں، بہت پڑھ لی کیا فائدہ ہوا؟ ـــــ **یا** یہ کہنا کہ میں تو صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہوں باقی دنوں میں نہ کبھی پڑھی نہ پڑھوں گا ـــــ **یا** یہ کہنا نماز مجھے موافق نہیں آتی، میں جب نماز پڑھتا ہوں تو کوئی نہ کوئی نقصان ضرور ہو جاتا ہے ـــــ **یا** یہ کہنا کہ زکوٰۃ خدائی ٹیکس ہے، جو مُلّا لوگوں نے مالداروں پر لگا رکھا ہے ـــــ **یا** یہ کہنا کہ حج تو ایک تفریحی سفر ہے، یا بلیک مارکیٹ کا دھندا ہے۔ میں ایسا کام کیوں کروں؟ وغیرہ وغیرہ ـــــ اِس قسم کی تمام بکواسیں کھلا ہوا کفر ہیں ـــــ اِن سب بولیوں سے آدمی کافر ہو جائے گا ـــــ

نئی تہذیب میں دقّت زیادہ تو نہیں ہوتی
مذہب رہتے ہیں قائم، فقط ایمان جاتا ہے

میرے پیارے اسلامی بھائیو! پیاری ماؤں، بہنوں! قرآن کریم کا یہ ارشاد ذرا کان لگا کر، غور سے، پوری توجہ سے سُنو اور دِل نشین کر لو ـــــ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ بے شک وہ

عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ٥ (سورۂ بقرہ آیت ۲۰۸) تمہارا صریح کُھلا ہوا دُشمن ہے ۔۔۔

اے ایمان والو! یعنی مُسلمان مَردوں اور عورتوں پر لازم ہے کہ اسلام کے احکام کا پورا پورا اتباع کریں ۔۔۔ اپنی پوری زندگی، اسلامی احکام کے تحت لائیں۔ یہاں تک کہ اُن کے خیالات، اُن کے نظریات، اُن کے طور طریقے، اُن کے معاملات اُن کی تمام کوششیں اور عمل کے راستے سَب کے سَب مکمل طور پر اسلامی تعلیمات، اسلامی قوانین اور اسلامی دستور کے موافق ہوں ۔۔۔

گستاخِ رسُول بننے کے اسباب سے بچیئے

عزیزو! اسلام صِرف چند عقائد **یا** صرف چند عبادات **یا** صرف قوانین کا نام نہیں وہ تو ایک جامع ومانع نظامِ حیات ہے۔ ایک مکمل ومنظم دستورِ زندگی ہے۔ انسانیت کے ایک ایک شعبہ پر اور ہر ہر گوشہ پر حاوی ہے ۔۔۔ کسی اور دین یا کسی اور نظریہ کی پیوند کاری اس کے ساتھ نبھ ہی نہیں سکتی ۔۔۔

شیطان کے نقشِ قدم پر چلنا یہی ہے کہ اسلام میں غیر اسلامی آمیزش کی جانے لگے ۔۔۔ اور یہود و نصارٰی کے طور طریق (گستاخِ رسُول مودودیوں کی طرح) غیر مسلموں کے طرزِ زندگی کو "روشن خیالی" کا نام دیکر ماڈرن اسلام کے نام پر اُسے اپنے کردار وگفتار اور نظامِ حیات پر غالب کرلیا جائے ۔۔۔ معاذ اللہ [ماخوذ: سنی بہشتی زیور، جنتی زیور]

" مولائے کریم ہمیں اور تمہیں حق کہنے، حق بولنے، حق سمجھنے، حق کو قبول کرنے اور حق پر چلنے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ صدقہ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا۔ آمین

نتیجہ گذشتہ کفریہ کلمات بک دینے کے بعد ضروری ہے کہ فوراً توبہ کرکے کلمہ پڑھ کر مُسلمان ہو اور اگر شادی شدہ ہے تب پھر سے نکاح کرے کیونکہ مُسلمان کا مُسلمان سے نکاح رہتا ہے کافر سے نہیں۔ خواہ ایسے کلماتِ کفریہ شوہر بکے یا بیوی اِس پر توبہ اور کلمہ طیّبہ کے بعد ہی ازدواجی زندگی کیلئے نکاح فرض ہے اور اس نکاح میں عدت نہیں اُسی وقت اُسی شوہر سے ۲ دو گواہوں کے سامنے گذشتہ مہر پر ایجاب و قبول ہو کر نکاح کامل ہو جائیگا ۔۔۔ ورنہ خالص زنا ہوگا اور زنا سے پیدا شدہ اولاد سلمان رشدی گستاخِ رسول **دیوبندی** وہابی پیدا ہوں گے جو کہ ماں، باپ، استاذ بزرگ، ولی، نبی کی گستاخی اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہوئے کرتے ہیں جسکی ایک جھلک ایک نمونہ آپ بھی مُلاحظہ فرما سکتے ہیں ۔۔۔

ضروری وضاحت:۔ طوالت سے بچنے کے لئے ان کفریہ عبارتوں کے اقتباسات درج کرتا ہوں مکمل مضمون ان کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

وہابی دیوبندی عقائد کے چند نمونے

عقیدہ ۱:۔ حضور صلعم کا مزار گرا دینے کے لائق ہے۔ اگر میں اس کے گرا دینے پر قادر ہو گیا تو گرا دوں گا۔ بانی وہابی مذہب محمد بن عبدالوہاب نجدی (اوضح البراہین) عقیدہ ۲:۔ میری لاٹھی محمد صلعم سے بہتر ہے کیونکہ اس سے سانپ مارنے کا کام لیا جاسکتا ہے۔ اور محمد مر گئے۔ انہیں کوئی نفع باقی نہ رہا۔ (اوضح البراہین صفحہ ۱۰) عقیدہ ۳:۔ محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم و تمام مسلمانانِ دیار مُشرک و کافر ہیں اور اُن سے قتل و قتال کرنا اُن کے اموال کو اُن سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے (ماخوذ حسین احمد مدنی (الشہاب الثاقب صہ ۴۳) کتب خانہ اعزازیہ دیوبند) عقیدہ ۴:۔ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا علم زید و عمر بچوں اور پاگلوں کو، بلکہ تمام جانوروں کو حاصل ہے، رسول کی تخصیص نہیں" حوالہ کے لئے دیکھئے کتاب (حفظ الایمان صفحہ ۸، مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی، شائع کردہ کتب خانہ اشرفیہ کمپنی دیوبند اور کتب خانہ اعزازیہ دیوبند) عقیدہ ۵:۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھنا عوام کا خیال ہے اہلِ علم کا نہیں (تحذیر الناس صفحہ ۳ مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی شائع کردہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند) عقیدہ ۶:۔ حضور نبی کریم علیہ السلام کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس صہ ۲۵) عقیدہ ۷:۔ شیطان و ملک الموت کو تمام روئے زمین کا علم ہے اور حضور علیہ السلام کے علم سے زیادہ ہے۔" (براہینِ قاطعہ صہ ۵۵ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی شائع کردہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند) عقیدہ ۸:۔ "نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوبنے سے برا ہے۔" (صراطِ مستقیم صہ ۹۷ مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی شائع کردہ کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند) عقیدہ ۹:۔ "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔" (تقویۃ الایمان صہ ۱۳ مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی شائع کردہ کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند) عقیدہ ۱۰:۔ سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔" (تقویۃ الایمان صہ ۴۸) عقیدہ ۱۱:۔ حضور علیہ السلام کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے۔" (تقویۃ الایمان صہ ۵۲) عقیدہ ۱۲:۔ حضور علیہ السلام پر افترا باندھا کہ گویا آپ نے فرمایا: میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔" (تقویۃ الایمان صہ ۵۳) عقیدہ ۱۳:۔ حضور علیہ السلام کا یومِ میلاد منانا کنھیا کے جنم دن منانے کی طرح ہے۔" (براہینِ قاطعہ صہ ۱۵۲) خلیل احمد دیوبندی حضور علیہ السلام کے لئے اردو زبان کا علم دیوبند کے علماء سے آنا بتاتے ہیں (براہین قاطعہ صہ ۳۰) بلغۃ الحیران نامی کتاب صہ ۸ میں حضور علیہ السلام کا گرنا لکھا اور اپنے لئے لکھا کہ میں نے انہیں گرنے سے روکا۔" رسول کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ (براہینِ قاطعہ صہ ۵۵) "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔" (تقویۃ الایمان صہ ۵۰) یہ چند حوالے حاضر ہیں آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ کیا ان عقائد کے حامل افراد مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں؟ اگر یہ عقائد رکھنے والے کافر و مرتد ہیں تو ان کو مسلمان سمجھ کر نماز میں امام بنانا کیا کفر نہیں؟

نوٹ:۔ اس طرح کے مزید عقائد دیکھنے ہوں تو "وہابی مذہب" اور "دیوبندی مذہب" نامی کتابیں مطالعہ فرمائیں۔

انعام:۔ جن کتب کے حوالے دیئے گئے ہیں اگر یہ کتب دیوبندیوں وہابیوں کی تصنیف شدہ نہ ہوئیں تو فی کتاب ایک ہزار روپے انعام۔

مشورہ: اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی دس نشانیاں ارشاد فرمائیں آخری نشانی بَعْدَ ذَالِكَ زَنِيمٍ کہ وہ حرامی ہے اور آگے سزا یہ سنائی کہ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ یعنی قریب ہے کہ ہم اُس کی سور کی سی تھوتنی پر داغ دینگے۔ (پ ۲۹ سورہ قلم) لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ زنا سے بچیں تاکہ گستاخِ رسول پیدا نہ ہوں

کافر کو بھی کافر نہ کہنا چاہیئے؟

مکر، اوّل:۔ اہلسنت کے علماء گستاخِ رسُول فرقہ کی کتب میں سیکڑوں کفریہ عبارات دِکھاتے ہیں تب گستاخِ رسُول فرقہ کے پیروکار کہتے ہیں کہ یہ عبارات ہمارے بزرگوں کی نہیں ہیں، بلکہ ہمارے بزرگوں کے نام سے کتابیں سُنیوں نے چھاپ کر ان کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے ــــــ

جواب:۔ اگر ایسی ہی بات ہے تو کسی **دیوبندی** وہابی عالم کی یہ تردید تحریریں دکھائیں کہ ان عبارات سے ہمارا کوئی تعلق نہیں، ان تصانیف **یا** اِن عقائد والے کافر، مرتد، واجب القتل ہیں ــــ اگر ایسی تحریر نہیں دِکھا سکتے تو جس نے یہ کتابیں تصنیف کیں ہیں **یا** جن کے یہ گستاخانہ عقائد ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو دُنیا میں بھی ذلیل فرمائے۔ قبر میں، میدانِ محشر میں اور آخرت میں عذابِ عظیم میں مُبتلا فرمائے۔" کہو آمین ــــ جب یہ تصانیف اور یہ عقائد تمھارے نہیں ہیں، جن کے بھی ہیں اُن کے ہی حق میں کہو آمین ــــ

مکر، دوم: تب گستاخِ رسُول **دیوبندی** کہتے ہیں کہ حضور علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ کسی مُسلمان پر لعنت نہ کرو ــــ اور جو الفاظ کہلانا چاہتے ہو وہ الفاظ لعنت کے ہیں ــــ

جواب:۔ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے **مُسلمان** پر لعنت کرنے سے منع فرمایا ہے **مگر** گستاخِ رسُول تو کافر مُرتد ہیں۔ اور مُرتد کو قرآنِ حکیم نے قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ پھر کیوں گستاخِ رسُول پر عذاب کی دعا سے کتراتے ہو؟

مکر، سوم:۔ دراصل بات یہ ہے کہ ہم کسی کو بُرا نہیں کہتے۔ حضور علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ کسی کافر کو بھی کافر نہ کہنا چاہیئے۔ (اور دلیل میں کہتے ہیں) کہ کیا

خبر وہ کب مسلمان ہو جائے ــــــــــ

جواب:۔ حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کہاں ارشاد فرمایا ہے کہ ــــــ بُرے کو بُرا نہ کہو اچھا کہو؟ ــــــ اور یہ کہاں ارشاد فرمایا ہے کہ کسی گستاخِ رسول کافر کو کافر نہ کہو؟ ــــــ اور یہ دلیل کہ کیا خبر وہ کب مسلمان ہو جائے ــــــ یہ دلیل کس اصول، کس کلّیہ کے تحت دی گئی ہے؟۔ یہ کس طرح حدیث ہو سکتی ہے؟ یہ تو عقل کے بھی خلاف ہے کہ خود کافر تسلیم کر رہے ہیں کہ ہے تو کافر مگر کہو نہیں ــــــ گویا خود کافر کو کافر کہہ کر دوسروں کو کافر کہنے سے روک رہے ہیں ــــــ یہ حدیث اس لئے تو نہیں گھڑی گئی کہ حسام الحرامین میں دنیا کے جلیل القدر علماء نے اِن گستاخِ رسول دیوبندیوں کے کفر میں شک کرنے تک کو کفر لکھا ہے؟ کہ کہیں اُس کی روشنی میں تمام مسلمان دیوبندیوں کو کافر کہنا شروع کریں ــــــ اِن گستاخوں کو کوئی کافر نہ کہے ــــــ ممکن ہے اسی مکّاری سے حدیث گھڑنی پڑی ہو ــــــ رات دن مسلمانوں کو کافر، مشرک، بدعتی کہنے والوں بلکہ اللہ ربّ العزّت، اور اُس کے محبوبِ اعظم کی شانِ پاک میں بڑی بڑی گالیاں لکھ لکھ کر چھاپنے، فروخت کرنے، فری تقسیم کرنیوالوں کے مُنہ سے یہ بات کتنی عجیب سی لگتی ہے کہ "ہم کسی کو بُرا نہیں کہتے" ــــــ اور خصوصاً اُس کے مُنہ سے جو اللہ تعالیٰ اور مخلوق میں سب سے افضل ذات کی شانِ پاک کے گلیسر کو بُرا کہنے پر گستاخِ رسُول کہے کہ "ہم کسی کو بُرا نہیں کہتے"۔ عجیب سا لگتا ہے۔ گویا گالیاں بکنا نبی ولی کیلئے مخصوص ہیں ــــــ اور گستاخ رسول دیوبندیوں کو بُرا کہنے کا پرہیز ہے ــــــ اگر ان گستاخوں سے دریافت کیا جائے کہ پھر بُرائی کے خلاف انبیاء کرام نے جہاد کیوں فرمایا؟ اور تم پرہیز کرتے ہو ــــــ پھر زانی کو سنگسار ــــــ چور کے ہاتھ کاٹنے کا قرآنِ حکیم میں حکم کیوں ہے؟ ــــــ جب کہ تم کسی کو بُرا

کہنا بھی پسند نہیں کرتے ـــــ اور یہ کہ کافر کو بھی کافر نہ کہو" حدیث گھڑ کے بیان کرنا، یوں بھی غلط ہے کہ اللہ ربُّ العزّت نے قُل یعنی کہو یَاَیُّھَا الکَافِرُوْنَ "اے کافرو" کہنے کی کیا صرف ترغیب! بلکہ اے کافرو کہنے کا حکم فرمایا ـــــ گستاخِ رسُول دیوبندی بتائیں کہ اگر کافر کو کافر نہ کہیں ـــــ تو کیا کہیں؟ ـــــ اور لفظِ کافر کس کو کہنے کا حکم ہے؟ جب کہ فقہا کے نزدیک دیوبندیوں، وہابیوں کے کچھ زیادہ ہی خیر خواہ ـــــ

صدر[1] ضیاء الحق کا بڑا بودھوں کے دو ہزار[2] سال پُرانے بُت خانے میں جا کر خواہش و منت مُراد کی تکمیل کے لیے چالیس[3] من وزنی گھنٹہ تین بار بجانے اور وفد کے ارکان وزراء سے بھی حکم دیکر بجوانے ـــــ اور سونے کے بُت پر پھُول چڑھانے، اور پھر اُسی سونے کے بُت پر سونا بھینٹ چڑھانے جیسے شرک و کفر سے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شانِ پاک میں گستاخی کا کفر بدرجہا بدتر ہے۔

نذر مَنّت کو شرک بتا کر — اپنا کہا ٹھکراتے یہ ہیں
چالیس مَن مَنّت کا گھنٹہ — مندر جا کے بجاتے یہ ہیں
ہار ہی کیا ہے، سونا تک بھی — بُت کو بھینٹ چڑھاتے یہ ہیں
ہر مومن پر، ہر مُسلم پر! — شرک کا فتویٰ لگاتے یہ ہیں

انیس احمد نوری

جاہلوں سے دادِ تحسین حاصل کرنیوالی یہ دلیل کہ "کیا خبر وہ کب مُسلمان ہو جائے"۔ (من گھڑت حدیث کی طرح) بیہودہ ہے۔ اور یہ ایسی ہی دلیل ہے جیسے کوئی کہے کہ مُسلمان کو مُسلمان نہ کہنا چاہیئے کہ کب وہ کافر ہو جائے (معاذ اللہ) یا لکڑی کو لکڑی نہ کہو کہ کب وہ جل کر راکھ ہو جائے ـــــ یا پاخانے کو پاخانہ نہ کہنا چاہیئے کہ کب اس کی شکل اناج یا سبزی میں تبدیل ہو جائے یا ملک کے صدر کو صدر نہ کہا جائے کہ

---

[1] اسکا ٹیلی وژن فلم مُنہ بولتا اور سینٹ کے اجلاس میں اِس شرکیہ فعل پر بحث سے روکنا ـــــ رکارڈ ـــــ اور یہ کہ اخباری خبریں تحریری ثبوت ہیں ـــــ نوٹ:۔ اعلانیہ کفر و شرک کا اعلانیہ توبہ نامہ بھی مرتے دم تک شائع نہ ہوا

بموں کے دھماکوں میں اور میزائل سے عوام کو تباہ کرنے اور مجرمین کو منظرِ عام آنے کی رکاوٹ ۱ کے صِلہ میں کب وہ عذابِ الٰہی کا شکار ہو جائے اور اُس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ چل سکے ——— یا نجد کے قذّاقوں کو جو حاجیوں کے قافلوں کو لوٹتے اور قتل کرتے تھے اُنکو قذاق نہ کہنا چاہیئے۔ کہ کیا خبر سلطنتِ ترکیہ کا زور اور طاقت توڑنے کی غرض سے انگریزوں کے اسلحہ اور رقم کی امداد پر وہ قذّاق کسی مُلک کے بادشاہ بن بیٹھیں اور بیٹھتے ہی۔

عبادت اور اسلامی رُکن پر ——— حج پر ٹیکس لگاتے یہ ہیں
نجد کے قذّاقوں کی خاطر ——— حج پر ٹیکس بتاتے یہ ہیں
قذّاقوں کی شکل جو دیکھیں ——— اپنے بڑوں کو پاتے یہ ہیں
دیو کے ساز پہ، نجدی لَے میں ——— شرک کے نغمے گاتے یہ ہیں
ہوگا لقب، ابلیس کا لیکن ——— شیخ النجد کہلاتے یہ ہیں

(امین احمد وزیری)

معمولی سمجھ، عقل رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ جو آج سونے کا کام کرتا ہے اُسے سُنار کہا جائے گا۔ اور جب بھی وہ سُنار کپڑے فروخت کرنے لگے گا اُس کو بزازہی کہا جائیگا ——— یونہی جب تک لکڑی رہے گی لکڑی کہلائے گی اور جب جل کر راکھ ہو جائے گی راکھ کہلائے گی ——— یونہی پاخانے کو پاخانہ کہا جائے گا۔ اور جب وہ کھاد ے اناج یا سبزی کی شکل اختیار کریگا وہ سبزی یا اناج کہلائے گا ——— اِسی طرح جب تک ملک کی صدارت صحیح ادا کرتا رہے گا صَدر کہلائے گا جونہی ملک و قوم سے غدّاری کے صِلہ میں عذابِ علیم کا شکار ہو گا۔ اُس نے عبرت لینی ہوگی ——— اِسی طرح قذّاق کو قذّاق جانا جائے گا اور وہ جب قذّاقوں کا بھی پادشاہ بن بیٹھے گا اُس کو بادشاہ کہا جائے گا ——— اور اسی طرح آج جو شخص مُسلمان ہے اُس کو مُسلمان کہا جائے گا۔ اگر معاذاللہ وہ کبھی گستاخِ رسُول فرقے کے بہکانے میں آنے سے اسمٰعیل دہلوی کی تقویتُ الایمان کی طرح حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذاللہ اپنا جیسا ——— یا بڑا بھائی جانے گا ——— یا ذرہ ناچیز سے کمتر کہے ——— یا چمار سے بھی ذلیل کہے ——— یا بدحواس جیسے قبیح الفاظوں کو حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں بکنے لگے ——— یا اِن گستاخ عقائد

۱؎ سانحہ اوجھڑی کیمپ کی کمیشن رپوٹ منظرِ عام آنے سے قبل ہی اسمبلی توڑکر وزیرِ اعظم کے اختیارات صلب

والوں کو اپنا پیشوا یا امام بنائے ___ ظاہر ہے اُس وقت اُس کو کافر ہی کہا جائے گا ___ اور جب بتوفیقہٖ تعالیٰ وہ مُسلمان ہو جائے گا پھر وہ مُسلمان ہی کہلائیگا ___ یہ ہے اِن گستاخوں کے مکر ۳ کا جواب ___

مکر چہارم :۔ یہ جو بات بات پر سُنّی حضرات کہتے ہیں کہ سُنّیوں کا یہ عقیدہ ہے ___ اور **دیوبندیوں** کا یہ عقیدہ ہے ___ ایسا کیوں جب کہ ہم **دیوبندی** حضرات بھی تو **اہلسُنّت حنفی** ہی ہیں۔ ___

جواب :۔ اِسی کتاب کے گذشتہ صفحات میں اور وہابی مذہب، **دیوبندی** مذہب نامی کتابوں میں جو عقائد بیان کئے گئے ___ اگر وہ گستاخانہ عقائد ۱۲۰۰ھ بارہ سو ہجری تک کے سُنّیوں حنفیوں کے عقائد سے مِلتے جُلتے نظر آتے ہیں تو پھر وہابی **دیوبندی** ہی سُنّی حنفی ہیں ___ اور اس طرح بقیہ آج کے تمام مُسلمان سُنّی حنفی کہلانے کا حق نہیں رکھتے ___ اور اگر وہابیہ، **دیوبندیہ** کے گستاخانہ عقائد ۱۲۰۰ھ بارہ سو ہجری تک کے سُنّیوں حنفیوں سے مِلتے جُلتے نظر نہیں آئیں بلکہ بارہ سو سالہ ۱۲۰۰ھ سُنّی حنفی، باادب، اور اُن کے مقابلہ پر وہابیہ **دیوبندیہ** بے ادب گستاخ نظر آئیں پھر گستاخ رسُول وہابیہ **دیوبندیہ** کو سُنّی حنفی سمجھنا ایسا ہی ہے جیسے شراب یا پیشاب بھری بوتل پر شربت یا سرکہ کا لیبل دیکھ کر اُسے شربت یا سرکہ کہنا ___ کہ صِرف لیبل لگنے سے شراب یا پیشاب ا سرکہ یا شربت نہیں بن جائے گا ___

بغض ہے اِن کو ہر سُنّی سے — خود کو سُنّی بتاتے یہ ہیں
خود کو سُنّی۔ حنفی بتا کر — کفر پہ پردہ رکھاتے یہ ہیں
جیسا موقعہ ویسا مذہب — عادت اپنی رچاتے یہ ہیں
اِن کی ترقی کا یہ سبب ہے — تقیہ جھُوٹ اپناتے یہ ہیں
جھُوٹ تقیہ کو گر چھوڑیں — مذہب **دیو** کا گنواتے یہ ہیں

وقت کے دھارے پر بہتے ہیں　ابن الوقت کہلاتے یہ ہیں
اِن کے چکّر میں جو آئے!　بندی دیو کی بناتے یہ ہیں
خدا کی نہیں شیطان کی بندی　دیو بندی[1] کہلاتے یہ ہیں
دیوبندی (شیطاں کی پجارن)　شرکیہ نام رکھاتے یہ ہیں

انیس احمد نوری

جب گستاخِ رسُول کی گستاخیاں یا انکے عقائد بیان کئے جائیں تب بیان کرنے سے روکنے کیلئے اسکے مُنہ پر ہاتھ رکھ کر گستاخِ رسُول حضرات برائے مکر کہتے ہیں کہ،

مکر پنجم:۔ دیکھو بھائی اِس قسم کی گفتگو غیبت، چغلی کہلاتی ہے

جواب:۔ اس مکر کا جواب قارئین کرام مسائل کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں

مسئلہ:۔ ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مُسلمانوں کو ضرر پہنچاتا ہے۔ اس کی ایذا رسانی کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں۔ کیونکہ اسکا مقصد یہ ہے کہ لوگ اُس کی حرکت سے واقف ہو جائیں۔ اور اُس سے بچتے رہیں۔ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ اس نماز اور روزے سے لوگ دھوکا کھا جائیں اور مُصیبت میں مُبتلا ہو جائیں۔ **حدیث شریف** میں ارشاد فرمایا کہ تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو؟ جو خرابی کی بات اُس میں ہے بیان کردو۔ تاکہ لوگ اس سے پرہیز کریں اور بچیں

[درمختار، ردّالمحتار]

اور ایسے شخص کا حال حاکمِ وقت تک پہنچانا کہ وہ اُسے مناسب سزا دے ــــ اور مُسلمانوں کو اُسکی ایذا رسانی سے بچائے اور یہ اپنی حرکتوں سے باز آجائے چغلی اور غیبت میں داخل نہیں ــــــ [درمختار]

یہ حکم فاسق و فاجر کا ہے جس کے شر سے بچانے کے لئے لوگوں پر اس کی بُرائی! کھول دینا جائز ہے۔ اور غیبت نہیں ــــ **اب** سمجھنا چاہیئے کہ بد مذہبوں، اور

---

[1] لغات میں دیو کے معنیٰ ابلیس شیطان کے ہیں۔ اس طرح دیو بندی کے معنیٰ شیطان کی پوجا کرنے والی۔ البتّہ ہندو جس بڑے بُت کو پوجتے ہیں اس بت کو دیو کہتے ہیں اس لحاظ سے دیوبندی کے معنیٰ بُت کی پوجا کرنے والی ہوئی
ہندو رام دیو بُت کو کہیں ◆ دیوبندی کہلاتے یہ ہیں

بدعقیدہ لوگوں کا ضرر **فاسق کے ضرر سے بہت زائد ہے**۔ فاسق سے جو نقصان پہنچے گا وہ اس سے بہت کم ہے۔ جو بدعقیدہ لوگوں سے پہنچتا ہے۔ فاسق سے اکثر دنیا کا ضرر ہوتا ہے اور بدمذہب سے تو **دین و ایمان کی بربادی کا ضرر ہے** اور بدمذہب اپنی بدمذہبی پھیلانے کیلئے نماز روزہ کی بظاہر بہت پابندی کرتے بلکہ قریہ قریہ شہر شہر اس کی تبلیغ کرتے پھرتے ہیں۔ تاکہ ان کا وقار لوگوں میں قائم ہو مسلمانوں کی نگاہوں میں انہیں عزت کا مقام ملے۔ عوام الناس اُن کی طرف مائل ہوں اور پھر یہ اُس جال میں عوام الناس کو چال سے پھانس لیں کہ اب جو گمراہی کی بات کریں گے اس کا پورا اثر ہوگا اور لوگ آسانی سے شکار ہو جائیں گے ــــــــ

اور لطف یہ ہے کہ نماز روزہ کی تبلیغ اعلانیہ کرتے ہیں اور عقیدہ کی تبلیغ اندرونِ خانہ ــــ تاکہ عوام الناس میں اُن کا بھرم قائم رہے۔ حالانکہ عقیدہ عمل پر مقدم ہے ــــ عقیدہ درست ہے تو اعمال بھی مقبول، اور عقیدہ غلط ہے تو تمام اعمال مردود ــــ تو کہنا یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی بدعقیدگی اور بدمذہبی کا اظہار، فاسقوں فاجروں کے فسق و فجور کے اظہار سے کہیں زیادہ ہے۔ اس کے بیان میں ہرگز دریغ نہ کریں۔ اور یہ خام خیالی دل سے نکال دیں کہ کسی کی بُرائی کرکے ہم غیبت کے گناہ میں کیوں ملوث ہوں۔ غیبت بے شک گناہ ہے مگر ایسوں کی برائی کا اظہار غیبت ہی نہیں ــــ

(سنی بہشتی زیور)

بلکہ گستاخِ رسُول کی گستاخیاں، کُفر اور مکاریاں مُسلمانوں پر آشکارہ کرنا فرض ہے تاکہ مُسلمان گستاخِ رسُول کے جال میں نہ پھنس سکیں۔ کتنی عجیب سی بات ہے کہ جب گستاخِ رسُول فرقے کی فطرت کذب بیانی، **جھوٹ** روٹی سالن سے بڑھ کر ہو۔ دو منٹ قبل جو بات سب کے سامنے کہی ہو۔ صاف ڈھٹائی سے اُس کا انکار کرنا اُن کی عادت میں شامل ہو پھر وہی گستاخِ رسُول کی گستاخیاں کتابوں میں دکھانے **یا** بیان کرنے کو غیبت یا چغلی بتا کر مُسلمانوں میں اپنا وقار قائم کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں ــــ

اِس طرح گستاخِ رسُول کی گستاخیاں ظاہر کرنے سے روکنے والوں کے نزدیک تھلنے یا

کچہری میں مجرموں کے خلاف مظلوموں کی فریاد بھی غیبت چغلی ہی ٹھہرے گی ___ اور اسی طرح ججوں، قاضیوں، خلفاء راشدین اور خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مظلوموں کی فریاد پر فیصلے بھی مکر پنجم کی بنا پر چغلی غیبت کی حوصلہ افزائی ٹھہریں گے۔ معاذاللہ

اِن گستاخ رسُول دیوبندیوں کے ہزاروں مکروں میں سے ایک مکر بھی ایسا ہرگز کوئی بھی نہیں ثابت کر سکتا جو خبیثُ الاخبث نہ ہو۔ اِن گستاخوں کو مکر، فریب، داؤ دھوکہ، دغا، چال چلنے سے اِسقدر محبت ہے کہ خود تو کرتے ہی ہیں۔ اپنے رَبّ کے لئے بھی قرآنِ پاک کے ترجمہ میں لکھنے پر بہت مسرور ہوتے ہیں۔ مندرجہ ذیل دو آیات کے ترجمے پیشِ خدمت ہیں، ہر آیۃ کا آخری ترجمہ امام اہلسنّت مولینا احمد رضا خاں کا ہے فرق مُلاحظہ کریں۔

وَمَکَرُوْ وَمَکَرَ اللّٰہُ ط وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ۵ سورۃ آلِ عمران آیت ۵۴

ترجمہ: اور یہود نے داؤ کیا اور اللہ نے داؤ کیا اور داؤ کرنیوالوں میں اللہ بہتر داؤ کرنیوالا ہے۔ ڈپٹی نذیر دیوبندی

〃 اور مکر کیا اِن کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے ___ محمودُالحسن دیوبندی

〃 اور وہ چال چلے اور خُدا بھی چال چلا اور خُدا خوب چال چلنے والا ہے ___ فتح محمد جالندری دیوبندی

〃 اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور ___

〃 اللہ سَب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے ___ امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خان

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ سورۃ نِسَآء آیت ۱۴۲

ترجمہ منافقین دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور اللہ بھی ان کو دغا دیگا۔ عاشق الٰہی میرٹھی۔ محمود الحسن دیوبندی

〃 خدا اُن کو ہی دھوکا دے رہا ہے ___ ڈپٹی نذیر احمد دیوبندی

〃 اللہ انھیں کو دھوکہ میں ڈالنے والا ہے ___ فتح محمد جالندری دیوبندی

〃 وہ (اللہ) اُنکو فریب دے رہا ہے۔ مرزا حیرت غیر مقلد دہلوی۔ نواب وحید الزمان غیر مقلد

〃 بیشک مُنافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں ___

〃 اور وہی اُن کو غافل کر کے مارے گا ___ امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خان

قارئین! اندازہ لگائیں کہ یہ خود کو توحید کا ٹھیکیدار سمجھتے ہوئے جب اپنے رب کو ہی مکر فریب دھوکہ داؤ دغا کرنے چال چلنے والا لکھ رہے ہیں، پھر یہ گستاخ رسُول حضور علیہ السّلام کی کونسی توہین نہ کرتے ہونگے۔

مکر ششم:۔ جب گستاخ رسُول یا گستاخِ رسُول کی طرف سے وکالت کرنیوالے ہر ہر مکاری کے بادلیل جواب سے لاجواب ہوتے ہیں ـــــ اور ہر طرح سے گستاخ رسُول دیوبندیوں وغیرہ کو بُرا کہنے پر مجبور ہی ہونا پڑ جائے **تو** یہ گستاخ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سڑی سڑی گالیوں کی نشاندہی یا گرفت کرنیوالے بریلی کے عُلماء کو بھی ساتھ میں لپیٹ کر کہتے ہیں کہ

"اگر مجھ کو ایک دن بھی حکومت کرنے کا موقع مل جائے تو میں پہلا کام بریلویوں اور **دیوبندیوں** کے تمام مولویوں کو ایک قطار میں کھڑا کر کے گولی سے اڑا دوں" ـــــ

جواب:۔ قارئین آپ نے دیکھا کہ بات گستاخِ رسُول **یا** گستاخِ رسُول کے حمایتوں سے یہ تھی کہ گستاخِ رسُول کے عقائد کو کفریہ کہو یا ثابت کرو کہ یہی عقائدِ باطلہ صحابہ کے تھے **یا** اِن عبارات کے مُصنّف حضرات کا نام لیکر کہو کہ اللہ تعالیٰ اِن عقائد والوں کو دنیا میں بھی ذلیل کرے اور آخرت میں بھی عذابِ علیم عطا کرے ـــــ **نام** لے کر کہنا تو بہت دُور کی بات ہے ـــــ اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سڑی سڑی گالیاں دینے والوں پر کوئی حرف تک نہیں آنے دیتے عجیب عجیب مکاریوں سے کام لیتے ہیں ـــــ اور اگر یہ کبھی ہر طرح سے مجبور ہو بھی جائیں تب بھی گستاخ رسُول **دیوبندیوں** میں قصداً کیا؟ بھُول سے بھی یہ کہنے والا نہیں ملیگا، کہ

"اگر خدا مجھے ایک دن کیلئے بادشاہ بنادے تو میں پہلا کام یہ کروں گا کہ تمام گستاخِ رسُول کو ایک قطار میں کھڑا کر کے گولی سے اڑا دوں"۔

ـــــ **البتہ** یہ کہنے والے ہزاروں ملجائیں گے ـــــ اور ہر جگہ ملجائیں گے ـــــ کہ گستاخ رسُول کی گستاخیوں کی نشاندہی کرنیوالے "سُنّیوں یعنی بریلویوں کو اور **دیوبندیوں** کو ایک قطار میں کھڑا کر کے گولیوں سے اُڑا دوں"۔

اور یہ بھی گستاخِ رسُول **دیوبندیوں** کو بُرا کہنے سے بچنے کی غرض سے یا جان چھڑانے کی مجبوری سے سُنّیوں کے ساتھ **دیوبندیوں** کو ایک قطار میں کھڑا کر کے گولیوں

سے اُڑا دینے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں ــــــ جب کہ اصل وہی عمل ہر ہر گستاخِ رسُول کے سینے میں کروٹیں لیتا ہے۔ جو جوان کے بڑے کرتے آرہے ہیں۔ میرے اسلامی بھائیو! ان گستاخوں کے ہزار ہا فتنوں کی تحقیق کے بعد آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اِن گستاخوں کے صرف دو ۲ ہی محبُوب مشغلے ہیں **ایک** اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبُوب کی شانِ پاک میں ہر طرح گستاخیاں کرنا۔ اور **دُوسرا** مشغلہ اِن کے پہلے مشغلے میں حائل یا رُکاوٹ ڈالنے والوں کو قتل کرنا ــــــ گستاخیوں کی معلومات حاصل کرنے کیلئے وہابی مذہب اور **دیوبندی** مذہب نامی کتابوں کو مُطالعہ فرمائیں۔ اسی طرح مولانا احمد رضا خاں قدس سرہٗ کی الاستمداد، مفتی احمد یار خاں کی جاء الحق، ارشد القادری کی زلزلہ اور تبلیغی جماعت نامی کتابوں کا مُطالعہ فرمائیں۔ اِن گستاخوں کی اہلسنت وجماعت سے دشمنی اور قتل و غارت گری پر معلومات[لے] حاصل کرنے کیلئے مفتی عبدالقیوم ہزاروی کی تاریخ نجد و حجاز مولانا محمد رمضان قادری کی تاریخ وہابیہ، اسی طرح سامراجیت کے بھیانک سائے، تحریک بالاکوٹ تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء اور ظفر علی کی چمنستان وغیرہ کا مُطالعہ کرنے ــــــ اور انکے حوالے جات دُرست پانے پر آپ خون کے آنسوں رونے پر مجبُور ہو جائیں گے ــــــ اگر ان گستاخِ رسُول حضرات کی اپنی ہی تصانیف سے اقتباسات جمع کریں گے تب یہود سلام دشمنی سے بدتر ان گستاخِ رسُول فرقے کے کارناموں پر دس ضخیم جلدیں تیار کر سکتے ہیں۔ یہاں مختصر اور بہت ہی مختصر چند اشارے اور وہ بھی صرف قتل سے متعلق تحریر کئے جاتے ہیں ــــــ

مثلاً عرب کی آبادیوں پر شب خون مار کر لاکھوں سُنّیوں کا **قتل** کر کے نجدی وہابیوں کا عرب پر قبضہ **اور** پنجاب کے سکھوں سے جہاد کے بہانے سرحد کی سُنّی مسلم آبادیوں کا **صفایا** خود بھی کیا، اور اپنے ساتھی ہندو راجہ رام توپچی سے بھی کرایا، اور پنجاب کے کسی سکھ کے گھر دیچ بھی نہ آنے دی۔ اور خود سرحد کے پٹھان مُسلمانوں سے لڑتے ہوئے مارے بھی بالاکوٹ میں ہی گئے ــــــ اور وہیں پر قبریں بھی ہیں۔ جن پر آج بھی نسوار کی منّتیں اور بھینٹے چڑھائی جاتی ہیں ــــــ کیا "بالاکوٹ" لاہور یا امرتسر کی تحصیل کا نام ہے ــــــ ؟ ــــــ ہندو توپچی راجہ رام سے بڑی بڑی مُسلم آبادیوں کو اُڑوا کر اُس کو بھاری انعامات سے نوازنا ــــــ

لے : اختر شاہجہاں پوری کی مشعل راہ

سرحد کی مُسلم لڑکیوں اور مُسلمانوں کے مال اسباب کو زبردستی لُوٹ کر اپنی فوج میں تقسیم کرنے کے علاوہ ہزار ہا سُنّی مُسلمانوں کے **قتل** سے ہاتھ رنگنا ___ **اور** اس بیہودہ کارنامے کو اپنی تذکرۃ الرشید، حیاتِ طیبہ اور تواریخِ عجیبہ وغیرہ میں فخریہ انداز میں بیان کرنا ___ تذکرۃ الرشید حصہ دوم صفحہ ۲۷۰ میں خوب مزے لے لے کر بیان کرنا کہ اسمٰعیل شہید نے پہلا جہاد حاکم یاغستان **یار محمد** سے کیا ___ اِن سے کوئی دریافت کرے کہ یار محمد کس سکھ کا نام ہے ___ ؟ اور پھر جہاد کس سے بتا رہے ہو؟ ___ (مُسلمانوں سے) ___

مُسلم قوم سے کرنے جہاد انگریز کی خاطر جاتے یہ ہیں

اور ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے دوران انگریز کے مخالفوں کو باغی اور انگریز کمپنی کو اپنی رحم دِل سَرکار بار بار ہی نہیں کہنا بلکہ چُھپ چُھپ کر بخت خاں کے ساتھیوں کو شہید کرنا ___ اپنی اُسی تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۷۴، ص۷۵، ص۷۹ میں انگریز کی وفاداری میں قربان ہونے اور سُنّیوں کو طرح طرح سے **قتل** (شہید) کرنے کے واقعات کو بہت ہی مزے لے لے کر بیان کرنا ___ **اور** اس کے بعد انگریز سے مخبری کر کے لاکھوں سُنّیوں کو **پھانسی** دلوا کر اور انگریز کے دل میں وفاداری کا نقش قائم کر کے اپنے بیہودہ مذہب کے مدارس کھلوانے کیلئے راہ نکالنا ___ یعنی مُسلمانوں میں اختلافات پیدا کرنے کی فیکٹریاں کھول کر

شمس العلماء، خاں کا، سَر کا خطاب انگریز سے پاتے یہ ہیں

مَدرَسہ، مسجد میں شرک کا سبق بدعت کا پڑھاتے یہ ہیں

شرک بدعت کی فیکٹری کو مسجد، مکتب بتاتے یہ ہیں

اور پاکستان بننے سے قبل اور بعد مُسلمانوں کے خلاف، ہندوؤں کو بھڑکا دینے والے بیانات کے ذریعہ سُنّیوں کا **قتل** یعنی ہندو بازاروں اور مُسلمانوں کے محلّوں کو آگ لگاتے، اور شب خون مار کر مُسلمانوں کو قتل کرتے ___ **اور** یہ کانگریسی گستاخِ رسُول **دیوبندی** مُلّا تیج اخبار وغیرہ میں اس طرح کا بیان دیتے کہ اے مُسلمانو کل قیامت میں تم حضور کو کیا مُنہ دکھاؤ گے کہ تم نے ہندوؤں کے بچّوں، بوڑھوں، اور عورتوں کو بھی

قتل کرنے سے نہیں چھوڑا وغیرہ وغیرہ **اور** سنہ ۱۹۷۰ء ۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش میں غیر بنگالیوں کا جماعتِ اسلامی کے دفتروں میں لاکر سُنّیوں کا **قتل** — اور اسی طرح افغانستان میں ڈبل پالیسی کے ذریعہ مجاہدین پر حملوں سے سُنّیوں کا **قتل** — **اور** کراچی میں اسفندیار، مجید ندیم وغیرہ کے اشتعال انگیز بیانات سے شیعہ، سُنّی، فسادات کراکر — اور اسی طرح لاہور میں ڈاکٹر اسرار کا یزید کی تعریف میں بیان پھر قرآن پاک کی بے حرمتی کی افواہ سے شیعہ، سُنّی فساد کراکر سُنّیوں کو لاہور — کراچی میں — **شہید** کرانے کے علاوہ[1] — پاکستان کے شہروں، قصبوں، دیہاتوں تک میں سُنّیوں ہی کا **قتل** یہ ثابت کرتا ہے کہ ان گستاخِ رسُول کے بچے بچے کی نظر صرف اور صرف سُنّیوں کو ہی قتل کرنے پر جمی رہتی ہے — گو کہ اکثر بہانے یہ بناتے ہیں کہ اُس مسجد میں درود شریف پڑھا گیا تھا اس وجہ سے **قتل ہوا ہے** —

اس میں شک نہیں کہ اکثر مساجد میں بظاہر قتل درود شریف پڑھنے کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ جبکہ درود شریف تو محض آڑ ہوتا ہے۔ **اور** اصل مقصد ان گستاخِ رسُول کانگریسیوں کا سُنّیوں کو **قتل** کرنا — اور مساجدِ اہلسنّت پر قبضہ کرنا ہی ہوتا ہے —

سوچو تو سلوٹوں سے بھری ہے تمام روح ◆ دیکھو تو اک شکن بھی نہیں ہے لباس میں

ہر وقت، ہر جاہ، ہر پہلو سے
سُنّی ہی کو ختم کرنے کی
شیعہ سُنّی کے نام سے جھگڑے
رائے ونڈ، جھنگ، لاہور، کراچی
سُنّی کو جب پائیں جوابی
حجاز پہ اہلِ سُنّت کا
سُنّی مساجد تک پہ قبضہ

نت نئے فتنے اُگلتے یہ ہیں
نئی تحریکیں چلاتے یہ ہیں
کرتے ہیں۔ کرواتے یہ ہیں
قتل سُنّی کو کراتے یہ ہیں
پرچمِ امن اُٹھاتے یہ ہیں
قتل سے قبضہ کھاتے یہ ہیں
مکر و قتل سے جماتے یہ ہیں

حشر میں آگے آجائے گا
کیا **کھوتے** کیا پاتے یہ ہیں

انیس احمد نوری

[1] فساد کا نتیجہ یہ نکلا کہ شیعوں نے ایم کیو ایم کے نام سے ایسی تنظیم قائم کی کہ ہر دو جانب سُنّی ہی **قتل** ہو رہے ہیں۔

مکر ہفتم : اگر کفریہ عبارات کی بات اِن گستاخِ رسُول **دیوبندیوں** کے مناظر عالم تک پہنچتی ہے ــــ تب **دیوبندی** مناظر دیگر بہلانے بازیوں سے کام نہیں لیتا ــــ **بلکہ** بیباکانہ طور پر کہتا ہے کہ یہ عبارات ہمارے بزرگوں کی ہیں ــــ ایک لفظ یا ایک حرف بھی کسی سُنّی کا اس میں شامل کردہ نہیں ــــ **بس** فرق اتنا ہے کہ آپ حضرات یعنی سُنّی حضرات اِن عبارات کو توہینی عبارات ثابت کرتے ہیں ــــ اور ہم **دیوبندی** اِن عبارات کو حضور صلعم کی شان میں تعریفی سمجھتے ہیں ــــ اور ویسے بھی سُنّیوں کو خود بھی سوچنا چاہیئے کہ اتنے بڑے عالم ہو کر کیا وہ حضور صلعم کو گالی دے سکتے ہیں؟

جواب :- اگر حقیقت میں حضور علیہ السّلام کے علمِ شریف کو بچّوں، پاگلوں، تمام جانوروں اور درندوں جیسا علم سمجھنا ــــ بقول **دیوبندیوں** کے حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شانِ پاک میں تعریفی جملہ ہے ــــ تو پھر کیا وجہ ہے کہ علماء اہلِ سُنّت دورانِ مناظرہ اور کتب میں وہی تعریفی جملہ خود اُسی گلیسر یعنی جس نے ــــ حفظ الایمان نامی کتاب میں تحریر کیا ہے ــــ اُسی اشرف علی تھانوی کی شان میں کہنے **یا** لکھنے کی اجازت مانگنے پر **دیوبندی** مولویوں کی بولتی پر صدمہ آجاتا ہے؟ ــ اور کیوں چُپ سادھ لیتے ہیں ــــ ؟

بلکہ بارہا کا مشاہدہ ہے کہ جب بھی **دیوبندیوں** کے سامنے یہ کہا جاتا ہے کہ مولینا اشرف علی تھانوی کو کُل علم یعنی جتنا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اتنا علم تو تھا نہیں۔ رہا بعض علم تو اس میں اشرف علی تھانوی کی ہی کیا خصوصیّت ہے ایسا علم تو بچّوں، پاگلوں دیوانوں، بلکہ دنیا کے ہر ہر جانور (کتّے، سُوّر، پاخانے کے کیڑوں) اور درندوں کو بھی حاصل ہے ــــ اگر نہیں ہے تو وجہ فرق بیان کیا جائے ــــ

تب وہ غصّہ سے لال پیلے ہو کر کہتے ہیں کہ اتنے بڑے عالم کو گالیاں بکتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی ــــ ؟ ــــ اور جب اُسی اشرف علی تھانوی کی کتاب حفظ الایمان میں حضور انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شانِ پاک میں **وہی** گالی لکھی دکھاتے ہیں ــــ تب کئی بار اُس عبارت کو آگے اور پیچھے سے پڑھ کر کمال بے حیائی سے کہتے

ہیں کہ حضور صلعم کی شان میں مولینا اشرف علی تھانوی نے جو الفاظ کہے اور لکھے ہیں تو تعریف کی نیّت سے لکھے ہیں ـــــ اگر یہ عبارت توہینی ہوتی تو کیا ایسی بات! اتنے بڑے عالم کے مُنہ یا قلم سے نکلتی ـــــ ؟ ـــــ اور جب اُن سے دریافت کیا جائے کہ ابھی ذرا دیر پہلے تو یہی الفاظ اشرف علی تھانوی کے حق میں توہینی تھے ـــــ اَب کس وجہ سے یہ عبارت تعریفی ہوگئی ـــــ ؟ ـــــ رہا بڑا عالم ہونا ـــــ وہ بھی بتا دیا جائے کہ وہ کتنا بڑا عالم تھا ـــــ ؟ ـــــ کیا شیطان سے بھی بڑا عالم تھا ـــــ ؟ ـــــ

سُنو! سُنو! اور غور سے سُنو! اگر یہی عباراتی الفاظ ساری **دنیا** کے **دیوبندی** مولویوں کو کہنے کی اجازت بھی اگر **دیوبندی** مولوی دیدیں **تب** بھی یہ عبارات حضورِ انور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شانِ پاک میں گُستاخانہ ہی کہلائیں گی، اور قرآنِ مقدس کی سیکڑوں آیات کے حکمِ کفر کی گرفت سے نہیں بچ سکتیں ـــــ کہ قرآنِ حکیم حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شانِ پاک میں معمولی ہلکے لفظ تک پر ـــــ

وَاسْمَعُوْا ۚ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝	پہلے ہی سے بغور سُنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے ـــــ
سورۃ بقر آیت ۱۰۴	
لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۝	بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے مُسلمان ہو کر ـــــ
سورۃ توبہ آیت ۶۶	
يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ ۝	اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بیشک ضرور انہوں نے کُفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہوگئے ـــــ
سورۃ توبہ آیت ۷۴	

دیوبندیوں کی گُستاخیوں کے مُقابلے میں کتنی معمولی بات ہے کہ "محمّد غیب کیا جانیں" ـــــ کہنے پر اللہ ربُّ العزّت نے اُن کی قسم کا بھی اعتبار نہیں کیا ـــــ اور صاف کہدیا کہ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے اسلام لانے کے بعد ـــــ حضور علیہ السّلام کی غیبی بات کہ اُونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے ـــــ اُس پر ایک شخص بولا کہ محمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم بتاتے ہیں کہ اُونٹنی فلاں جگہ ہے، "محمّد غیب کیا جانیں" (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم)

اور گستاخِ رسُول دیوبندیوں کے بزرگ سرحد کے مُسلمانوں کے قاتل اسمٰعیل دہلوی تقویتُ الایمان میں اللہ تعالیٰ کی عطاء سے بھی علمِ غیب حضُور علیہ السّلام کو ماننا شرک بتاتے ہیں۔ بُراھین قاطعہ میں خلیل احمد لکھتے ہیں کہ شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصّہ ہے ـــــ اور اشرف علی تھانوی نے حضُور علیہ السّلام کو حفظُ الایمان میں علمِ غیبؔ ماننا بھی تو ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ ایسا علمِ غیب تو ہر بچّے ہر پاگل دیوانے ہر ہر جانور اور درندوں کو بھی حاصل ہے اِس میں حضُور کی کونسی خصُوصیتُ ہے ـــــ معاذاللہ ـــــ

علمِ نبی کو بچّوں پاگل ◆ جانور جیسا گاتے یہ ہیں

دیوبندی عبارات کفریہ اگر دیوبندیوں کے نزدیک غیر کفریہ اور تعریفی عبارات پر مشتمل ہیں تو پھر نوّے سال سے آج تک اِن عبارات کو قرآنِ حکیم سے غیر کفریہ کیوں ثابت نہ کر سکے ـــ؟ ـــ اور اگر آج تک ثابت نہ کر سکے تو اَب کوئی دنیا کا دیوبندی قرآنِ حکیم سے ثابت کرے کہ ایسے الفاظ بولنے کی قرآنِ حکیم نے اجازت دی ہے ـــــ

یاد رہے کہ شیطان اور شیطان کے بندے قیامت تک بھی کفریہ عقائد کو غیر کفریہ قرآنِ حکیم سے ثابت نہیں کر سکتے ـــــ اور نہ اپنے عُلماء کو وہی الفاظ لکھنے کی اجازت دیں گے ـــــ ہو جس سینے میں ایسا بغض پھٹ جائے تو بہتر ہے

بلکہ دنیا کا کوئی سربراہِ مملکت، وزیر، مجسٹریٹ، کمشنر، ایس پی، صُوبہ دار، حتیٰ کہ سپاہی بھی خود کو علم میں پاگلوں، جانوروں، درندوں، (کتّوں، سؤروں) جیسا یا علم میں اُن کا ہمسر کہلانا پسند نہیں کریگا ـــــ بلکہ وہ حاکم جو خود بھی گستاخِ رسُول دیوبندی عقیدہ کا ہوگا وہ دیوبندی مولویوں کی نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دی گئیں سڑی سڑی گالیوں کو تعریف کے کلمات کہے گا ـــــ مگر خود کو وہ بھی نہیں کہنے دیگا ـــــ

جب کہ میرے پیارے اسلامی بھائیو! ـــــ اللہ ربُّ العزّت نے اپنے محبوبِ اعظم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے گستاخ کو قرآنِ حکیم میں اپنی توحید یعنی سُورۃ اخلاص سے قبل سُورۃ لہب میں گستاخِ رسُول کے دونوں ہاتھ تباہ ہوں ہی نہیں بلکہ اُس کی جورو کو بھی خوب کھری کھری سُنائی ـــ سُورۃ کوثر میں اَبتر اور اسی طرح سُورۃ نون والقلم میں گستاخِ رسُول کے دَس

خبیث عیبوں، خصلتوں کی نشاندہی کرکے اور آخری عیب زِنا سے پیدا ارشاد فرماکر ـــــ گستاخِ رسُول کو اِس طرح کہنا ایمان والوں کیلئے اخلاقِ قرآن، اخلاقِ الٰہیہ **بلکہ** نماز کی حالت میں اُن باتوں کا ورد، وظیفہ مقرر فرمایا ـــــ اور جیسا جیسا اللہ ربّ العزّت نے اِن گستاخوں کو کہا وہ کہنا ایمانی اخلاق ٹھہرا کہ قرآنِ حکیم میں ایک سُورۃ کیا؟ ایک آیت بلکہ ایک لفظ بھی اخلاق سے ہٹ کر نہیں ـــــ

میرے پیارے اسلامی بھائیو! اس اخلاقِ الٰہیہ پر جس مُسلمان نے عمل کیا بقسم اُس نے فلاح حاصِل کی اور **نہ** وہ ذلیل ہوا **نہ** رُسوا ـــــ اور **نہ** انشاء اللہ تعالیٰ حضور علیہ السّلام کا غلام کبھی رُسوا، ذلیل ہوگا ـــــ اور جس نے گستاخِ رسُول کو ایسا نہ سمجھا جیسا کہ اللہ ربّ العزّت نے ارشاد فرمایا یعنی اخلاق الٰہیہ کو چھوڑا وہ ذلیل و رُسوا ہوا ـــــ اور اسرائیل جیسوں کے ہاتھوں ذلیل ہوتا رہے گا ـــــ اور کیوں نہ ہو کہ جب اس نے اپنے گلے سے اپنے پیارے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی غُلامی کا پٹہ نِکال پھینکا تو ظاہر ہے اس کا ابلیس کی طرح ذلیل و رسوا ہونا مُقدّر بنے گا ـــــ

میرے اسلامی بھائیو! پھر یہ کتنی بے غیرتی کی بات ہے کہ گستاخِ رسُول مُرتد، واجب القتل کی گرفت کرنے کے بجائے خود گستاخِ رسُول کی نشاندہی کرنے والوں کو بُرا کہنا ـــــ کہ دیکھو دیکھو! یہ مُسلمانوں میں انتشار پھیلانے والی بات کر رہا ہے ـــــ وہ کم عقل یہ بھول جاتا ہے کہ گستاخِ رسُول مُسلمان نہیں **بلکہ** وہ مُرتد، واجب القتل ہے ـــــ اور تعجب کی بات یہ ہے کہ بے حِس بے غیرت اُن کی مکّاری میں آ بھی جاتے ہیں ـــــ اور نشاندہی کرنے والی کتاب سے نفرت کرکے خود بھی گستاخوں میں شامل ہوجاتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ مُسلمانو کو اپنے نبی کی محبّت و غیرت عنایت فرمائے ـــــ **کہ** اپنے دشمن سے نبی کے دشمن کو بدتر جانیں ـــــ آمین آمین آمین

اِن کے سَو سَو کُفر گنائیں ایک دو پہ بَل کھاتے یہ ہیں
گویا بقیہ کُفر پہ راسخ ہونا اپنا جتاتے یہ ہیں

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللہ

ملخوذ:۔ رسالہ پیشوا دہلی محرم نمبر جلد ا نمبر ۷ مورخہ ۸ جولائی ۱۹۲۶ء مطابق ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۴۴ ہجری

حجاز کے باسیوں کا قتلِ عام و غارت گری کے بعد قبروں کی بے حرمتی پر

جنۃُ البقیع اور کربلا

نجدی و عراقی یزیدی

از پیکرِ تنظیم و تبلیغ حضرت مولینا مولوی عبدُالماجد صاحب قادری بدایونی

محرم نمبر پیشوا کے لئے ایک ابن علی وبتول علیہما السّلام کا مُسلسل تقاضہ ہے کہ مضمون بھیجوں۔ مُسلسل عَلالت و شکایت امراض کے سبب اعذار یک طرف۔ آج کل تو رُوحِ ایمان و عرفان اور حیاتِ عقیدت و محبّت پر جو صدمہ ہے، اُس نے نڈھال اور بیقرار ہی نہیں، بلکہ بسمل و پامال کر دیا ہے ___ آہ، ظالم و فاسق نجدیوں کے مہالک و مظالم نے ۶۱ھ کا محرم پھر ۱۳۴۰ھ میں پیشِ نظر کر دیا ___ کس زبان و قلم سے کہوں؟ ___ اور لکھوں؟ ___ کہ ۶۱ھ میں عراق کی سَرزمین پر خاندانِ نبوّت و شہزادگانِ فتوت کا خون خاک میں ملایا گیا ___ اور جسم پیوندِ زمین کیا گیا تھا ___ اور اب ۱۳۴۰ھ میں چودہویں صدی میں ___ وہ ہی خون ___ اور وہی جسم ___ اور انہیں پاک جسموں کی نورانی ہڈیاں ___ حجاز میں ___ سرزمینِ مدینہ کے حدود میں ___ رُوضۂ مُطہرہ کے سامنے ___ نانا جان کے رُوبرُو ___ زمین سے نکالکر پھینک دی گئیں ___ قبروں پر ہل چلوا دیئے ___ قبے گنبد خاک میں مِلا دیئے ___ یعنی عزّت و ذریّت رسُول ___ اور رسُول کے اصحاب ___ اور ہزاروں عاشقوں ___ اور ولیوں ___ اماموں کا نام نشان مٹا دیا ___ یہ ظلم کس نے کیا ___؟ ___ نجدی یزیدیوں نے ___ یہ ستم کس نے ڈھایا ___؟ ___ کتاب و سُنّت پر عمل ___ عمل و حکومت کرنیکا دعویٰ کرنیوالوں نے، یہ قیامت کس نے برپا کی؟ ___ امن و اصلاح حجاز کے مُدعیوں نے ___ لارڈ کچز و لائڈ جارج کی رُوح کی ترویج کرنیوالے کون ہُوئے ___؟ ___ نام نہاد مُسلمان عامِلُ الحدیث والکتاب مُسلمان" ___ نجد کے وہ مُسلمان جو اپنے سوا دنیا کو مُشرک ___ کافر

سمجھیں ___ اور خالص توحید کے اجارہ دار بنیں ___ **مگر اُن** موحدین کا نام، نشان مِٹیں جن کی سُرفروشانہ مساعی سے عالم توحید آشنا ہوا ___ فَقُوْلُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ___

کیا دنیائے انسانیت وتہذیب میں ایسی بربریت وحشت وظلم کی کوئی مثال کسی نام کے ظالم سے ظالم مسلمان بادشاہ کے عہد تظلّم کی مل سکے گی؟ لا واللہ ___ مجھے نجدی ایجنٹ اور ہندوستانی سعودی وہابی اگر زیادہ گالیاں، کوسنے دینے چاہیں **تو سنیں** کہ نجدی اپنے مظالم میں یزید لعنۃ اللہ علیہ سے بھی دو[2] قدم آگے ہیں ___ یزید بھی مدّعی توحید تھا عامل بالکتاب والسنّۃ ہونیکا دعویدار تھا ___ اُس نے بھی قتلِ امام عالیمقام علیہ وعلی ابائہ السّلام کے لئے امن واصلاح ددفع فساد کا اعلان وعظ دیا تھا ___ **مگر آہ** مُردہ انسانوں کی "بے حرمتی" ___ اُن کی قبور کو برباد کرکے اُس سے بھی نہ ہوئی ___ اور جو کچھ بھی اُس نے کیا وہ امام کو مکّہ، مدینہ سے جُدا کرکے ___ **یا** ___ جُدا ہونے کے بعد ___ عراق کی سرزمین پر ___ نہ اُس سرزمین پر جہاں کے "کانٹے بھی کاٹے جانے ممنوع ہیں" ___ **مگر** اِن تباہ ایمان نجدیوں نے جو کچھ کیا وہ رسُولِ کریم کے جوار میں ___ مواجہہ حضرت محبُوبِ حق میں ___ خاص ارضِ مدینہ، اور مخصوص قطعہ مقدّسہ، جنۃ البقیع میں ___ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار ___ دنیا کے کافر، نصرانی، متعصب، دشمنان اسلام غیر حربی حالت میں مقابر ومساجدِ اسلام ومسلمین کی تخریب سے حذر کرتے ہیں (اور رہتے ہیں) ___ **مگر یہ** عاملینِ حدیث، اَمن واطمینان کے عہد میں، دھڑا دھڑ مساجد و مقابر مسمار کرتے چلے جاتے ہیں ___ اور ان بے حیاؤں کی چتون میلی نہیں ہوتی ___ فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن ___ عراقیوں میں کچھ وہ بھی تھے، اور کربلا کے کارزار میں ایسے بھی عراقی وشامی نکل آئے تھے۔ جنہیں بیکس سیّد مسافروں پر رحم آگیا تھا ___ اور شقی سے سعید ہوگئے تھے ___ **مگر اِن** نجدی یزیدیوں میں ایک سے ایک بڑھ کر ظالم ہے ___ اور مسلسل قتل وغصب، فسق وفجور، ظلم وتعدی کے بعد بھی اِن میں ایک سعید رُوح، رحم وایمان کی تڑپ انصاف وانسانیت کا جذبہ دکھانے والی نہیں ___ یزید نے جو کچھ کیا اوّل دِن سے بالاعلان کہہ کر ___ فوجی اجتماع کے ساتھ کیا ___

مگر اِن بزدِل نجدیوں نے جو کچھ کیا فریب سے ___ مکر سے ___ جھوٹ بول کر ___ دغا بازی کر کے کیا ___ کل کی بات ہے کہ ابنِ سعود کے اعلانات گونج رہے تھے کہ میں حجاز میں شاہ بنکر رہنے کیلئے نہیں آیا ہوں ___ بلکہ فقط غدّار و ظالم شریف کے مظالم و جرائم کا خاتمہ کرنے کو بڑھا اور لپکا ہوں ___ رہی حجاز کی شاہی وہ جمہور کی ہوگی پھر اعلان دیا کہ مدینہ پاک کے آثار و شعائر محفوظ رہیں گے ___ **مگر** دُنیا نے دیکھ لیا کہ کس طرح تدریجی مگر مسلسل فریب کاری و دغا بازی سے کام لیا گیا اور نصرانی اہلِ سیاست کے دعدے اور اُن کی جیسی چالیں چل کر ملّت کو پراگندہ ___ اُمّت کو منتشر ___ عظمتِ حرمین کو تباہ و برباد کیا ___ حجاز کا بادشاہ بھی بن گیا ___ اور اپنی نامقبول ___ اور ناجائز ملوکیّت کا سکّہ بھی چلانے لگا ___ اور تعصب و تقشف وہابیت کی اعتقادی دعادی گستاخیاں کر کے وقار و عظمت حرمین کو بھی ڈھانے لگا ___ تم نے سُنا ___ یا ___ نہیں؟ کہ حکم دیدیا گیا ہے کہ حاجیوں کی واپسی کے بعد گنبد خضریٰ اور شبکۂ مقدسہ جو بیکسوں کا سہارا ___ اور عاشقوں کے لئے نقاب چہرۂ حبیب ہے ___ چھُپا دیا جائے ___ اس کا پہلا قدم یہ حکم امتناعی ہے ___ جو روضۂ مقدّسہ کی جالیوں (شبکہ) کو ہاتھ نہ لگانے، اور اس کعبۂ حقیقت، اور قبلہ کعبۂ عبادت کی طرف متوجہ ہو کر دُعا کرنے کے جبروت سی بڑھایا گیا ہے ___ **بتاؤ!** یزید، حجّاج بن یوسف، یا شریف حسین ___ کسی ظالم و جابر نے بھی ایسا کیا تھا؟ ___ اور ایسی مداخلت فی الاعتقادیات کر کے کوئی بھی شقی مدعی عمل کتاب و سُنّت ہُوا تھا ___؟ ___ میرا دِل جل رہا ہے اور میں ابنِ سعود کو دعوتِ مُباہلہ لکھ رہا ہوں ___ اور نجدی یزیدیّت کو عراقی و شامی یزیدیّت سے موجودہ دَورِ ابتلاء میں سخت تر جانتا ہوں ___ اور ہر اُس شخص سے جو محرم میں کربلا والے اماموں کے غم منائے التجا کرتا ہوں کہ وہ **دعا** کرے کہ نجدیوں سے امام عالیمقام شہیدِ کربلا کے جدّ فخرِ اوّلین و آخرین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا روضہ محفوظ رہے ___ اور دنیا سے یہ نشانِ رحمت نہ مٹنے پائے اور اسکے مٹانے کے آرزومند اصحاب فیل کیطرح مٹ جائیں ___ اے کربلا والوں کی پاک روحوں کہدو ___ آمین ___ جو قابل تھے دار و رسَن کے! ہاتھ میں انکے دار و رسَن ہے!

خدا توفیق دے تو علماءِ اہلِ سُنّت کی کُتب مطالعہ فرمائیں

گھروں میں بولے جانے والے کُفریہ کلمات

روزمرہ کی زندگی میں بعض مَرد و خواتین ناشکری یا دِلی صدمہ یا مذاق میں ایسے کلمات مُنہ سے نکال دیتے ہیں جس کے سبب کُفر کے میاں بیوی ایک دُوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں۔ اس کتاب میں اُس کا حل پڑھنا اُن مسائل سے واقف ہونا بہت ضروری ہے۔ فی کتاب -/۵ فی سیکڑا -/۳۰۰

کیا کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیئے؟

اس کتاب کے شروع میں قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی کا مضمون ہے۔ پھر گستاخِ رسول کے سات مکر اور اُن کے جوابات تحریر ہیں۔ یہ کُفر سوز ایمان افروز کتاب خود پڑھیں اور دُوسرے اسلامی بھائیوں کو بھی پڑھائیں۔ فی کتاب -/۶ فی سیکڑہ -/۳۶۰

قرآن شریف کے غلط ترجموں کی نشاندہی

قرآن شریف کے غلط ترجموں سے واقف ہونا ہر مسلمان پر ضروری ہے تاکہ ناواقفی میں کوئی غلط ترجموں کو اللہ ربّ العزت کا فرمان نہ سمجھ لے۔ ناواقف لوگوں میں یہ کتابچہ تقسیم کرنا بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ فی کتابچہ -/۳۔ سو سے زائد لینے والوں کو ۴۰ فیصد کمیشن پیش کیا جائے گا۔ ڈھائی سو لینے والوں کو ۵۰ فیصد کمیشن کی رعایت دی جائے گی۔

فاتحہ کا طریقہ

اس کتاب میں ثبوتِ فاتحہ۔ آدابِ فاتحہ۔ فاتحہ کا طریقہ اور دُعاءِ فاتحہ آسان زبان میں تحریر ہے۔ جس کے سبب گھر کی خواتین اور بچے تک فاتحہ پڑھ سکتے ہیں۔ فی کتابچہ -/۳ تقسیم کرنے والوں کو فی سیکڑہ -/۱۵۰

سُنّی مُناجاتِ مقبول

اس کتاب میں درد و رقت انگیز مناجاتیں اپنے ربّ سے عرض و معروض ذکر و اذکار کے علاوہ آخر میں اللہ تعالیٰ کے محبُوب سے فریادیں کی گئی ہیں۔ فی کتاب -/۱۵

نوٹ:۔ آڈر کے ہمراہ کُل یا کچھ رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔ اپنا پتہ صاف تحریر فرمائیں۔

آج کیا پکّے گا؟

کھانوں کا چارٹ

مرتبہ: انیس احمد
نوری سکھر

تقریباً ہر روز آج کیا پکے گا؟ کا جملہ گھر کے ذمہ دار کے سر میں درد پیدا کرتا ہے — اس کا ایک سبب یہ ہے کہ سالن سے متعلق چار پانچ اشیاء کے نام ذہن میں رہتے ہیں — اور وہ بھی چند دن قبل کھا چکے ہونے کے سبب ان میں سے انتخاب کرنا مشکل ہوتا ہے خصوصاً منگل، بدھ کو — یہاں چند سالنوں کے نام تحریر کئے جاتے ہیں۔

جمعہ

قورمہ، پائے، حلیم، شامی کباب
سفید قیمہ، سوکھی روٹی کا مصالحہ دار چورا
کالے بنولے کی کھیر، دال بھری روٹی۔
ثرید، نرگسی کوفتے، میٹھی یا نمکین پوریاں

ہفتہ

قیمہ، لوکی گوشت، آلو کے ورق
مٹر گوشت، ملکہ مسور، دودھ سوئیاں
کھڑا مصالحہ کا گوشت، خشکہ چاول

اتوار

اسٹو، دال مسور گوشت، آلو قیمہ
مٹر پلاؤ، اروی گوشت، بیگن کا بھرتہ
گجر بھت، سوکھی روٹی کا میٹھا چورا
سیخ کباب، کرم کلہ کی بھجیا
کوفتے، گاجر گوشت، کلیجی
سوئیاں مصالحہ دار، بیسنی روٹی

پیر

پسندے، لوکی کے قتلے گوشت میں
پلاؤ، کالے ارد چکنے گوشت میں،
بریانی مصالحہ دار، بھنڈی قیمہ
دال ارد کی گوشت میں، لوکی بھرتہ
شیر (سوئیاں کھویا اور میوہ) پراٹھا

منگل

مرغ گوشت، مچھلی کے کباب
دال ارد پھریری، ہری مرچ مینگ
دال ارہر، چھولے پلاؤ، بیگن آلو
شلغم پالک، چقندر پالک، مٹر آلو
دال یا سبزی کے ہمراہ خشکہ چاول
پودینہ کے پتوے، اروی کے ورق
منگوچیاں (پھوڑے) کڑھی پھلکی،
چلّے، دال مونگ کی بریاں آلو
کھیر، انڈے کا حلوہ، ساگ بھری روٹی

بدھ

مچھلی قورمہ، مچھلی پلاؤ، مرغ بریانی
بغیر گوشت کا پلاؤ، قبولی (دال چنے کا پلاؤ)
تاسری (آلو چاول پیلے مصالحہ دار) کھچڑی
بھنڈی، آلو گوبی، مولی کی بھجیا
بیسن کی کھنڈیاں، گاجر مٹر ٹماٹر آلو
آلو کا بھرتہ، شلغم کا بھرتہ، سیم کی پھلی،
دال مونگ پھریری، دال مسور پھریری
اروی کے پتوں کے پتوے، لوکی کھٹی
لوکی قتلے والی، میٹھے چاول، فرنی،
شاہی ٹکڑے، سوجی حلوہ، آلو بھری روٹی

جمعرات

قورمہ، دال چنا، پائے، نام، مٹر قیمہ، آلو گوشت
چقندر گوشت، دال مونگ گوشت، کھیری
بھنڈی گوشت، گوبی گوشت، شلغم گوشت
ٹینڈے گوشت، زردہ، قیمہ بھری روٹی،

ہدایات: قورمہ کا گوشت بھننے سے پانچ منٹ قبل جائفل کا سوجی جیسا چورا بوٹیوں پر چھڑک دیا جائے — سالم ارد یا دال چنا یا چھولے جب گلنے کے قریب ہوں تب گوشت یا چاول میں ڈالے جائیں — مندرجہ بالا ڈشوں میں اصلی گھی استعمال کیا جائے — پتوے بھاپ سے پکائیں — حلیم یا پائے وغیرہ کی تیاری ایک دن قبل شروع کی جائے۔

نور قلم سکھر

اس طغرے کے جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

خصوصی رعایت سے خرید کر مفت تقسیم کرنے کے لئے مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر سے رجوع فرمائیں۔